شرح درود تاج

از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ

بہاولپور، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضوء السراج
فی
شرح درود تاج

جامعہ ... لائبریری

از قلم

مناظرت بر فیض ملت استاذ العلماء محدث وقت حضرت علامہ

الحافظ محمد فیض احمد اویسی

ناشر!
مکتبہ اویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں!

نام کتاب ——— ضوء السراج فی شرح درود تاج

مصنف ——— شیخ القرآن، فیض ملت حضرت علامہ الحاج

محمد فیض احمد صاحب اویسی، رضوی مدظلہ العالی

اشاعت بار اول ——— مئی ۱۹۹۷ء

تعداد اشاعت بار اول ——— (ایک ہزار صرف)

صفحات کل ——— ۴۱۶

ہدیہ مجلد کتاب ———

بتعاون :- بیگم الحاج چوہدری عبدالرشید صاحب فیصل آباد

کتابت ——— (ونڈاٹیک آفسٹ)

طباعت ——— (عکسی)

پرنٹنگ ——— (عکسی)

:——— باہتمام ———:

صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی!

:——— ناشر ———:

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ

:——— (بہاولپور) ———:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ القریب المجیب وافضل الصلوٰۃ والسلام علی المولی الحبیب وآلہٖ وصحبہٖ اولی التقریب ط

امّا بعد! درود تاج شریف دلائل الخیرات شریف کی طرح نہایت ہی مؤثر اور مقبول وظیفہ ہے۔ صدیوں سے ہر سلسلہ کے اولیاء کرام اور ہر مسلک کے علمائے کرام پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ نہ تو اس پر کسی نے شرعی حیثیت سے اسے ناجائز کہا، نہ اس کی عربیت پر کسی قسم کا اعتراض کیا۔ بلکہ تمام نے بالاتفاق اسے نہ صرف وردِ زبان بنایا بلکہ رُوحانیت کی جلاء کے لئے اکسیر سی تاثیر کا اظہار فرمایا۔ بلکہ حلِ مُشکلات کا تیر بہدف نسخہ بتایا۔ اور بالخصوص حضور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زیارت مبارکہ کے لئے تو کیمیا سے بڑھ کر فرمایا۔ تحریک وہابیت کے بعد شرک کے مفتیوں نے سر اٹھایا تو مشائخ و اولیاء کرام کے دُوسرے معمُولات کی طرح درُود تاج شریف بھی اُن کے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاوٰی میں اس کے وِرد کو شرک لکھا

علت یہ بتائی کہ اس میں "دافع البلاء والوباء" جیسے
کلمات شرکیہ ہیں۔ اسی لیے اس واہمہ ظالمہ کو امام
اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین
امام احمد رضا محدث بریلوی (رضی اللہ عنہ) نے "الامن
والعُلیٰ" لکھ کر ہمیشہ ہمیشہ تک دفنایا۔ ایک عرصہ تک
تو فتوائے گنگوہی مُردہ بے جان کی طرح پڑا رہا۔ لیکن
گنگوہی کے پیرو کار اس مُردہ بے جان کو پھٹے پُرانے
کفن میں کفنا کر اپنی جماعت کو اس کا مکروہ ڈھانچہ
دکھانے کے لئے باہر لائے۔ ان میں سرِفہرست جعفر
پھلواری ہے۔ جس کے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تو سُنی، حنفی اور امام اہل سنت محدّث بریلوی قدس
سرہٗ پر جان چھڑکنے والے تھے۔ نامعلوم اس پھلواری
کو وہابیت پھر نیچریت میں کس نحوست کی وجہ سے پھنسایا کہ
اس نے اپنے والد پر بھی دِل کھول کر دل کی بھڑاس
نکالی اور ساتھ ہی ان سے اپنی ارادت (مُریدی) کا دعویٰ
بھی ظاہر کرتا ہے۔ اور درُود تاج شریف کی بزعم خویش
خوب خبر لی۔ جس طرح اس سے بن پڑا درُود تاج شریف کو
ایک گمراہ کن وظیفہ قرار دیا۔ اور اس کی عربیت کو تو
گویا جہالت کا مجموعہ ثابت کیا۔ اور جاتے جاتے اِسے

یہودیت کی سازش کا نتیجہ بتایا۔ عربی کا "لکل فرعون موسیٰ" کا مشہور مقولہ حرف لفظاً نہیں بلکہ حقیقتہً ہر دور میں اس کی عملی تصویر سورج کی طرح چمکتی ہوئی ہر عام و خاص نے آنکھوں سے دیکھی۔ ہمارے دور میں بھی نہ جعفر پھلواری کے لئے حافظ علامہ محمد احسان الحق فیصل آبادی اور غزالی زمان علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدث ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا کہ اس کے تمام مزعومات فاسدہ کو ھباءً منثوراً کر کے رکھ دیا۔ بلکہ غزالی زمان قدس سرہٗ نے تو جعفر پھلواری کی ایسی خبر لی کہ نہ صرف وہ بلکہ اس جیسا جنوں کا مارا تا قیامت درود تاج شریف کی غلطیاں نکالنے کا تصور ہی دماغ سے میں نہ لائے گا انشاء اللہ تعالیٰ!

لیکن سب کو معلوم ہے کہ عادی مجرم جتنا بھی سخت سزا پائے وہ اپنے جرم سے باز نہیں آتا۔ اسی لئے فقیر نے ان جرائم پیشہ عادی مجرموں کی شرارت سے بچنے کے لئے ایک مضبوط حصار کھینچا ہے۔ تاکہ ایسے مجرم سرے سے جرم کے مرتکب نہ ہو سکیں۔

یعنی درود تاج شریف کے ہر جملہ کی علیحدہ و علمی و

تحقیقی شرح ہو اور امکانی طور سوالات کے جوابات!
اور اس کا نام رکھا ہے :-

ضُوء السّراج فی شرح درُود تاج

وما توفیقی الّا باللہ العلی العظیم ط و صلّی اللہ تعالیٰ علےٰ نبیّہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واولیاءٖ امتہٖ وعلماء ملّتہٖ اجمعین ط

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابُو الصّالح محمد فیض احمد اُویسی
بہاول پُور ۔ پاکستان

درود تاج کی سند

اگرچہ اہل علم کے نزدیک کارِ خیر میں ضروری نہیں کہ معلوم کیا جائے کہ اسے کس نے اجراء کیا یا اِس نیک کام کا مُوجد کون ہے ۔ بلکہ حدیث شریف میں تو حکم ہے کہ نوشتہ دیوار سے بھی نصیحت حاصل کرو ۔ لیکن مخالفین نے صرف عوام کو بہکانے کے لئے یہ غلط حربہ ہمارے عقائد و مسائل پر اِستعمال کرتے رہتے ہیں ۔ عوام اہل سنت چونکہ علمی تحقیقات سے دُور ہوتے ہیں نہ اِس سے انہیں دلچسپی ہے ۔ اس لئے مخالفین کو اہل علم سمجھ کر غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ یہ علم کے نام پر جی بھر کر دھوکہ دیتے ہیں ۔ ان کے دھوکہ و فریب کی ایک مثال یہی ہے کہ جی فلاں درُود شریف کا مصنف کون ہے اور میلاد شریف پر حملہ کہ اس کا موجد تو ایک بادشاہ تھا اور وہ تو ایسا تھا ویسا تھا وغیرہ وغیرہ ۔ حالانکہ یہ سب ان کا فریب اور دھوکہ ہے فقیر اس تفصیل کو چھوڑ کر ایک نقشہ پیش کرتا ہے جس سے واضح ہو گا کہ ہزاروں اُمورِ شرع میں ایسے ہیں جن کے نہ مُوجد کا علم اور نہ مُصنّف کا ۔ اور بعض اُمور ایسے ہیں ۔ کہ

جن کے موجد و مصنف گمراہ اور بے دین۔ جنہیں مخالفین بلا انکار دین سمجھ کر عمل میں لا رہے ہیں۔ علم و فن میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ان کے علم کی پونجی وہی امور ہیں :-

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا موجد
۱	قرآن مجید کے اعراب اور نقطے اور شد و مد وغیرہ۔	کون
۲	یسرنا القرآن اور قاعدہ قرآنی ملتانی۔	"
۳	شش کلمہ و ایمان مفصل و مجمل	"
۴	نماز کی نیت زبان سے	"
۵	تلاوت قرآن کے بعد صدق اللہ العظیم پڑھنا بدعت بھی ہے۔	

یہ چند نمونے عرض کئے ہیں تاکہ طوالت نہ ہو اور بعض درسی کتب کے مصنفین غیر معلوم ہیں۔ مذکورہ بالا امور کے بعض مصنفین و موجدین معلوم ہیں لیکن میں نے عمداً نہیں لکھے اور بد عقیدہ روافض، جبریہ، قدریہ، مرجیہ معتزلہ خوارج وغیرہ ہم نہ صرف ہماری درسی کتب کے مصنفین و مؤلفین ہیں بلکہ صحاح ستہ بخاری شریف سمیت

کے بعض راوی مذکورہ بالا مذاہب کے علاوہ بہت سے گمراہ مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ تو کیا یہ اعتراض صرف درود تاج شریف و دیگر معمولات اولیاء کے لئے ہے اور دوسرے شرعی امور اس اعتراض سے کیوں مستثنیٰ ہیں؟!

علاوہ ازیں

سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ختم شریف میں پڑھنے کی اجازت چاہی۔ ان حضرات کے علاوہ اکابر اولیاء اور مشائخ صلحاء کے معمولات میں رہا ہے

"صدیوں بعد تحریک وہابیت" سے "درود تاج" وغیرہ کیوں حرام اور شرک ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ درود تاج شریف جملہ اولیاء کرام اور علماء عظام کا صدیوں سے معمول یہ ہے کہ اور قاعدہ شرعیہ "تلقی بالقبول" قوی حجت ہے اصول اسلام قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے۔ اس قاعدہ پر بے شمار اسلامی مسائل و عقائد موقوف ہیں۔ اگر اس قاعدہ کو اڑا دیا جائے تو اسلام کے بے شمار عقائد و مسائل ختم کرنے پڑیں گے۔ اور یہ قاعدہ نہ صرف اہل سنت کو مسلم ہے بلکہ مخالفین درود تاج اور منکرین کمالات صاحب التاج والمعراج صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کو بھی مسلّم ہے۔ اسی لئے اگر کوئی اپنی اندرونی بیماری کے پیشِ نظر درُود تاج شریف کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ مجبور ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ایسے بیماروں کو لاعِلاج بتایا ہے۔ بلکہ خود اللہ تعالےٰ اسی کی بیماری کو بڑھاتا ہے تاکہ قیامت میں سخت سے سخت تر عذاب میں مبتلا ہو۔ ورنہ اہلِ فہم اور صاحبِ علم کے لئے ہمارے ذکر کردہ اصُول کافی ہیں ع

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

فقط والسّلام!

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۱رذیقعد ۱۴۱۷ھ بہاول پُور۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۝
دَافِعِ الْبَلَاۤءِ وَالْوَبَاۤءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ
وَالْاَلَمِ ۝ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ
مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۝ سَيِّدِ الْعَرَبِ
وَالْعَجَمِ ۝ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ
مُّنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ۝ شَمْسِ الضُّحٰى
بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ
الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ۝ جَمِيْلِ الشِّيَمِ ط
شَفِيْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ۝
وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ
مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ
الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ
وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ
الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ
رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ
الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ
مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ
نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی
الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ
الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ
مَوْلٰنَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ○ یٰٓاَیُّھَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

ترجمہ :۔ اے اللہ رحمت فرما ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاج و معراج والے، براق اور بلندی والے پر بلیات و وباء قحط و مرض، دکھ اور مصیبت کے دور کرنے والے پر جن کا اسم گرامی لکھا ہوا ہے بلند ہے اور اللہ کے نام کے ساتھ جڑا ہوا ہے لوحِ محفوظ اور قلم میں رنگ آمیزی کیا ہوا ہے، عرب اور عجم کے سردار، جن کا جسم مبارک ہر عیب سے مبرا، خوشبو کا منبع، انتہائی پاکیزہ، نورٌ علیٰ نور، اپنے گھر اور حرم میں ان تمام احوال کے ساتھ آج بھی موجود ہے، صبح کے روشن اور خوشنما سورج، چودھویں رات کے چاند، بلندی کے ماخذ، ہدایت کے نور، مخلوق کی جائے پناہ، تاریکیوں کے چراغ، بہترین خلق و عادات والے، امتوں کی شفاعت کرنے والے، سخاوت اور کرم والی پر درود و سلام اور اللہ ان کا محافظ ہے، جبریل امین خادم ہیں اور براق سواری ہے معراج ان کا سفر ہے سدرۃ المنتہیٰ ان کا مقام ہے اور قاب قوسین (کمال قرب الٰہی) اُن کا مطلوب ہے، اور مطلوب یعنی کمال قرب الٰہی، وہی مقصود ہے اور مقصود حاصل ہو چکا ہے، تمام رسولوں کے سردار، تمام انبیاء کے بعد آنے والے، گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے، مسافروں اور اجنبیوں کے غمگسار تمام جہانوں پر رحم فرمانے والے، عاشقوں کی راحت اور مشتاقوں کی مراد، جملہ ہائے عارفوں کے سورج۔ سالکوں کے چراغ، مقربین کی شمع، فقیروں، پردیسیوں اور مسکینوں سے محبت و الفت رکھنے والے، جنات اور انسانوں کے سردار، حرم مکہ اور حرم مدینہ کے نبی، بیت المقدس اور خانہ کعبہ دونوں قبلوں کے امام، دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، قاب قوسین کی نوید والے، مشرقوں اور مغربوں کے رب کے حبیب، امام حسن اور امام حسین

کے نانا، ہمارے آقا، جملہ جن وانس کے والی یعنی ابوالقاسم محمد بن عبداللہ
اللہ کے نور میں سے عظمت و رفعت والے نور پر درود و سلام
ان کے نورِ جمال کے عاشقو، خوب صلوٰۃ و سلام بھیجو اُن کی ذات
والا صفات پر اور ان کے آل و اصحاب پر۔

منظوم اُردو ترجمہ درودِ تاج

حمد، صلوٰۃ و سلام و درود و نعم، ہوں محمد پہ اے قادرِ ذوالکرم
تاج والے ہیں معراج والے ہیں وہ، ان کا مرکب براق انکا رحمت علَم
ان سے خائف بلا، اُن سے غائب وبا، وہ علاجِ مرض وہ دوائے الم
اسم مکتوب مرفوع مشفوع ہے لوحِ پُر نور پر نقشِ نازِ قلم
جسمِ اقدس معطر مطہر سہا، مہر صبحِ ازل یا چراغِ حرم
وہ ہی شمس الضحیٰ وہ ہی بدر الدجی وہ ہی صدر عُلیٰ ابرِ جود و کرم
وہ ہی نور الہدیٰ وہ ہی کف الوریٰ وہ جمیل الشیم وہ شفیع الامم
ان کا عاصم خدا، ان کے خادم ملک، انکا مرکب براق ان کا اسرا سفر
منزل اعلیٰ ترین سدرۃ المنتہی تاب قوسین کے قرب سے بہرہ ور
شرح قوسین مطلوب و مقصود جاں قلب مشتاق انوار عرش بریں
سید المرسلیں خاتم الانبیا شافع مذنبیں، رافع اسفلین
رحمتِ عالمیں راحتِ عاشقاں فرحتِ شائقیں۔ نیر عارفیں
رہبر سالکین ہادی مومنیں، خضرِ راہِ یقین اولیں آخریں

غمگسارِ یتیماں محبِ غریباں، حبیبِ فقیراں بہ نانِ جویں
سیدِ انس و جاں صاحبِ دو کماں سرورِ دو جہاں دو حرم کے مکیں
ابنِ عبد اللہ جدِّ حسنین ابو القاسم اہلِ صفا بالیقیں
ہیں حبیبِ خدا ساری امت فدا اُن کے حسن و جمالِ جہاں تاب پر
ہاں کہو سب صلوٰۃ و سلام و درود اُن پہ اور اُن کی آل اور اصحاب پر

(اصغر حسین خان نظیر لودھیانوی)

تمہید

درود تاج شریف و دلائل الخیرات و درود اکبر و مستغاث و درود لکھی و ہزارہ و دیگر ہزاروں درود وظائف اولیاء کرام و مشائخ عظام و علمائے شریعت و صلحائے امّت میں عرصہ سے مروّج ہیں ان کے فیوضات و برکات سے خواص و عوام مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں۔ نجدی وہابی تحریک سے پہلے کسی کو اس میں شک و شبہ نہ تھا اُمڈ کر ہی شرک جیسے منحوس فتوے سے ایسے مبارک و مقدس اور درود وظائف کو ملوّث کیا۔ ہمارے ملک مقدّس ہند میں نجدی کے اثرات سے یہاں بھی فتویٰ بازی شروع ہوئی فرقہ دیوبند کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی نے درود تاج میں صرف ایک جملہ دافع البلاء الخ پر کیچڑ اچھالا تو امام اہلسنّت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب (الامن والعلیٰ) لکھ کر مخالفین کو ہمیشہ تک اصولی طور لاجواب فرما دیا لیکن جیسے افیونی اپنی عادت سے مجبور ہو کر عادت پوری کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے یہ پارٹی بھی شرک و بدعت کے فتویٰ بازی کی عادت کو پورا کرنے کے لیے گاہے گاہے کچھ نہ کچھ کہہ ہی دیتے ہیں

چنانچہ ہر علاقے کا اس قسم کا انیونی زبانی طور تو درود تاج پڑھنا شرک و بدعت کہتا رہتا ہے اور کبھی ان کے بعض اسے معرض تحریر میں لاتے رہتے ہیں حضرت مولانا نبی بخش حلوائی مرحوم مصنف تفسیر نبوی وغیرہ کو بھی ایک ایسا انیونی ملا جس کی آپ نے خوب خبر لی۔ اظہار انکار المنکرین من صلوٰۃ المحبین، لکھ کر مخالفین کو خاموش کرا یا لیکن یہ پارٹی کب خاموش ہو سکتی ہے ہمارے دور میں پھر وہی شور اٹھا رہے ہیں چنانچہ فقیر کے ہاں ایک رسالہ "تنویر السراج لعاملی درود تاج" پہونچا ہے جس کے مؤلف نذر رضوی صاحب ہیں فیصل آباد (لائل پور) میں مکتبہ رضویہ کے نام سے رسالہ شائع کیا اور طرفہ یہ کہ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کی نسبت کا لیبل اور حضرت محدّث پاکستان علامہ استاذی محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ تلمذ میں مدّعی ہو کر درود تاج پر ایسے رکیک حملے کئے جو مخالفین سے نہ ہو سکا وہ نذر رضوی نے کر دکھایا۔

دوسرے "جعفر پھلواری صاحب" ہیں اس نے بھی درود تاج شریف کو ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کا مشورہ دیا ہے اور اس کا یہ مضمون "ماہنامہ فاران کراچی مئی ۸۰ء اور ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۷ شوال ۱۴۰۰ھ میں شائع ہوا۔" مؤخر الذکر، کا فاضل محترم علامہ حافظ محمد احسان الحق صاحب مدرس جامع رضویہ فیصل آباد نے مختصر لکھا جسے ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ میں شائع کیا گیا۔ لیکن مولوی جعفر پھلواری کے اعتراضات کے جواب غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ضخیم کتاب بنام درود تاج کے اعتراضات کے جوابات، لکھی اور خوب لکھی۔ فقیر نے اس سے خوب استفادہ کیا اور

پھلواری کے تمام اعتراضات کے جوابات فقیر نے تفصیل سے اسی شرح کے باب اعتراضات وجوابات میں لکھے۔ اگرچہ فقیر درود تاج کے متعلق کچھ لکھنا ضروری نہیں سمجھتا تھا اس لیے کہ اکابر و احباب نے جو کچھ لکھا اس سے بڑھ کر فقیر کیا لکھے گا لیکن اس پر کچھ لکھنے کے لیے احباب نے مجبور کیا اور بار بار اصرار کیا۔ مصروفیت کی وجہ سے ٹالتا رہا لیکن بعض عزیزوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ بالآخر اس پر چند سطور لکھ ڈالیے۔ ان کا نام ضوء السراج فی شرح درود تاج[ا] تجویز کیا۔ وَمَا توفیقی اِلّا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب " وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ نبیہ الحبیب الکریم الامین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذریاتہٖ اجمعین۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۶ $\frac{۶}{۹۵}$: $\frac{۲}{۸۵ء}$ ۲۷ بروز چہار شنبہ بہاولپور۔ پاکستان

نوٹ مزید براں اس پر یہ ہوا کہ ایک خاتون نے درود تاج شریف عقیدت کی بنا پر فرمایا کہ اس کا خرچہ میرے ذمہ ہے اسی لیے پہلی فرصت میں شائع کر دیں چنانچہ خاتون نے اس کی کتابت کی پیشگی ادا کر کے اصرار فرمایا کہ اسی ماہ صیام سے پہلے شائع ہو جائے چنانچہ یہ شرح جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی خاتون کا کارنامہ ہے۔ خاتون نے نام کے اظہار سے بھی منع فرمایا ہے۔ قارئین خاتون کے لیے دارین کی فلاح کی دعا فرمائیں۔

[ا] اگرچہ یہ فارسی کا لفظ ہے لیکن چونکہ یہ اس درود شریف کا علم ہے اسی لیے یہاں

وجہ تسمیہ

درود تاج کوئی نئی شئے نہیں کہ جس سے بدعت کا خطرہ ہو بلکہ یہ بھی درود شریف ہے جس کے لیے حکم باری تعالیٰ ہے "صلوا علیہ وسلموا" صلوٰۃ و سلام پڑھو نبی کریم پر" ہاں اس کا نام رکھنا بعد کی ایجاد ہے تو اس میں حرج نہیں اس لیے کہ تعلیم رسول اور دین نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اکثر شعبے اور ان کے اسماء بہت بڑے عرصہ کے بعد تجویز ہوئے مثلاً تعلیم القرآن کے لیے قرآن مجید کے پاروں کے نام (۱) الم (۲) سیقول (۳) تلک الرسل (۴) لن تنالوا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی نورانی قاعدہ۔ ملتانی۔ یسرنا القرآن وغیرہ وغیرہ اور یہ اسماء معمولی سی مناسبت سے تجویز ہوا کرتے ہیں مثلاً قرآن مجید کی سورتوں کے اسماء پر غور ہو کہ کسی سورۃ کا نام البقرہ، کسی کا آل عمران، کسی کا النحل، کسی کا النمل وغیرہ وغیرہ۔ وہ صرف اسی لیے کہ یہ الفاظ یا انکا قصہ وغیرہ ان میں واقع ہے ایسے ہی اس درود شریف کو اسی لئے درود تاج کہا جاتا ہے کہ اس کی ابتداء لفظ تاج سے ہے اور چونکہ تاج سر کی زینت ہوتا ہے اور ہمارے حضور پر نور سرور انبیاء حبیب کبریا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر صاحب کمال کے سر تاج ہیں اور یہاں بھی آپ کے کمالات کا ذکر ہوگا۔ ظاہری و باطنی مناسبت کے پیش نظر اسے درود تاج سے تعبیر کیا جاتا ہے اگر اس درود شریف سے نام کی بدعت کا خطرہ ہے تو درود ابراہیمی سے بھی خطرہ ہونا چاہیئے کیونکہ اسے اس نام سے موسوم کرنا بھی بدعت ہے کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف درود کے الفاظ بتائے ہیں یہ تو

نہیں فرمایا کہ اس کا نام درود ابراہیمی ہے جیسے اسے ابراہیمی درود کا نام ہم نے تجویز کیا ہے ایسے ہی درود تاج کو سمجھئے۔

خواص درود تاج شریف از شاہ عبدالعزیز اعظم گڑھی صـ ۱

نمبر شمار	مقصد	ترکیب	تعداد
۱	زیارت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	عروج ماہ شب جمعہ پڑھ کر سو جائیں جامہ پاک خوشبو لگا کر	ہر شب تا گیارہ شب ۱۷۰ بار
۲	صفائی قلب	ہر روز بعد نماز صبح ۷ بار بعد نماز عصر ۳ بار بعد نماز عشاء ۳ بار	
۳ـ	دفع سحر و آسیب و جن و شیاطین و وباء و فساد و چیچک ہر مرض	پڑھ کر دم کریں	۱۱ بار
۴ـ	حفاظت از دشمنان حاسدان و ظالم حاکمان و دفع رنج والم و افلاس	چالیس راتیں بعد از نماز عشاء۔	۴۱ بار
۵ـ	کشائش رزق	بعد از نماز صبح	۷ بار
۶	بانجھ عورت کے لئے	اکیس خرما پر سات سات بار پڑھ کر دم کر کے ایک خرما ہر روز کھلائے بعد فراغت طہارت از حیض اس کا شوہر اس سے جماع کرے	
۷	حب اور ہر مقصد میں کامیابی کیلئے	نصف شب کے بعد	۴۰ بار
۸	حفاظت حمل	حمل گرنے کا خطرہ ہو تو سات بار پانی پر دم کر کے جائیں	

نوٹ :۔ اختصاراً چند خواص عرض کئے گئے ہیں ورنہ درود شریف کے خواص بے حد و عد ہیں

اولیاء کاملین اور درود تاج شریف

حضرت پیر سید فیض علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین باڑی شوق الٰہی ضلع بہاولنگر۔ اپنے مطبوعہ درود شریف میں چند مشائخ کاملین کے درود تاج کے بارے میں تاثرات بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ حضور خواجہ خواجگان تقدس مآب برہان حقیقت سلطان العارفین خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے قرب کمال صرف درود شریف کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔

۲۔ تقدس مآب سید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی ارشاد فرماتے ہیں اگر انسان کو کافی اشغول دنیاوی ہوں تو کم از کم تین ہزار سے تحفہ درود شریف دن رات میں کم نہ کیا جائے۔

۳۔ پیران پیر مخدوم معظم محبوب سبحانی سید محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ طالبین مقربین دن رات میں کم از کم پانچ ہزار تحفہ درود شریف بہ بخش حضور انور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کریں اور فرماتے ہیں میں نے جو قرب کمال حاصل کیا صرف درود شریف کی وجہ سے حاصل ہوا۔

۴۔ حضرت محدث فضیلت ورجت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہٗ مشاہدات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے قرب کمال صرف درود شریف کی وجہ سے حاصل ہوا اور اب سارا جہان میرے سامنے

بمنزلہ آئینہ کے ہے اور رائی کے دانہ کے برابر میرے سامنے ہے۔

۵۔ حضور خواجہ سلطان العارفین فخر سادات کل امام الاولیاء مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ اُچوی نقوی البخاری ارشاد فرماتے ہیں کم از کم تحفہ درود شریف دن رات میں بارہ ۱۲ ہزار روزانہ بہ پیش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنا چاہیئے اس سے کم از کم کمزوری ایمان ثابت ہوگی۔

۶۔ سلطان العارفین مخدوم سید علی ہجویری عرف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہوری ارشاد فرماتے ہیں۔

جس قدر محبوب رب العالمین کی یاد کریں گے اُس قدر در بار الٰہی سے انوار نازل ہوں گے کم از کم طالبین دن رات میں تحفہ دُرود شریف سات ہزار سے کم نہ کریں۔

۷۔ حضور امام العارفین سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ کے قرب کمال کو حاصل کرنے کے لیے اگر کوئی مقرب ذریعہ ہے تو تحفہ دُرود شریف ہے۔

لہٰذا طالبین کے لیئے چاہیئے کہ جب دنیاوی اشتغال سے فرصت پاویں کثرت سے درود شریف پڑھا کریں تاکہ قرب حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام و قرب درگاہ الٰہی طالبین کو نصیب ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی قرب کے لیئے وظیفہ بہتر نہیں۔

حضرت علامہ مولانا عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ جن کی شخصیت کے سامنے مخالفین سر جھکاتے ہیں شرح عقائد پر نبراس ان کی بہترین تصنیف ہے اسکے علاوہ بڑی بلند پایہ تصانیف اب بھی انکے علم و عمل پر دلالت کرتی ہیں، اپنی کتاب اکسیر میں اپنے شیخ کامل عارف حضرت حافظ محمد جمال ملتانی قدس سرہ کے معمولات سے درود تاج شریف کا ایک وظیفہ اور اس کا طریقہ بتلایا ہے۔ اکسیر کتاب فقیر کے پاس موجود ہے۔

طریقہ تلاوت دُرود تاج

بوقت صُبح مسواک کر کے وضو تازہ کر کے قبل نماز یا بعد از نماز سات بار تا قیام زندگی ہمیشہ جاری رکھے۔

ایضاً جو شخص مقروض ہو، قیدی ہو، یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو اُس کے لیے اجازت ہے کہ وہ روزانہ دن رات میں ۴۲ یوم تک بطریقہ چلہ چھبیس بار تلاوت روزمرہ کرے انشاءاللہ تعالیٰ اس دُرود شریف کی برکت سے طالبین مقصود کو حاصل کریں گے اس چلّہ کے بعد ہمیشہ مخلصین سات بار روزانہ نہار منہ تلاوت کرے۔

پرہیز ضروری :- پیاز، لہسن۔ بدبودار کوئی چیز ہو استعمال کر کے نہ پڑھے کیونکہ بدبودار چیزیں استعمال کرنے والے کا درود شریف قبول نہیں ہوتا۔

طریقہ دوم برائے زیارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام

غسل کر کے خوشبو لگا کر سرمہ آنکھوں میں ڈال کر مکان مصفا کرے۔ اگر بتی سے خوشبو معطر کرے۔ ایک مسندِ مصفا حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے لیے بنائے اس کے پیچھے اپنے لئے مصلیٰ بچھائے اس پر بیٹھ کر صرف جمعہ کی شب کو چھبیس بار درود شریف پڑھ کر سر بجانب قطب رکھ کر سو جائے اس طرح سات جمعرات عمل کرے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت پر بھروسہ ہے انشاء اللہ تعالےٰ اس کو زیارت نصیب ہوگی اس مکان میں کوئی بدبودار چیز نہ ہو۔ نہ وہاں سگریٹ ہو نہ حقہ۔ عمل کرنے والا اگر سگریٹ حقہ پیتا ہے اُسکو زیارت نصیب نہ ہوگی۔

نوٹ :- ہر مرد عورت کے لیے اس کی اجازت ہے۔ دوبارہ اس کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اس محبوب وظیفہ کو خوش نصیب طالبین پڑھیں گے اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت ہر کسی کو نصیب کرے۔ آمین۔

سند درود تاج از شیخ شاذلی قدس سرہ

حضرت مولانا قاری سلیمان

صاحب پھلواری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "صلواۃ وسلام" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ سید ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درود تاج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں پیش کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس درود شریف کے لیے منظوری عطا فرمایئے کہ یہ ایصال ثواب کے وقت ختم شریف میں پڑھا جایا کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرما لیا اس درود شریف کی یہ فضیلت بہت بڑی ہے دیگر فضائل اور اس کے پڑھنے کے طریقے عام شائع شدہ ہیں۔

ے یاد رہے کہ حضرت سلیمان پھلواری جعفر پھلواری کے والد گرامی اور پیر و مرشد ہیں لیکن افسوس ہے کہ جعفر اپنے پیر و مرشد کے ارشاد گرامی کا صرف منکر بلکہ انہیں خطا کار قرار دیتا ہے جو شخص مرشد اور والد گرامی کو خطا کار سمجھے وہ دین کو کیا سمجھے گا۔

ے ایک پھلواری وہ جو درود تاج کو ردی میں ڈال لینے کا مشورہ دے رہے ہیں ایک وہ ہیں جو اسے بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منظور شدہ ثابت فرما رہے ہیں اور جعفر سے کون جواب پوچھے کہ آپ غلط ہیں یا آپ کے سلیمان پھلواری۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر ختم شریف میں درود تاج شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔

تعارف شیخ شاذلی قدس سرہٗ

اس درود تاج شریف کو بارگاہ رسالت میں پیش کرنے والے حضوری ولی تھے یعنی حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ وہ عارف باللہ، عاشق رسول، صاحب حضوری، مسلم بزرگ اور بلند پایہ ولی کامل ہیں کہ نہ صرف وہ بلکہ اُن کے شاگرد رشید شیخ ابوالعباس مرسی وغیرہ بھیا رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ "اگر ہمیں آنکھ جھپکنے کی مقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت وزیارت سے حجاب ہو جائے تو ہم اپنے کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں۔ (المیزان الکبری علامہ عبدالوہاب شعرانی ص۴۴ (جواہر البحار) الحاوی للفتاوی وغیرہ)

فیصلہ

جب درود شریف تاج ہو یا لکھی یا ہزارہ پڑھنے کا قرآنی حکم ہے تو پھر اس کے نام رکھنے میں قباحت کیوں۔ ہزار اعمال ہم اسلام میں عمل میں لاتے ہیں اس کی سند کسی کو نہیں سوجھی مثلاً قرآن مجید پڑھنے میں ہم شد و مد اور زبر زیر پیش جزم کے علامات لکھے جاتے ہیں۔ اس کی سند ایسے ہی اسے ہیجا کے طور لیسرنا القرآن۔ نورانی قاعدہ ملتانی قاعدہ وغیرہ وغیرہ کے متعلق سند کہاں۔ جب یہ امور شرعاً جائز بلکہ ضروری تو پھر درود شریف کے لیے سند کی طلب کیوں۔

جب کسی کو کسی سے ضد ہوتی ہے تو وہ طرح طرح کے حیلے حوالے بناتا ہے۔ ورنہ سیدھی سی بات ہے کہ یہ بھی درود شریف ہے صرف یہ غلط تصور آڑے ہے کہ اس کا نام درود تاج ہے ورنہ درود کا انکار کون کر سکتا ہے جب قرآن مجید میں حکم مطلق ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود و سلام پڑھو۔

یہ حکم مطلق ہے آیت میں نہ تو کسی خاص صیغے اور لفظ سے درود و سلام کا حکم ہے اور نہ مخصوص صیغوں و الفاظ سے منع فرمایا ہے۔ "المطلق یجری علی اطلاقہ" مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین عظام اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہرین علماء کرام کے نزدیک لاکھوں صیغے و الفاظ درود و سلام کے متعلق مروی منقول ہیں۔ جنہیں احادیث مبارکہ اور سیرۃ مقدسہ کی کتابوں میں تفصیل سے لکھا گیا ہے فقہاء کرام و محدثین عظام رحمہم اللہ تعالے نے یہ قاعدہ وضابطہ بتایا کہ جس درود شریف میں لفظ صلوٰۃ و سلام ہو اس سے "صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کے حکم کی تعمیل ہو گی اس میں ضروری نہیں کہ وہ صیغہ درود خیر القرون ہو یا نہ ہو۔ منکرین کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ درود و سلام کے صرف اور صرف وہی صیغے و الفاظ ضروری ہیں جو خیر القرون میں ہوں اور بس اسی لیے ان کا مذہب ہے کہ صرف ابراہیمی درود شرعی ہے باقی درود مصنوعی ہیں (معاذ اللہ) اور یہ دعویٰ بھی ان کا اولیاء کرام کے معمولات کے درودوں کے بارے میں ہے ورنہ خود ہزاروں صیغے درودوں کے پڑھ جاتے ہیں انہیں ان میں خیر القرون کا تصور تک نہیں مثلاً "صلی اللہ علیہ وسلم" ورد نہ صرف پڑھتے ہیں بلکہ ہر حدیث کی روایت بیان کرنے کے وقت بے ساختہ ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے اس کے متعلق انہیں خیال تک نہیں گزرتا کہ اس درود شریف کی سند کیسی ہے بلکہ میرا دعویٰ ہے کہ انہیں خود بھی خبر نہیں کہ یہ درود شریف کس نے بنایا اور کب سے شروع ہوا۔ حدیثوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درود ابراہیمی بھی متعدد الفاظ سے نقل ہیں اور اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ و تابعین اور علماء سلف و

خلف نے بہت سے الفاظ ذکر کئے ہیں اور یہ سب درست ہیں اس کی تفصیل فقیر نے درود ابراہیمی کی حقیقت میں ذکر کر دی ہے۔ علامہ صاوی مصری متوفی ۱۲۴۱ھ جواہر البحار ص۹۰ میں فرماتے ہیں "صِیَغُ الصلوٰۃ" درود کی عبارتیں بہت ہیں اور بہتر وہ ہیں جن میں آل وصحابہ کا تذکرہ ہو تو جو شخص جس صیغہ کو لازم پکڑ لے اس سے خیر عظیم حاصل ہو گی، امام ابوالحسن (۹۵۲ھ) فرماتے ہیں درود شریف کے لیے کوئی وقت اور زمانہ اور مقدار مقرر نہیں جتنا کثرت کرے بہتر ہے، نماز اور تلاوت قرآن اور دوسری اہم وقتی عبادتوں کے لئے درود شریف کو ترک نہ کرے، جواہر البحار ص۹۳۴، امام ابواللیث سمرقندی (۳۷۳ھ) نے فرمایا کہ درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور عبادتوں سے افضل ہے۔

حدیثوں میں بکثرت درود پاک کے فضائل مذکور ہیں جن میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجے بڑھاتا ہے (مشکوۃ ص۸۶) وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ جب ثابت ہوا کہ درود شریف ہر طرح کے الفاظ سے پڑھنا جائز ہے۔ اس طرح یہ بھی شرعاً جائز ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پر جتنا القاب بڑھائے جائیں نہ صرف جائز بلکہ موجب صد برکات ہے۔

درود تاج کیا ہے یہ بھی درود شریف ہے جیسے دوسرے درود پاک ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ صفات و القاب ہیں جو آپ کی شان شایان ہیں بلکہ آپ کی شان اور عزت تو اس سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔

جس کی تفصیل آئے گی انشاء اللہ۔

ازالۂ وہم مخالفین کا یہ وہم بھی غلط ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو صرف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پر اکتفا کرتے لیکن تم تو بیشمار صفات والقاب بڑھا دیتے ہو کیا انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کچھ کم تھے تم نے بدعت نہیں بدعات کا ارتکاب کیا ہے ہم اس کا تفصیلی جواب تو آخر میں عرض کریں گے یہاں اتنا سمجھ لیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاص و محبت سے صرف سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لے لینا ہمارے ہزاروں القاب و اوصاف کرنے سے بہتر و برتر تھا ان کا درود شریف میں حضور علیہ السلام کا صرف اسم گرامی پڑھا جاتا اور اس طرح سے ان کی عقیدت و محبت میں فرق نہیں آتا تھا۔ بعد والوں نے سیدنا و مولانا کا اضافہ کیا لیکن اس اضافہ سے درود شریف کی حیثیت میں فرق نہ آیا۔ ایسے ہی کسی عاشق نبی اور محب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر صاحب التاج والمعراج الخ بڑھایا تو کون سا برا کیا جب کہ مخالفین اپنے مولویوں، لیڈروں اور استادوں کے کئی گز لمبے چوڑے القاب بڑھاتے ہیں تو وہ جائز اور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ناجائز۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القابات مذکورہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے سے درود شریف کی حیثیت میں تبدیلی واقع نہ ہوئی تفصیل تو آئے گی یہاں ایک وہم کا ازالہ سنیئے۔

درود تاج میں جو لفظ اہل بدعت مخالفین کو چبھتا ہے وہ "دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم" ہے کہ اللہ کے فضل سے حضور دفع بلاء دفع وباء قحط اور مرض اور دکھ کو دور کرتے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

عظمت ان کے مسلک کے خلاف ہے ان کے نزدیک حضور ذرہ ناچیز سے کم تر ہیں نہ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالک "خیر کثیر" کہا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی الامام احمد رضا نے مخالفین کے اس غلط عقیدے کے رَد میں ایک پورا رسالہ "الامن والعلے انا عتی المصطفےٰ بدافع البلاء" تصنیف فرمایا ہے۔

یہ اعتراض نہ صرف عوام وہابیوں دیوبندیوں نے بلکہ روزنامہ جنگ کی ۲۲ دسمبر ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں کسی قاری کے استفسار پر دارالعلوم بنوٹاؤن کے مفتیان نے درود تاج اور درود لکھی کو من گھڑت، غلط اور ناجائز قرار دے کر اس کے پڑھنے سے منع کیا اس وقت اس سلسلہ میں فقیر کو ملک بھر سے بیشمار خطوط موصول ہوئے اور اب تک موصول ہو رہے ہیں جن میں دیوبندی وہابی علماء کی اس جسارت پر احتجاج کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا جواب دینے کے لیے بھی کہا گیا ہے فقیر نے ہر ایک کو مختلف طرز طریقہ سے جواب بھجوایا ہے بالخصوص مندرجہ ذیل فتوٰی کی نقل آپ بھی جناب سجاد احمد ناظم ادارہ پاسبان حرم پاکستان راولپنڈی سے منگوالیں

دارالعلوم سے استفتاء کیا گیا تو اس کا جواب مندرجہ ذیل طریق سے موصول ہوا جس میں درود تاج شریف کا پڑھنا جائز بتایا ہے۔ ہم یہاں فتوائے دیوبند کی نقل مطابق اصل درج کرتے ہیں۔

ے دور حاضر کے بے ادب لفظ سیدنا و مولانا کے اضافہ کے بھی قائل نہیں حالانکہ فقہاء تو اس اضافہ کو نماز کے اندر بھی جائز مانتے ہیں تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ سیدنا

۵۰۹ع
۸۶

مورخہ ۲ فروری ۶۵ء ۲۹ رمضان المبارک ۸۴ء

مکرم و محترم جناب قاری محمد طیب صاحب دام برکاتہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، خدمت والا میں عرض ہے کہ ہم کالج سے نکلے ہوئے ہیں لیکن مذہبی تعلیم کم ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ہم کو بڑی الجھن ہو جاتی ہے یہاں ایک عالم صاحب فرماتے ہیں۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھا کرو اور پانچ وقت کی نماز کے بعد درود تاج پڑھ لیا کرو ہم دوسرے عالم صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا درود تاج کا پڑھنا قطعی منع ہے اور اس کا پڑھنے والا مشرک کافر ہے حرام ہے۔ خدارا ہم کو آپ اپنی تحقیق سے مستفید فرما کر ہم پر احسان عظیم کریں۔

بندہ عاجز محمد اسحاق بازار صرافاں راولپنڈی

الجواب

درود تاج کا پڑھنا جائز ہے حرام کہنے والے کا قول غلط ہے۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دار الافتاء الجامعۃ الاسلامیہ
دار العلوم دیوبند الھند

نوٹ: دیوبند کے دار الفتاوی میں رجسٹروں کی پڑتال کریں تو ہم نے اوپر

جاری کردہ فتویٰ کا نمبر بھی درج کر دیا ہے۔

منصف مزاج اہل علم اور منصف مزاج "درود تاج شریف کو جائز سمجھتے ہیں ہاں جاہلوں اور تعصب مزاج دیوبندیوں نے "فی سبیل اللہ فساد" بپا کیا ہوا ہے جیسے دارالعلوم دیوبند کے نائب مفتی نے لکھا ہے ایسے ہی دوسرے دیوبندی فضلاء بھی اس طرح لکھتے ہیں چنانچہ سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈاجیل و بہاولپور وغیرہ وغیرہ دافع البلاء اگر بمعنی ذریعہ وسبب ہو تو جائز ہے اور استقلالاً درست نہیں۔ (اہلسنّت کا صحیح مسلک ص ۳۶ جواب سوال شانزدہم درود تاج پڑھنا)

فائدہ یہ مولوی بالقابہ یہاں ہمارے ہاں. بہاولپور میں بھی ایک عرصہ وقت گذار گیا ہے اہلیان بہاولپور کو معلوم ہے کہ مولوی صاحب کس پانی میں تھے لیکن اپنے مکتب فکر کے لیے وہی تھے جیسے ان کے لیے چاہیئے ہم نے ان کے فیصلہ سرحد کا مذکورہ بالاحوالہ عرض کر دیا ہے اور مولوی صاحب نے وہی لکھا ہے جو ہم کہتے ہیں۔

مقدمہ درود تاج درود شریف کے صیغوں میں سے ایک ہے اس کا منکر در اصل درود پاک کا منکر ہے آگے چل کر فقیر اسے ثابت کرے گا کہ یہ بھی درود شریف ہے یا نہ۔

صرف یہ آڑ دینا کہ یہی الفاظ احادیث مبارکہ میں نہیں آئے تو اس کے متعلق بھی عرض کروں گا۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو ہم سب درود شریف سمجھتے ہیں لیکن اس طرح کی ترکیب مجموعی احادیث کے

مجموعہ میں نہیں کیا کبھی اس کا بھی سوچا ہے ذیل کے فضائل درود کے تمام درود تاج شریف میں سے ضرور نصیب ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فضائل درود

نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہدیہ درود و سلام بھیجنا افضل ترین عبادت، خوشنودی رب العزۃ عزوجل کا ذریعہ اور اجر عظیم و مغفرت سیات کا وسیلہ ہے اللہ کریم جل شانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس غیب بتانے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں اور اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (سورہ الاحزاب پ ۲۲ ع)

فوائد آیت صلوٰۃ وسلام

درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو سوا درود شریف کے۔

۲۔ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔

۳۔ حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں جب کچھ نہ تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود شریف پڑھنا۔ ہماری زندگی تک ختم ہو جائے گا لیکن اللہ تعالےٰ حضور پر رحمتیں بھیجتا رہے گا ہم تو مٹ جائیں گے لیکن درود شریف ہمیشہ رہے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ہر فعل و صفت کو بقا ہی بقا ہے۔

۴۔ آیت میں "صلوٰۃ وسلام" ہر دونوں کا حکم ہے کسی درود میں

صلوٰۃ تو ہو لیکن سلام نہ ہو تو آیت پر مکمل عمل نہ ہوا۔

۵۔ آیت صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم مطلق ہے کسی خاص الفاظ کا حکم نہیں جس درود میں صلوٰۃ وسلام ہوگا آیت پر عمل ہو جائے گا وہ ماثور ہو یا غیر ماثور۔

۶۔ پس بھی زبان میں جس بھی صیغہ سے درود وسلام بھیجیں جائز اور باعث ثواب ہے یہ ضروری نہیں کہ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ عربی ہی ہوں اور اس کے صیغے ماثور ہی ہوں بلکہ اگر کوئی مسلمان اپنی طرف سے صلوٰۃ وسلام کے صیغے وضع کرلے تو اس کی اُسے اجازت ہے ہاں ماثور صیغے اولیٰ ہیں۔ اسے یوں سمجھیے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، "اذکروا اللہ" اللہ تعالےٰ کو یاد کرو یا اس کا ذکر کرو۔ اب اگر کوئی یا اللہ" کے بجائے فارسی میں کہے یا خدا یا کسی دوسری زبان میں اللہ تعالےٰ کے توصیفی کلمات زبان پر لائے تو اسے کوئی منکر خدا ہی روک سکتا ہے کہ تیرا یہ ذکر حرام ہے یا بدعت ہے وغیرہ وغیرہ ایسے ہی درود شریف کے متعلق سمجھیے کہ صدیوں سے درود تاج رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا جا رہا ہے وہابیت کے ظہور کے وقت سے اسے بدعت وحرام وشرک کے فتویٰ کی زد میں آیا۔

دوبارہ انتباہ

غور کریں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اسے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" کیونکہ باقی سب عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان کے بجالانے کا حکم دیا ہے مگر درود شریف کا حکم دینے سے پہلے خود درود بھیجا اس سے ثابت ہوا کہ درود شریف سب سے افضل عبادت ہے جیسا کہ تمام محدثین وفقہاء علماء اتفاق ہے۔

لیکن عبادت سے روکنا کس کا کام ہے یہ خود سمجھ لیں۔

فضائل درود شریف

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالے اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے (مسلم شریف)

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے بہترین دنوں میں سے ایک جمعے کا دن ہے سو تم اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ آپ کا جسم خاک ہو جائے گا۔ فرمایا بلاشبہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیئے ہیں" (نسائی شریف)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن بکثرت درود بھیجو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اُس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے (بیہقی شریف)

۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو مجھ پر جمعہ کے روز اسّی بار درود بھیجے۔ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۵۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود بھیجو کہ جمعہ کے دن فرشتے حاضری دیتے ہیں اور تم میں سے کوئی مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ شریف)

۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو۔ کیونکہ میری اُمت کا درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ سو تم میں سے جو کوئی مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہے اس کا درجہ میرے

زیادہ قریب ہوگا (جامع صغیر)

۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درُود بھیجو۔ سو جو کوئی ایسا کرے میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ اور سفارشی ہوں گا" (جامع صغیر)

۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، مجھ پر درُود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درُود و سلام بھیجنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے اور دگنا چوگنا ثواب ملتا ہے (افضل الصلوٰت للنبہانی)

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا رہے گا کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

نوٹ:۔ چونکہ درود تاج شریف کا وظیفہ عموماً جمعہ کی شب سے متعلق ہے اسی لئے فقیر نے جمعہ کی روایات بہ نسبت دوسری روایات کے زائد عرض کی ہیں۔

نتیجہ آیت اور حدیث مبارکہ میں نہ صرف درُود و سلام بھیجنے کا حکم ہے بلکہ بکثرت درود و سلام بھیجنے کی ترغیب دی گئی ہے بالخصوص جمعۃ المبارک کی رات اور اُس کے دن میں بکثرت درود و سلام بھیجنے کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت بکثرت درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اذان سے پہلے اور بعد کو تثویب میں، جلسوں میں نعت خوانی سے پہلے، تقریروں کی ابتداء میں اور درمیان میں نہ صرف ایک بار

بلکہ بار بار جلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران اور نماز جمعہ کے فوراً بعد اور نہ صرف محدود گنتی میں بلکہ تسبیح کے دانوں پر اور کنکروں اور گٹھلیوں پر ان گنت سب بے شمار اور ہر دکھ میں ہر خوشی و غمی کے موقعہ پر۔

اہلسنّت کا بیڑا پار

علامہ سخاوی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنّت ہونے کی علامت ہے یعنی سنّی ہونے کی علامت ہے۔[1]

درس عبرت

یہ علامت آج کے دور میں صرف ہم اہل سنّت میں پائی جاتی ہے اس لیے اس دور میں صرف اور صرف اہلسنت ہیں کیونکہ درُود تاج، درود لکھی، درود ہزار درود مستغاث شریف، دلائل الخیرات، حزب البحر وغیرہ یا مجموعہ ہائے دُرود شریف جس کثرت سے سنّی حنفی پڑھتے ہیں اس طرح دوسروں کے کب نصیب بلکہ وہ غریب تو شرک و بدعت کے خطرناک فتوی میں ایسے برے پھنسے ہیں کہ قیامت تک اس گندی اور بدبو دار قید سے انکا نجات پانا ان کی قسمت میں لکھا ہی نہیں آزما کر دیکھیے۔

تو بھی آزما

اعتبار نہ ہو تو ان کی مجالس اور تقاریر و تحاریر کو دیکھ لیجیے کہ دُرود شریف جیسی افضل عبادت پر کس طرح فتاویٰ بدعات کے ڈونگرے برساتے ہیں۔

---

[1] یہی نقل مولوی ذکریا سہارنپوری نے بھی فضائل درود مشمولہ تبلیغی نصاب میں درج کی ہے۔ اویسی غفرلہ

نقشہ بدعات کا نشانہ درود شریف

فتویٰ	نام مضمون	نمبر شمار
بدعت	زور زور سے درود شریف پڑھنا	۱
"	تسبیح کے دانوں پر درود شریف پڑھنا	۲
"	کنکروں اور گٹھلیوں پر درود شریف پڑھنا	۳
"	کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنا	۴
"	امراض و مشکلات کے وقت درود شریف پڑھنا	۵
"	آذان سے پہلے یا بعد کو درود شریف پڑھنا	۶
"	کسی مریض پر دم کرنے کے لیے درود شریف پڑھنا	۷
بدعت و شرک	وہ الفاظ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات و معجزات پر بڑھا کر مثلاً درود تاج ۔	۸
بدعت و شرک	کسی درود شریف کی خصوصی فضیلت سے نام رکھ کر پڑھنا مثلاً درود مستغاث دلائل الخیرات وغیرہ وغیرہ	۹

نوٹ :۔ یہ اور اس طرح کی اور بدعات کے فتاویٰ نجد نگر سے لیکر خطہ ہند معرفت اسماعیل دہلوی نہ صرف مفت تقسیم کیں بلکہ ان فتاویٰ سے دل چسپی لینے والوں کی قدر و منزلت بڑھائی اور ان کے مخالفین کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اب بھی غور فرمائیں تو نتیجہ واضح ہو جائیگا۔

کہ درود وسلام سے دلچسپی کن لوگوں کو ہے اور انکار کرنے والے کون۔
ورنہ انگریز کے منحوس سایہ سے پہلے درود تاج سے لیکر دلائل الخیرات وغیرہ
اور اوراد وظائف تک کا نہ کسی کو انکار تھا اور نہ ہی بدعت و شرک سے منادی
کی بھنبھناہٹ تھی بلکہ ایسے اوراد وظائف مشائخ اولیاء کے جمیع سلاسل طیبہ
کی جان بھی اور رہے ہیں۔

لیجئے بدعت کا جواب

اصل مقصد تو "صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا" پر عمل کرنا ہے یعنی صلوٰۃ
وسلام "عرض کرنا اور وہ درود تاج شریف میں بطریق اتم پایا جاتا ہے صرف
جھگڑا ہے القابات کے اضافات کا۔ اور وہ بھی نجد کے ہارون کا اور وہ
بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء کرام رحمہم اللہ کے لیے
ورنہ تمام عبادات میں ہزاروں اضافات موجود ہیں اور وہ عبادات ان کے
بغیر ادا نہیں ہو سکتیں ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہیں چند امثلہ کا نقشہ ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بدعت ہی بدعت
۱	مسجد کا فرش صرف مٹی۔ نہ چٹائی نہ اینٹیں نہ پتھر نہ کچھ اور۔	اینٹوں کا فرش۔ پتھر یا سیمنٹ کا فرش چپس کا فرش۔ چٹائی یا دریاں یا گلم وغیرہ
۲-	کچی دیواریں اور چھت کھجور کے تنے اور ٹہنیاں وغیرہ وغیرہ کہ بارش بھی نہ روک سکیں۔	گاڈر۔ ٹیر یعنی لوہا سمنٹ دیواریں پکی، رنگ وروغن چونا وغیرہ وغیرہ حالانکہ حضور علیہ السلام تو ایسی مساجد بنانے پر راضی نہ تھے۔
۳-	مسجد نبوی اصلی کا نہ محراب نہ دیوار۔	بڑے بڑے محراب، مینار اور

نمبر شمار	زمانہ رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم	بدعت ہی بدعت
	نہ مینار نہ روشنی نہ نقش نہ نگار	پکی دیواریں اور منقش کہ مساجد پر محلات کا شبہ پڑتا ہے۔
۴۔	قرآن یا سینے میں تھا یا لکڑیوں اور ہڈیوں اور کپڑوں کے ٹکڑوں یا کھجوروں کے پتوں پر وغیرہ وغیرہ	کاغذوں پر بہترین جلد اور اعلیٰ ڈیزائن کہ خیر القرون ایسا تصور تک نہ تھا۔
۵	قرآن پاک نہ زبر نہ زیر نہ پیش نہ جزم نہ شد نہ مد۔	اب سب کچھ
۶	سورتوں کے نام کا قرآن	پارے تیس اور ربع نصف ثلث وغیرہ

نمونہ کے طور فقیر نے چند مثالیں تمام کی ہیں تفصیل کے لیے دیکھیے فقیر کی کتاب تحقیق البدعۃ اور العصمۃ عن البدعۃ،

درود شریف اور بدعت

مجھے تو بدعت گر ٹولی پر حیرانی ہے کہ اسلام کے ساتھ مذاق اڑانے کا کیا فائدہ۔ جن اصول سے انہیں مذکورہ بالا بدعات اسلام نظر آتی ہیں ان اصولوں سے درود شریف سے ضد کیوں صرف اسی لیے کہ نجدی نے کہدیا ہے ورنہ اسلام تو نہیں کہتا کہ درود کو بدعت کہو۔

باب ۱ آغاز شرح

برادرانِ اسلام تعصب سے ہٹ کر تھوڑی دیر کے لیے سوچیئے کہ درود شریف کے فضائل و برکات سے محروم ہونے والا دارین کا منحوس ترین شخص سمجھا جاتا ہے اور درود شریف حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر "صلوٰۃ وسلام" کا تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کا نام ہے خواہ اس کی ترکیب جیسے ہی ہے اسی لیے محدثین کرام اور فقہاء عظام اور اسلاف صالحین رحمہم اللہ میں ہزاروں صیغے مروج اور مقبول ہیں چند درود شریف فقیر آخر میں لکھے گا جو سب کے سب مخالفین و موافقین ہی مقبول و مطبوع ہیں اور درود تاج بھی وہی درود ہے جو ہم روزمرہ اپنی نجی مجلسوں اور وظیفہ کے طور پڑھتے ہیں غور سے پڑھیئے اور انصاف فرمایئے۔

درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

یہی الفاظ ہم روزانہ پڑھتے ہیں درود تاج شریف میں صرف یہی ہوا کہ چند القاب آگے بڑھا دیئے گئے مثلاً اوپر والے درود شریف کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ صاحب التاج والبراق والعلم الخ مسلمانو! ایمان سے بتاؤ یہ جملہ القاب حبیب خدا سرورِ انبیاء شہ ہر دو سرا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجتے ہیں یا نہ۔ ہم کہتے ہیں سجتے ہیں اور خوب سجتے ہیں بلکہ یوں کہو کہ جیسے حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجتے ہیں کسی دوسرے کے نصیب کہاں۔

؎ دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے۔

اعجوبہ یا افسوس

درود تاج کی منکر برادری کے اکابر اور وہابی پارٹی تاحال روادار نہیں کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے درود شریف میں "سیدنا ومولانا" بڑھایا جائے وہ کہتے ہیں بس اتنا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"

دلیل صرف یہی کہ خیر القرون میں صرف اتنا تھا اور صحابہ کرام ہمارے سے کئی گنا زائد عشق ومحبت رکھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ انہوں نے کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا پھر تم کون سے بڑے عاشق ہو گئے کہ یہ اضافے کر رہے ہو۔

جواب اُویسی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سادگی عشق ومحبت سے اتنا بھرپور تھی کہ ہماری کروڑوں پرخلوص اور بلند دعاؤں کے ساتھ عبادات وطاعات ان کی گرد تک پہنچنا تو درکنار صرف لفظی دعوی بھی سوادبی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ گفتگو اور عمومی زندگی میں سادہ الفاظ استعمال کرتے روایات میں دیکھو اور پڑھو تو صرف یہی الفاظ ملیں گے۔ قال النبی۔ قال ابو القاسم، قال رسول اللہ قال محمد رسول اللہ قال خلیلی وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اب ہم اس طرح کی سادگی برتیں تو والدین کی پھٹکار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ دَور کے بدلنے پر درود شریف کے ساتھ "سیدنا ومولانا" ودیگر القابات کا اضافہ ضروری سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ علماء کرام نے فتوی دیا کہ اگر نماز والے درود شریف میں بھی سیدنا کا اضافہ ہو تو مستحب ہے۔ درمختار۔ اس کی تصریح آئندہ چل کر عرض کروں گا۔ (انشاء اللہ تعالے)

اہل اسلام سے انصاف کی اپیل

اگرچہ دورِ حاضرہ میں انصاف کی اپیل کرکے انصاف حاصل کرلینا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لیکن بحکم "ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست"، کے مطابق فقیر کی اہل اسلام سے اپیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود تاج کی ممانعت صرف اسی لیے کہ اس میں القاب کا اضافہ ایجاد بندہ ہیں فلہذا ناجائز ہے لیکن میرا سوال ہے کہ اپنے معزز و مکرم لیڈروں اور مولویوں کے لیے مولانا۔ شیخ الحدیث حافظ القرآن والحدیث، محدث، مفسر، علاّمہ، امام وقت وغیرہ جیسے القاب کہاں سے لائے گئے اور مخالفین کو کہو کہ جب تم اپنے کسی بڑے مولوی لیڈر کا نام لیتے ہو تو ڈیڑھ گز القاب پہلے لگاتے ہو مثلاً قطب العالم۔ قاسم العلوم والخیرات، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت مولانا وغیرہ وغیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو امام الانبیاء والمرسلین ہیں۔ ان کے لیے تم خود بھی نہیں کہتے اور ہم غریبوں کو بھی روکتے ہو بلکہ اظہار عقیدت کے طور کچھ جائز القاب ہم پڑھتے ہیں تو ہمیں بدعتی، مشرک اور نامعلوم کیا کیا کہتے ہو۔ اسی لئے درود تاج شریف تمہیں ہر وقت چبھتا ہے کیونکہ اس میں نہایت اعلیٰ اور پیارے پیارے القاب مذکور ہیں جن سے عاشقانِ رسول کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔

محدثین کا ادب

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کی تعظیم و تکریم محدثین کرام و فقہا عظام کو اتنا مرغوب ہے وہ فرماتے ہیں جن درودوں میں لفظ سیّدنا نہیں وہاں درود شریف پڑھنے والا خود بڑھاتے یہاں تک دلائل

الخیرات شریف پڑھنے والوں کو جب شیخ الدلائل اجازت بخشتے ہیں تو ساتھ تاکید فرماتے ہیں۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے پہلے سیدنا بڑھا کر نام لینا ایسے ہی ہر اسم پاک سے پہلے سیدنا اور بعد کو درود شریف پڑھنا چاہیئے۔

القاب بڑھانے کی دلیل

اگر ہمارے ہاں تفریح نہ بھی ہوتی تب بھی ہمارے لیے روا تھا کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند القاب کے لائق ہیں ان کے ساتھ عقب کرنے ہیں حق بجانب تھے لیکن الحمد اللہ ہمیں جن کی تصریح حدیث سے بھی ملی ہے جیسے نسیم الریاض مطبوعہ مصر ص ۴۸۳ ج ۳ میں ابن ماجہ و بیہقی و دیلمی و دار قطنی سے نقل فرمایا۔ وہ یہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيْهِ ای صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھے صیغوں سے بھیجو۔

سوال :۔ جب حضور علیہ السلام نے درود میں سیدنا نہیں بڑھایا اور اور نہ بڑھانے کا حکم فرمایا تو پھر تم کون لگتے ہو اضافہ کرنے والے۔

جواب :۔ حدیث مذکور کی شرح میں صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے اسم شریف پر تواضع سے لفظ سیدنا ترک فرمایا ہے مگر دوسروں کیلئے مستحب ہے کہ لفظ مذکور بڑھائیں کیونکہ آپ کو ارشاد باری تعالےٰ کا کہ مومنوں کے لیئے تواضع کریں کَمَا قَالَ تَعَالٰے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ تفسیر بیضاوی وغیرہا میں واخفض بمعنے تواضع ہے حالانکہ آپ سید الرسل و سید جمیع اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں۔

اپنی ارفع واعلیٰ شان کے باوجود آپ اپنے لیے جتنا ہی تواضع آپ کو سمجھتا ہے اس سے کسی نالائق امتی کو لائق نہیں کہ وہ آپ کی تواضع کے پیش نظر آپ کو اس طرح سمجھے یا کہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی بہت بڑا یا بزرگ اپنی تحریر وتقریر میں اپنا سادہ نام استعمال کرے اسے ہم اس کی وہی تحریر و تقریر نقل کریں گے تو کیا وہی الفاظ اسی طرح سادہ نقل کریں گے یا ادب کریں گے تو یہاں بھی اس طرح سمجھئے۔

آیت قرآنی | وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (پ ۱) س ۲

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں لکھتے ہیں در حدیث آمدہ است اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ و بعضے از مفسران در تفسیر ایں آیت گفتہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا مراد بناس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومراد بقول حسنا صلوٰۃ بر ولیست وسدی کہ از علمائے تفسیر است از جماعت صحابہ وغیر ایشاں رضی اللہ عنہم نقل کردہ کہ ہر کراحق سبحانہ، لعلہ بیان شافی وقوت تفسیر از معانی صحیحہ الفاظ فصیح عطا کند و بداں اظہار آیات شرف وعظمت نبوی یا انشائے صلوٰۃ و تسلیمات مصطفوی نماید واز سالکان این مسلک سنی وعارفان قدر این ہنی گردد از متمثلان ایں امر عالی خواہد بود و معتمد اختلاف در افضلیت بعضے صیغ صلوٰۃ ایں حدیث تواند بود و بناء علیہ اکابر سلف وخلف انشائے صیغ بلیغہ وکلمات بالغہ از صلوٰۃ مطابق آنچہ ماثور است نمودہ اند۔

ترجمہ :۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم مجھ پر درود وسلام پڑھو تو صلوٰۃ وسلام کو خوب سنوارو۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کہا۔

ہے کہ آیت میں لفظ ناس سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حسنا سے آپ پر درود بھیجنا مراد ہے امام سدی جو علماء تفسیر سے
ہیں جماعت صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہیں کہ جیسے اللہ
تعالے بیان شافی وقوت تعبیر از معانی صحیحہ سے الفاظ فصیح عطا فرماتا ہے
تو اسی لیے وہ آیات شرف وعظمت نبوی یا انشائے صلوٰۃ وتسلیمات
مصطفویہ کا اظہار کرتا ہے اور وہ اس مسلک عجیب کے سالکین اور مرغوب
کے عارفین کے عارفین سے ہوتا ہے بلکہ وہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما پر
حقیقی عاملین سے ہوتا ہے جن درودوں میں افضلیت کا کہا گیا ہے۔
وہ اسی وجہ سے ہے کہ جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آداب و
القاب کی کثرت ہے وہ افضل واشرف درود شریف شمار کئے گئے اسی
وجہ سے اسلاف صالحین اور اسلاف کاملین درودوں کو ماثور ومنقول
درود کے مطابق کر کے بہترین کلمات والفاظ سے مزین فرماتے ہیں۔
(فائدہ) ان مفسرین ومحدثین کے ارشادات سے ثابت ہوا کہ درود
تاج کو اسی شرافت وبزرگی کی وجہ سے باقی تمام درودوں پر افضلیت
ہے کہ اس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب کریمہ اور
صفات جمیلہ کا ذکر بکثرت ہے۔

فقہاء کرام کے ادب عظیم کا کمال

فقہاء کرام نے نماز جیسی اعلیٰ وافضل عبادت میں
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ سیدنا کا اضافہ
مستحب قرار دیا ہے چنانچہ کتاب در مختار ورد المختار مطبوعہ عثمانی
ج ۱ ص ۳۴۷ پر فرماتے ہیں۔

الندب السيادة لان زيادة الاخبار ب الواقع عين سلوك الادب فهو افضل من ترکه ذکره الرملی الشافعی وغیره وما لاتسودونی فی الصلوة فکذب ۔ المختار قوله ذکره الرملی الشافعی ای فی شرحه علی منهاجها النووی ولنصه وافضل الاتیان بلفظ السیادة کما قاله ابن ظهیرة وصرح به جمع به فتی الشارح لان فیه بما امرنا ه وزیادة الاخبار بالواقع الذی هو ادب فهو افضل من ترکه وان تردد فی افضلیته الاسنوی واما حدیث لاتسیدونی فی الصلاة فباطل لا اصل له کما قاله بعض متاخری الحفاظ وقول الطوسی انها مبطلة غلط اکا واعتراض بان هذا مخالف لمذ هبنا کما مر قول الامام من انه لوزاد فی التشهد لیست منه نعم ینبغی علی هذا ذکرها واشهد ان محمدًا عبده ورسوله وانه یاتی بها مع ابراهیم علیه السلام۔

ترجمہ :۔ یعنی لفظ سیدنا افضل ہے یعنی نماز کے درود شریف میں اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد ۔۔۔ جیسا کہ ابن ظہیرہ نے کہا اور فقہا کی ایک جماعت نے اس کی تصریح نہیں کی اور اسی کے مطابق شارح صاحب درمختار نے بھی فتویٰ دیا کیونکہ اس میں اس چیز کا لانا ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یعنی حضور کی تعظیم وتکریم) اور زیادہ اخبار ہے اس واقع کی جو عین ادب ہے۔ لہٰذا اس کا کہنا افضل ہے اس کے ترک سے۔

(ف ۔۔) نماز بالاتفاق عبادت ہے اور اس عبادت میں لفظ سیدنا کی زیادہ فقہاء کے نزدیک افضل ہے فقہا کرام کی اس تصریح سے واضح ہوا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے پیش نظر سادہ الفاظ میں

آپ کا اسم گرامی لینا بے ادبوں اور گستاخوں کا کام ہے۔

سوال:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز تو نماز غیر نماز میں بھی ایسے القاب نہیں پڑھاتے وہ سادہ الفاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرتے تھے۔

جواب:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سادہ الفاظ پر ہمارے کروڑوں القاب قربان کیے جائیں ان کی سادگی الفاظ بھی ہزاروں آداب پر مشتمل ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کی زبانیں ان کے قلوب کی طرح ادب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز تھیں وہ اگرچہ کتنا ہی سادہ الفاظ استعمال فرماتے ادب و تعظیم سے خالی نہ تھے یہی وجہ ہے کہ وہ جب اپنے سامنے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کسی سے معمولی خفت محسوس کرتے تو فوراً اس کی گردن اڑا دیتے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک امام مسجد کی گردن اڑا دی جو عبس وتولی۔ التزاماً نماز میں پڑھتا تھا (روح البیان) اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو صرف اسی لئے قتل کیا کہ وہ بات بات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحبکم کے لقب سے یاد کرتا (حالانکہ یہ قرآن مجید میں ہے "ما صاحبکم وما غوی"، اس لئے کہ مالک بن نویرہ یہ کلمہ بے ادبی کے لہجہ میں بولتا۔ اگر وہ بے ادب کو قتل نہ کر سکتے یا پھر کسی سخت سزا میں مبتلا فرماتے۔ اس بحث کو تفصیل کے ساتھ تصانیف با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب، گستاخوں کا برا انجام، میں لکھا ہے۔

درودِ تاج بھی درود ہے

فقیر نے ابتداء میں بھی اور شرح کے متن میں جو درج کیا ہے وہ درود تو ہے ہی اس کے بعد القاب وصفات کریمہ ہیں تو فضائل عام

دنُدد کے لیے ہوں گے وہی درُود تاج کے لیے بھی ہوں گے۔ فقیر درُود پاک کے فوائد و فضائل کے لیے خلاصہ ناظرین کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہے مجھے افسوس اس پارٹی کا نہیں جو درُود شریف کی برکتوں سے اس لیئے محروم ہے کہ یہ درُود فلاں نام سے کیوں موسوم ہے۔ یعنی کہتا ہے یہ درود تاج، لکھی، ہزارہ، مستغاث۔ دلائل الخیرات وغیرہ وغیرہ بدعت ہیں وغیرہ وغیرہ یہ نہیں دیکھتا کہ نام سے کام نہیں بگڑتا۔ مانا ان کے نام بدعت ہیں لیکن اصل کام تو درُود شریف ہے ایسے لوگوں نے محروم رہنا ہے کیونکہ چودہ سو سال پہلے رسوؐل خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کی نشانیاں بتا کر اپنے دروازے سے دھتکار دیا ہے مجھے افسوس ان مسلمانوں کا ہے جو ان کی غلط باتوں سے متاثر ہوکر درُود شریف کی برکات سے محروم ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کی گندی عادت سے واقف بھی ہیں کہ وہ اپنے چند من مانے مسائل کے سوا باقی تمام مسائل اہلسنّت کو بدعت وشرک کے سوا اور کچھ نہیں کہتے اور یہ دو فتاوٰی انکو خارجیوں سے وراثت میں نصیب ہوئے ہیں۔

مزید فوائد و فضائل درُود شریف

فقیر معتبر و مستند کتب احادیث سے چند فوائد و فضائل اس خوش قسمت انسان کے لیے عرض کرتا ہے جسے کسی بدقسمت سے بدعت وشرک کے فتویٰ کی آواز متاثر نہیں کرسکی۔ اگر کسی پر اس فتویٰ کی نحوست دل پر اثر کر گئی ہے تو وہ معذور۔

لے دیکھو فقیر کی کتاب دیوبندی وہابی کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی۔

نمبر شمار	فائدہ مع حوالہ کتاب بقید صفحہ وجلد وغیرہ
۱-	درود وسلام پڑھنے سے اللہ کریم کے حکم کی تکمیل ہوتی ہے (قرآن مجید)
۲-	درود وسلام پڑھنے میں اللہ تعالےٰ کی موافقت ہوتی ہے (")
۳-	درود وسلام پڑھنے میں فرشتوں کی موافقت ہوتی ہے (")
۴-	درود شریف پڑھنے والے کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (سعادۃ الدارین ص۵۷)
۵-	جو ایک بار درود شریف پڑھے اللہ کریم اس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے (مسلم شریف وجلاء الافہام ص۲۰)
۶-	جمعرات اور جمعہ کو فرشتے درود شریف چاندی کے صحیفوں میں سونے کے قلم سے لکھتے ہیں (سعادۃ الدارین ص۵۷)
۷-	جو ایک بار سلام عرض کرے اللہ تعالےٰ اس پر دس سلام بھیجتا ہے (صلوٰۃ الثناء ص۱۸)
۸-	درود وسلام پڑھنے سے بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے (منتخب کنز العمال ص۳۵۳)
۹-	اللہ کریم درود شریف پڑھنے والے کی دس نیکیاں لکھ دیتا ہے جلاء ص۲۹
۱۰-	اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ (جلاء ص۲۹)
۱۱-	اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے (جلاء ص۲۹)
۱۲-	اور دس بار رحمت بھیجتا ہے (ترمذی اول ص۱۵۷، جلاء ص۲۹)
۱۳-	اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو مسلمان آپ پر ایک بار درود بھیجیں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود بھیجتے ہیں (طبرانی)
۱۴-	جمعہ کے روز کثرت سے درود پڑھنے والا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

۲۵	درود و سلام پڑھنے والے پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ (صلوۃ الثناء ص۳۶)
۲۶	درود و سلام سے مجلس مزین ہو جاتی ہے (سعادۃ ص۶۷)
۲۷	محتاجی دور ہو جاتی ہے (سعادۃ ص۴۷)
۲۸	بخل مٹ جاتا ہے اور بدبختی دور ہو جاتی ہے (سعادۃ ص۴۷)
۲۹	جو شخص ہر روز پچاس بار درود شریف پڑھتا رہا کرے قیامت کے دن فرشتے اس سے مصافحہ کریں (جواہر ۴ ص۱۶۲)
۳۰	جنت کو سیدھی راہ چلا جاتا ہے۔ (صلوۃ الثناء ص۳۶)
۳۱	درود و سلام پلصراط پر بہت زیادہ نور ملنے کا ذریعہ ہے (سعادۃ ص۶۸)
۳۲	اللہ کریم درود خواں کی اچھی صفت آسمان اور زمین والوں میں بیان کرتا ہے صلوۃ الثناء ص۳۶)
۳۳	درود خواں کے دل میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق زیادہ ہوتا جاتا ہے (صلوۃ الثناء ص۳۷
۳۴	درود و سلام پڑھنے والا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہو جاتا ہے (صلوۃ الثناء)
۳۵	درود و سلام پڑھنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے اور ہدایت کا باعث بن جاتا ہے (صلوٰۃ الثناء ص۳۷)
۳۶	درود و سلام پڑھنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے (ایضاً ص۱۸)
۳۷	صلوٰۃ و سلام پلصراط پر ثابت قدمی اور پار چلے جانے کا سبب بن جاتا ہے (ایضاً ص۳۷)

نمبر شمار	فائدہ مع حوالہ کتاب بقید صفحہ وجلد وغیرہ
	سے قریب ہوگا۔ (طبرانی صـ۵۹)
۱۵۔	جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے والے کی سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں. ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی (بہقی سعادۃ صـ۶۰)
۱۶۔	جو درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اس پر رحمت بھیجتا ہے اور جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کرتا ہے اللہ کریم اس پر سلام بھیجتا ہے۔ (سعادۃ صـ۶۱)
۱۷۔	دعا سے پہلے درمیان اور آخر میں درود وسلام پڑھنے کا حکم ہے اس سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (کنز اوّل صـ۳۵۳ سعادۃ صـ۱۸۸)
۱۸۔	درود وسلام پڑھنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں (کنز اول صـ۳۴۹)
۱۹۔	کثرت سے درود وسلام پڑھنا بندے کو قرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال کرتا ہے (ترمذی صـ۱۵۷ ج ۱)
۲۰۔	بندے کے دینوی اور آخرت کے اہم معاملات میں درود وسلام کفایت کرتا ہے (کنز صـ۳۵۳ ج ۱)
۲۱	تنگدست کے لیے درود وسلام صدقے کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ (جواہر صـ۱۵۵)
۲۲۔	درود وسلام پڑھنے والا پاک ہوجاتا ہے۔ (سعادۃ صـ۵۸)
۲۳۔	صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کو فوت ہونے سے پہلے جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے (صلوٰۃ الثناء صـ۳۶)
۲۴۔	بکثرت درود وسلام پڑھنا قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا باعث بن جاتا ہے (سعادۃ صـ۸۲)

۳۸ درود شریف پڑھنے سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں
سے کچھ حق ادا ہو جاتا ہے۔ (ایضاً ص۳۸)

۳۹ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف آوری اللہ تعالٰی
کی نعمت عظمٰی ہے صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے اللہ کریم کی بہت بڑی
نعمت کا قدرے شکریہ ادا ہو جاتا ہے۔ (ایضاً ص۳۸)

۴۰ جس مجلس میں درود وسلام پڑھا جائے اس مجلس والوں پہ قیامت
کے روز کوئی حسرت نہیں ہوگی۔ (ایضاً ص۳۹)

۴۱ صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب
ملتا ہے۔ (سعادۃ ص۶۰)

۴۲ اس کے نامہ اعمال میں احد پہاڑ جتنا ثواب لکھا جاتا ہے (صلوٰۃ الثنا ص۱۸)

۴۳ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اس کی گواہی دیں گے
(فضل ص۴۷)

۴۴ دس بار درود پڑھنے والے سے اللہ تعالٰی راضی ہوگا (فضل ص۴۷)

۴۵ اللہ کریم کے عذاب سے امان ہوگا (سعادۃ ص۶۹)

۴۶ کثرت درود شریف پڑھنے والے کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب
ہوگا (ایضاً ص۶۳)

۴۷ حشر میں نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا (فضل ص۴۷)

۴۸ حوض کوثر پر جانا نصیب ہوگا (فضل ص۴۷)

۴۹ پلصراط پر سے چمکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا (فضل ص۴۷)

۵۰ پیاس سے امن میں ہوگا۔ (فضل ص۴۷)

۵۱ موت سے پہلے اپنا جنت والا گھر دیکھ لے گا۔ (فضل ص۴۷)

۵۲	درود وسلام کا ثواب بیس غزوات (جہادوں) کے ثواب ہے (کنز صـ۵۲ ج ۱)
۵۳	درُود شریف کی برکت سے مال بڑھ جاتا ہے (فضل صـ۴۷)
۵۴	درود وسلام عبادت ہے اور اللہ کریم کے نزدیک تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہے (فضل صـ۴۸)
۵۵	درود وسلام پڑھنا اہل سنت کی نشانی ہے (لواقح الانوار القدسیہ) فضل صـ۴۸
۵۶	اس سے مجلس معطر ہو جاتی ہے (صلوۃ الثناء) صـ۳۶)
۵۷	بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں (فضل صـ۴۸)
۵۸	درُود شریف پڑھنے والا خود بھی اور اس کی اولاد بھی اس سے نفع حاصل کرتے ہیں (فضل صـ۴۸)
۵۹	اس سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے (فضل صـ۴۸)
۶۰	درود وسلام پڑھنے والے کے لیے قبر میں نور ہو جاتا ہے۔ (فضل صـ۴۸)
۶۱	حشر میں درُود خواں کے لیے نور ہوگا (صلوۃ الثناء صـ۲۳)
۶۲	دشمنوں پر فتح ملتی ہے (فضل صـ۴۸)
۶۳	نفاق اور میل کچیل سے دل پاک ہو جاتا ہے (فضل صـ۴۸)
۶۴	اس سے تمام مومن محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور منافق جلتے رہتے ہیں (فضل ۴۸)
۶۵	نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوتی ہے (فضل صـ۴۸)
۶۶	کثرت سے درود وسلام پڑھنے والے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کی زیارت بیداری میں ہونے لگتی ہے (فضل ص۴۸)

۶۷ درود خواں کی ذات، عمل عمر اور اس کی بھلائیوں کے اسباب میں برکت ہوتی ہے۔

۶۸۔ صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کی شفاعت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ضرور فرمائیں گے (طبرانی ج ص۵۶)

۶۹- صبح وشام جو شخص دس دس بار ہر روز درود شریف پڑھا کرے گا وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پائے گا (کنز اول ص۳۵)

۷۰ جو شخص سو بار درود وسلام پڑھے اللہ کریم اس کی پیشانی پر نفاق سے پاک ہو جانا اور دوزخ سے بری ہو جانا لکھ دیتا ہے (صلوٰۃ الثناء ص۱۷)

۷۱ جو مومن سو بار درود وسلام پڑھے اللہ کریم اس کو سو شہیدوں کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا (ایضاً ص۱۷)

۷۲۔ جو ایک بار درود وسلام پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار رحمت بھیجتے ہیں (مسند امام احمد اول ص۲۵۳)

۷۳- درود وسلام پڑھنے والے کے لیے دو فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اور اس کے تمام فرشتے ان دو فرشتوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں (طبرانی صلوٰۃ الثناء ص۲۰)

۷۴ درود شریف کی مجلس پر اللہ تعالےٰ کی رحمت چھا جاتی ہے اور جو گنہگار بھولا بھٹکا اس مجلس میں تماش بینی کے طور پر شامل ہو جائے وہ بھی محروم نہیں رہتا (صلوٰۃ الثناء ص۲۰)

۷۵ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں (ابو داؤد ج ۲، ص۱۵۰، مسند امام احمد ج ۲، ص۵۲۷)

۷۶ ایک بار درود و سلام پڑھنے والے کا درود و سلام قبول ہو جائے تو اللہ تعالے اس کے اسی سال کے گناہ مٹا دیتا ہے (صلوٰۃ ۲۳)

۷۷ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب امتی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالے اس پر دس بار سلام بھیجتا ہے (ایضا ص ۱۸)

۷۸ ایک بار درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالے اور اس کے فرشتے دس دس بار صلوٰۃ بھیجتے ہیں (سعادۃ ص ۹)

۷۹ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنا گردن آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے (کنز اول ص ۳۵۳)

۸۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کتاب میں میرے نام کے ساتھ درود شریف لکھا، فرشتے اس کے لئے بخشش مانگتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا (جواہر ۴ ص ۱۶۹)

۸۱ نماز میں درود شریف نہ پڑھا جائے تو نماز کامل نہیں ہوتی۔
(ابن ماجہ، جواہر ج ۴ ص ۱۶۴)

۸۲ جو شخص جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے مندرجہ ذیل درود و سلام اسی بار پڑھے۔ اس کے اسی سال کے گناہ بخشے جائیں اس کے لیے اسی سال کی عبادت لکھی جائے۔
(سعادۃ ص ۸۲)

نوٹ:۔ ان کے علاوہ اور بھی بکثرت فوائد و برکات ہیں ہم نے اختصار سے جو اتنا کثیر برکات ہیں محض بدعت اور تحدیث کی ... محروم ہے۔

اجماع امت

سیدنا حضور داتا گنج بخش اور حضور غوث اعظم اور سید غریب نواز اجمیری اور سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہم سلاسل اولیاء کے سربراہ ہیں ان کے ادوار مقدسہ سے اس کا ورد جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا سوائے وہابیت کے باقی تمام مسلمان اسے پڑھتے پڑھاتے ہیں اس کے جواز میں اتنا ہی کافی ہے اس لئے کہ اولیاء کاملین اور کافۂ مسلمین کا عمل بھی شرعی دلیل ہے جیسا کہ ذیل کی احادیث سے ثابت ہے۔

اجازت نبوی

نجدی اور اس کے چیلے توصرف بدعت وشرک کا فتویٰ جانتے اور مانتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو رہتی دنیا تک چند ایسے اصول عطا فرمائے ہیں کہ جن کو امت اپنائے تو بھٹکنے سے محفوظ رہے۔ الحمدللہ اسے اُمت نے اپنایا اور گمراہی سے محفوظ رہی اسی لیے ارشاد فرمایا، اتبعوا السواد الاعظم، بڑی جماعت کا اتباع کرو اور فرمایا۔ ید اللّٰہ علی الجماعۃ۔ اس بڑی جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے اور فرمایا، من فارق الجماعۃ فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ، جماعت سے جدائی کی اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی ہٹالی اور فرمایا۔ ان اللّٰہ لایجمع امتی علی ضلالۃ ید اللّٰہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار۔ اللہ تعالےٰ میری امت گمراہی پر جمع نہ کرے گا جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے جو جماعت سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔ اس کے علاوہ متعدد روایات مشکوٰۃ۔ باب اعتصام بالسنۃ میں موجود ہیں۔

انتباہ :۔ ان ارشادات کے بعد سوچئے کہ امت مسلمہ میں کون اور کب

علیحدہ ہوا۔ درود تاج کی قدامت اور اس پر عمل اولیاء کرام و علماء عظام سے ثابت ہے اگر اب کوئی اس کے غلط کہتا ہے تو وہ خود غلط ہے۔

فائدہ درود تاج شریف کے مصنف کا نام نامعلوم سہی لیکن ہے تو درود شریف صرف القاب کا اضافہ ہے اور خوب ہے اس کا ثواب اس کے مصنف کو بھی مل رہا ہوگا اور پڑھنے والے کو بھی۔

حضور فرماتے ہیں مشکوۃ شریف کتاب العلم فصل اوّل میں ہے۔

عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیاء ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من بعدہ من غیران ینقص من اوزارھم رواہ مسلم۔

یعنے جو شخص کوئی نیک عمل یا طریقہ اسلام میں جاری کرے تو اس شخص کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جس قدر لوگ اس کی پیروی کریں گے قیامت تک اسکو اُن کے برابر بھی ثواب ملے گا اور عمل کنندگان کا ثواب بھی کم نہ ہوگا اس حدیث کے ماتحت حضرت صدیق اکبر و دیگر صحابہ کے ثواب مقرر کرنے کی حاجت ہی نہ رہی۔ چنانچہ نماز تراویح بیس رکعات بجماعت سُنت عمری ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اذانِ جمعہ پیش خطیب و جمیع قرآن عمل عثمانی ہے علی ہذا القیاس بہت سے اعمال خیر اکابر اُمت نے خدمت اسلام کی غرض سے ایجاد کیئے تو کیا یہ سب امور نعوذ باللہ مردود ہی ٹھہریں گے اس صورت میں ان دیوبندی دہلوی کو قرآن شریف بھی اور ہی لانا چاہیے۔

جو جمع کردہ عثمانی نہ ہو کیونکہ حضور کے برابر دوسروں کا جمع کردہ قرآن کچھ حیثیت نہیں رکھتا بقول منکرین۔

غور کرنا چاہیئے کہ درود ہزارہ و درود لکھی و تاج وغیرہ قصیدہ بردہ و دلائل الخیرات و دیگر کتب ادعیہ و صلوات سب نیک اعمال ہیں اور ان کے ایجاد کنندگان متبع عالمین مثاب ہیں جس طرح کہ محدثین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پر اپنا ایجاد کردہ درود شریف لکھ کر مثاب ہوتے ہیں۔

سوال :۔ تمہارا اصول مندرجہ ذیل حدیث شریف کے خلاف ہے۔

عن عرباض ابن ساریۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعیش منکم بعدی فسیرٰی اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الرّاشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجد وایاکم ومحدثات الامور الحدیث انتھی بقدر الحاجۃ۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد بہت بڑا اختلاف دیکھو گے اسی لیے میر اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر مضبوط رہنا اور بدعات سے بچنا۔

جواب :۔ اس کا جواب فقیر اپنے بجائے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی حدیث فہمی سے پیش کرے وہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ پس لازم گیرید برخود سُنت مراد سنت خلفاء مرا اہل رشد و رشاد و راہ یافتگانند و مراد از خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم خلفائے اربعہ داشتہ اند و ہر کہ بر سیرت ایشاں برو و موافق سنت عمل کند حکم ایشاں دارد نہ ہر کہ بر ہوائے نفس خود

بدعت پندا کند بالحقیقت سنت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمہ سنت پیغمبر است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہرت نیافتہ بود و بعد از وے در زمان ایشاں رواج یافتہ ومشہور گشتہ ومضاف بایشاں شدہ وچوں مظنہ آں بود کہ یکے آنرا بجہت اضافت بایشاں بدعت پندار ود ورد کند منکر گردد وصیت کرد باتباع آں پس ہرچہ خلفائے راشدین بداں حکم کردہ باشند اگرچہ باجتہاد وقیاس ایشاں بود موافق سنت است واطلاق بدعت بداں نتواں کرد چنانکہ فرقہائے زالغہ کنند پس ازاں مبالغہ کرد در وصیت باتباع سنت"۔ (اشعۃ اللمعات)

ایک اور حدیث ہیں جو اسی مشکوٰۃ میں ہے فرماتے ہیں۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

پس بموجب اس حدیث کے تمام صحابہ کی اقتدا ہدایت ہے اور فرمایا ما راٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسنٌ۔ اس کے علاوہ تابعین وبعض تبع تابعین کے فضائل کتب احادیث میں موجود ہیں انہیں بزرگواروں سے بے شمار درود شریف اور دعائیں موجود ہیں باقاعدہ مذکورہ وہ تمام ملحق بہ سنت ہوئے یا کہ نہیں۔ علاوہ ان کے دیگر اولیاء اللہ وصوفیائے کرام سے بکثرت دعائیں اور درود ماثور ہیں منکرین نے سب کو ثواب سے الگ کر دیا۔ درود ہزارہ لکھی تاج مستغاث کو بھی اور دلائل الخیرات وغیرہ حالانکہ عرصہ سے اہل اسلام میں یہ تمام درود ان کے اوراد وظائف میں شامل ہیں بلکہ بہت سے درود شریف۔

فضیلت درود مبنی بر سیدنا

جیساکہ ابتداء میں فقیر نے عرض کیا کہ درود تاج کے القاب سے ہٹ کر درود شریف تو دی ہے جو ہم روزانہ پڑھا کرتے ہیں۔

اور اس کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں ہوا حالانکہ یہ الفاظ بھی بقول مخالفین بدعت ہیں ان کی بدقسمتی ہے کہ بدعت و شرک کے چکر میں پھنس کر بہت بڑے فیوض و برکات سے محروم پھر رہے ہیں ورنہ یہی مختصر درود شریف تو ہے جس کے پڑھنے والوں کو اللہ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی رحمتوں سے اور شفقتوں سے نوازا۔

حکایت

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "طبقات کبریٰ" ج ۲ ص ۶۸) میں نقل کیا ہے کہ عارف باللہ شیخ ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ہزار کی تعداد میں جلدی جلدی درود شریف پڑھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ٹھہر ٹھہر کر ترتیب سے پڑھا کرو مگر جب وقت تنگ ہو تو جلد پڑھنے میں بھی حرج نہیں۔

فوائد اویسیہ

۱۔ احادیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت حق ہے۔

۲۔ جو خواب میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کرتا ہے وہ بعینہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔

۳۔ درود مذکور عند اللہ و عند الرسول جل جلالہٗ و صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مقبول و مطبوع ہے تو زیارت نصیب ہوئی ورنہ بدعت کے عمل پر زیارت کیسی بلکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زیارت سے مشرف ہونے کی ہدایت فرمائی اور مزید صلوٰۃ نامہ بلانے کا حکم فرمایا چنانچہ کتاب کو حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہدایت مذکورہ کے بعد

ارشاد فرمایا کہ بہتر ہے کہ صلوٰۃ نامہ (پورا کامل درود) پہلے پڑھ کر پھر درود کا وظیفہ شروع کرو خواہ ایک ہی بار پڑھ لیا کرو۔ اور اسی طرح آخر میں پھر ایک بار صلوٰۃ نامہ پڑھا کرو۔ صلوٰۃ نامہ کا متن یہ ہے۔

صلوٰۃ نامہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۵۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ واقعہ کی روشنی میں درود شریف پڑھنے والے کی حالت وکیفیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے پہچانتے ہیں۔

۶۔ جنہیں چاہیں اپنے دیدار سے نوازتے اور فوری اصلاح فرماتے ہیں۔

۷۔ درود تام اور افضل و کامل وہی ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں کو جمع کیا جائے نہ کہ محض درود ابراہیمی۔

۸۔ نماز کی طرح بیرون نماز صیغہ نداء کے ساتھ سلام پڑھنا بھی فرمودۂ نبوی ہے۔ شرک و بدعت وغیرہ نہیں۔ بلکہ سلام کی ابتداء و تعلیم ہی بصیغہ ندا ہوتی ہے۔

۹۔ جو شخص بیرون نماز درود ابراہیمی پڑھے یا اس درود شریف کے پڑھنے کی تلقین کرے تو وہ درود ابراہیمی کے ساتھ بصیغہ نداء اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ بھی پڑھے تاکہ اندرون نماز کی طرح بیرون نماز بھی درود تام و کامل ہو جیسا کہ مذکورہ واقعہ اور دیگر دلائل سے ثابت ہوا۔

فائدہ | جس طرح درود تاج کسی بندہ خدا کے ذوق ایمانی ہے ایسے ہی صحابہ و تابعین اور اولیاء کاملین سے ثابت ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

اہلبیت کرام | حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے درود شریف الگ الگ ہیں۔

اولیاء عظام | امام حسن بصری، امام شافعی، غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی سید احمد رفاعی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، تاج العارفین ابوالحسن امام غزالی، امام رازی سید مرتضیٰ حسین زبیری عارف تیجانی سید میر غنی، سید احمد بدوی۔ امام محی الدین نووی، سید عبدالغنی نابلسی، سید احمد بن ادریس، سید ابراہیم دسوقی وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین کے درود وسلام بالفاظ مختلف مستند کتب احادیث وفقہ میں پائے جاتے ہیں (سعادۃ الدارین)

فائدہ | مفتاح المدد فی الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ الیدہ ایک ایسی تصنیف ہے جس کے فصل اول میں وہ درود شریف مذکور ہیں جو حدیث سے معلوم ہوا ہے فصل دوم میں جو آثار صحابہ سے فصل سوم میں جو تابعین اور تبع تابعین سے پائے گئے، فصل چہارم میں مولف کتاب کے ایجاد کردہ درود شریف ہیں، پس مولف رسالہ کا قول کہ آپ کے فرمائے ہوئے درود شریف کے بغیر دوسروں کے درود لاکھوں سے زائد ہیں: ہیچ

ہیں۔ مطلب یہ کہ جس قدر درود شریف ایجاد کردہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و دیگر اولیاء اللہ کے تصنیف شدہ ہیں یہ بیکار ہیں شریعت نجدی نے نہ صرف بیکار بلکہ ان تمام کو آگ کی نذر کرنے کا حکم صادر فرمایا جسے آج بھی آزمایا جا سکتا ہے کہ حرمین طیبین یا نجدی حکومت کے کسی خطہ میں درود تاج و دلائل الخیرات و مستغاث وغیرہ پڑھو تو مجرم گردانے جاؤ بلکہ لکھے ہوئے درود چھین کر فوراً گندی نالی میں پھینک دیے جائیں۔

درود کیسا ہمیں قرآن مجید میں حکم ہوا ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ صلوۃ وسلام پڑھو۔ اس حکم کی ادائیگی کے لیے کوئی خاص درود کا حکم نہیں جس میں صلوۃ وسلام کے الفاظ ہوں وہی تعمیل حکم کے لیے کافی ہے اگر ایسا درود شریف پڑھا جائے کہ جس میں صرف صلوٰۃ کا لفظ ہو تو اس کے پڑھنے سے صرف اللہ تبارک وتعالےٰ کے حکم صَلُّوْا عَلَیْہِ کی تعمیل ہو گی اور اللہ تعالےٰ کے دوسرے حکم سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پر عمل نہ ہو گا، اسی لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح اور اپنی کتاب اذکار میں لکھا ہے کہ سلام کے بغیر صلوٰۃ کا پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا ہے۔

درود ابراہیمی حدیث شریف میں ہے کہ جب اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ الآیہ نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا - اے ایمان والو! اس (نبی) پر درود بھیجو تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔

قَدْ عَرَفْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ۔

"بلا شک و شبہ ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنا جان لیا ہے۔ (یعنی التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ) آپ پر صلوٰۃ یعنی درود شریف کس طرح عرض کریں"۔

(مسلم مع نووی ج ۱، ص ۱۷۵)

تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف درود ابراہیمی کی تعلیم دی، سلام کی تعلیم نہیں دی کیونکہ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کیا تھا کہ سلام عرض کرنا تو آپ کے سکھانے سے سیکھ لیا ہے جو التحیات میں عرض کر دیا کرتے ہیں آپ صلوٰۃ یعنی درود شریف سکھلا دیجیے۔

دوسری حدیث میں درود ابراہیمی ارشاد فرمانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا۔

وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ (اور سلام جیسا کہ تم نے جان لیا ہے)

(مسلم بحاشیہ نووی ج ۱ ص ۱۷۵)

تیسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود ابراہیمی کے بعد فرمایا۔

ثُمَّ تُسَلِّمُوْا عَلَیَّ (ج، ص ۱۵) پھر تم مجھ پر سلام کہو

چوتھی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کے آخر میں سکھایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (ص، ص ۶۹)

(اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالےٰ کی رحمت اور برکات ہوں)

ان مذکورہ چار حدیثوں سے واضح ہو رہا ہے کہ درود شریف کے ساتھ جو سلام عرض کیا جائے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

کے مطابق خطاب اور ندائے ایہا سے آپ کا تصور قائم کر کے عرض کیا جائے اور سلموا کے ساتھ تسلیما کا ارشاد فرمایا جانا اسی امر کا تقاضا کرتا ہے کہ سلام کرنے کی حق ادائی نداء اور خطاب کی صورت میں ہی پوری ہو سکتی ہے در اصل درود ابراہیمی نماز ہی میں پڑھنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب کہ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کیا تھا۔

فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلٰوتِنَا

(یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) جب ہم نماز پڑھیں تو آپ پر اپنی نماز میں درود شریف کس طرح پڑھیں؟) (مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۱۹)

(ابن حبان مستدرک حاکم، ابن خزیمہ، دارقطنی، بیہقی)

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نماز سے ہی خاص ہے لیکن نماز سے باہر حکم ربانی کی تعمیل اللہ تعالےٰ کے ارشاد اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ الآیۃ کے مطابق عمل کرنے سے حاصل ہو جائے گی، پس جب کہنے والے نے کہا اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ (اے اللہ! درود و سلام حضرت محمد پر بھیج) تو اس نے قرآن مجید کے حکم پر عمل کر لیا۔

مندرجہ بالا احادیث اور شرح سے واضح ہوا کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جائے اور نماز سے باہر جو درود شریف بھی پڑھا ہو اس میں سلام کا لفظ ضرور آئے تاکہ اللہ کریم کے حکم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۲۲/۴)

پر عمل ہو اور یہ درود تاج شریف میں موجود ہے پہلے ہم مروج درود شریف پڑھ کر پھر القاب ملاتے ہیں۔

ازالہ وہم

جن لوگوں کو درود تاج شریف سے ضد ہے وہ کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود نہیں یہ ان کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے ورنہ ہماری مذکورہ بالا تقریر اور علماء حق کی تصریح اور احادیث مبارکہ کی تشریح سے واضح ہے کہ درود ابراہیم صرف نماز کی حد تک اس طرح پڑھا جائے اور خارج از صلوٰۃ یہ درود شریف غیر مکتفی ہے جب تک اس میں لفظ سلام کا اضافہ نہ ہو۔ اب ہم اس مسئلہ کو مخالفین کے پیشواؤں کی تصریحات سے واضح کرتے ہیں۔

گھر کی گواہی

مخالفین کو شوکانی اور ابن قیم پر بہت زیادہ اعتماد ہے لیجیے ان کی تصریح بھی حاضر ہے۔

۱۔ شوکانی پیشوائے غیر مقلدین

محمدؐ بن علی شوکانی نے بھی لکھا ہے کہ ان ھذہ الالفاظ المرویتہ مختقتہ بالصلاۃ و اما خارج الصلاۃ فیحصل الامتثال بما لیفید ہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

(تحفۃ الذاکرین ص۳۲)

۲۔ ابن قیم

غیر مقلدین کے امام ابن قیم نے بھی متعدد احادیث کی روشنی میں یہی تحقیق لکھی ہے کہ ان الصلاۃ المسؤل عن کیفیتھا ھی الصلاۃ علیہ فی نفس الصلاۃ (جلاء الافہام ص۲۶)

یعنی حضور علیہ السلام سے صحابہ کا سوال برائے صلوٰۃ صرف نماز کے لیے

تھا۔

فائدہ شوکانی نے مذکورہ بالا قول کو کتاب مذکور میں مزید واضح لکھا کہ

نیفید ذلك ان ھٰذہ الالفاظ المرویۃ مختصۃ بالصلوٰۃ واما خارج الصلوٰۃ فیحصل الامتثال بما یفید قولہ سبحٰنہ وتعالٰی ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون الأیۃ فاذا قال القائل اللّٰھم صلّ وسلّم علی محمّد فقد امتثل الامر القرانی ۔ (تحفۃ الذاکرین ص۱۱۱)

ترجمہ :۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ الفاظ مرویہ درود ابراہیم نماز سے خاص ہیں نماز سے خارج میں بھی آیت کے حکم کی ہر تعمیل ہو جائے گی جب کہ فرمایا صلوا علیہ وسلموا ، جب قائل کہے گا اللّٰھم صل وسلم ،، اس نے حکم قرآنی کی تعمیل کی۔

شبیر احمد عثمانی دیوبندی

ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

”حدیث میں ہے کہ جب آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ نازل ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔
صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجیے جو نماز میں پڑھا کریں آپ نے یہ (ابراہیمی) درود شریف تلقین کیا ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔ الخ ۔

معلوم ہوا:۔ کہ صحابہ کرام نے جب نماز میں پڑھنے کے لیے درود کا طریقہ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پڑھنے کے لیے درود ابراہیمی تعلیم فرمایا۔ چنانچہ ہر نمازی ہر نماز میں یہی درود شریف پڑھتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے علاوہ بھی صرف یہی درود پڑھا جائے اور دیگر الفاظ کے ساتھ اور کوئی درود نہ پڑھا جائے جیسا کہ مخالفین اہل سنت عام تاثر دیتے ہیں اور نماز کے علاوہ بھی درود ابراہیمی پڑھنے پر اصرار کرتے اور درود و سلام کے دیگر الفاظ کی نفی کرتے ہیں۔ دیوبندی مولوی شبیر احمد عثمانی نے جس طرح بحوالہ حدیث لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، صلوٰۃ، کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے جو نماز میں پڑھا کریں۔

علمائے اہل حق اور غیر مقلدین و دیوبند کی مذکورہ تصریحات سے واضح ہو گیا کہ درود ابراہیمی بالخصوص نماز میں پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ لہذا نماز کے علاوہ اس درود شریف کے پڑھنے کی پابندی نہیں بلکہ دیگر الفاظ کے ساتھ بھی درود و سلام پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ شوکانی نے لکھا ہے، کہ خارج نماز صلوٰۃ و سلام کا جو بھی صیغہ ہو، حکم خداوندی کا امتثال و عمل حاصل ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ درود ابراہیمی چونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے، اس لیے یہی افضل ہے۔

جواب:۔ اس کے افضل ہونے یا پڑھنے سے کوئی انکار نہیں مگر افضل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے علاوہ کسی اور طریقہ و صیغہ سے درود پڑھنے کو ممنوع یا شرک و بدعت قرار دیا جائے جب کہ خود رسول پاک علیہ الصلوٰۃ صحابہ کرام اور بزرگانِ دین سے درود شریف کے اور بھی

شمار صیغے اور طریقے منقول ہیں۔ درود نماز کا افضل کامل ہونا سلام نماز کے ساتھ مربوط و مشترک ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، کیونکہ درود ابراہیمی سے پہلے نماز ہی میں یہ سلام ندا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تعلیم فرمایا ہے لہٰذا نماز کی طرح بیرون نماز بھی بلا تفریق افضل درود کے ساتھ یہ افضل سلام بھی پڑھا جائے یا پھر سہولت اور اختصار کے ساتھ زیادہ تعداد میں پڑھنے کے لیے صلوٰۃ و سلام دونوں کا مجموعہ کوئی اور درود پڑھ لیا جائے تاکہ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا کا تقاضا کامل طور پر پورا ہو۔ کیونکہ نماز میں تو درود ابراہیمی کے ساتھ سلام بھی پڑھا جاتا ہے مگر بیرون نماز اگر صرف درود ابراہیمی ہی پڑھا جائے تو سلام رہ جاتا ہے بہرحال صلوٰۃ و سلام دونوں کے ساتھ درود کامل و تام ہوتا ہے اگرچہ کوئی بھی صیغہ طریقہ ہو۔

امام مسلم رحمۃ اللہ پر اعتراض

اگر بیرون نماز صرف اور صرف درود ابراہیمی ہی مطلوب ہوتا تو علمائے محدثین امام مسلم رحمۃ اللہ جیسی شخصیت پر اعتراض نہ کرتے باوجودیکہ امام مسلم رحمۃ اللہ صحاح ستہ کی مسلم شریف کے مصنف ہیں تب بھی ان کی ادنیٰ کمزوری کو محدثین کرام نے انکو نہ چھوڑا وہ اس طرح کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ نے خطبہ مسلم شریف میں لکھا کہ وصلی اللہ علی محمد الخ اس میں صرف صلوٰۃ ہے لیکن سلام کا ذکر نہیں تو آپ پر سوال وارد ہو گیا چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ کی شرح میں سوالیہ عبارت ملاحظہ ہو۔ فان قیل قد کرھوا افراد الصلوٰۃ بدون التسلیم لقوله تعالیٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ فیرد علی المسلم انه فعل المکروہ (نووی شرح خطبہ مسلم) یعنی اگر سوال ہو تو يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا کے حکم پر درود میں صرف صلوٰۃ لانا

تو مکروہ ہے تو امام مسلم نے مکروہ فعل کا ارتکاب کیوں کیا اگرچہ امام نووی رحمۃ اللہ نے اُن سے کراہت کے ارتکاب کا شافی جواب دے دیا ہے لیکن محدثین کرام کی رائے نے تو ثابت کر دیا کہ صلوٰۃ بلا تسلیم مکروہ ہے اگرچہ پھر امام نووی رحمۃ اللہ آخر میں تسلیم فرمایا کہ وہی بہتر ہے جس میں سلام بھی ہو اسی لیے کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی افضل بھی کہ حضور محبوب خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بیان کردہ الفاظ کریمہ ہیں لیکن دوسری وجہ سے بہتر صورت وہ ہے جس میں صلوٰۃ کے ساتھ سلام بھی ہو تو اس سے کم از کم اتنا تو مخالفین کی غلط خیالی کا قلع قمع ہو سکتا ہے کہ درود صرف اور صرف درود ابراہیمی ہے اور بس۔

اضافہ القاب

ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے القاب کے اضافے سے روحانی خوشی محسوس کرتے ہیں یہ ہماری ایمانی غذا ہے اور ایک امتی کے ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کے القاب زبان پہ لائے تاکہ معلوم ہو کہ یہ نمک حلال امتی ہے اور اس کے متعلق ہمیں اپنے نبی پاک صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عشاق سے اجازت بھی ہے چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

قال ابن مسعود رضی اللّٰه عنه اذا صليتم على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و آله وسلم فاحسنوا الصلوٰة (کشف الغمہ)	ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم درود پڑھو تو اسے اچھا کر کے پڑھو۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لے کر تا حال نمک حلال امتی اپنے نبی پاک صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے محبت و عشق اور تعظیم و

تکریم سے بھرپور صیغے درود شریف میں پڑھتے اور یہ سلسلہ صحابہ کرام سے شروع ہوا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شروع ہوا اور آپ نے پڑھنے والوں کو نوازا اور خوب نوازا۔

دربارِ رسالت میں اعزاز و اکرام

ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا صحابہ کرام اس عزت افزائی پر متعجب ہوئے تو آپ نے فرمایا یہ شخص ہر روز صبح کو ایسا درود شریف پڑھتا ہے جسے تمام مخلوق کے برابر ثواب ملتا ہے وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ اُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ اُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

سوالِ اویسی

فقیر اویسی کا مخالفین پر سوال ہے کہ اگر بموجودگی درود شریف ابراہیمی دوسرے لوگوں کے بنائے ہوئے درود کچھ حقیقت نہ رکھتے ہوتے تو آپ ضرور اس شخص کو ایسا درود شریف پڑھنے کی ممانعت فرما دیتے اور اس کو کبھی یہ شرف قبولیت حاصل نہ ہوتا اور تمام مخلوق کے اعمال حسنہ کے برابر ثواب ملنے کی بشارت نہ ملتی۔ الغرض جس قدر تعدادی الفاظ درود شریف میں ہوں گے اسی قدر مُصلی کو زیادہ ثواب حاصل ہوگا اسی طریقہ خیر پر بعض صحابہ کرام و دیگر اولیائے عظام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اچھے اچھے درود شریف ایجاد کرنے شروع کیے تاکہ سعادت

دارین حاصل کریں چنانچہ اس کی چند مثالیں آئندہ صفحات پر عرض کی جائیں گی۔

فائدہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود لکھی اور درود ہزارہ وغیرہ کی کیفیت کچھ اسی درود شریف کے مطابق ہے کہ اس درود شریف کے پڑھنے والے کو تمام مخلوق کے ثواب کا مژدہ سنایا گیا اور کسی کامل ولی اللہ کو اگر درود لکھی اور ہزارہ کا مژدہ بہار سنایا گیا تو انکار کیوں۔

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ درود شریف ہے اور اسے ہر مکتب فکر کا ہر فرد تصانیف میں لکھتا اور نجی مجلسوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے زبان پر لانے کے وقت پڑھا جاتا ہے بلکہ محدثین امام بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہم کتب احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی و نام نامی پر یہی درود اختیار کیا ہے۔

سوالات دیگر از اویسی

فقیر اویسی غفرلہ کا منکرین پر سوال ہے کہ مذکورہ بالا درود شریف کا پڑھنا جائز ہے یا نہ اور پڑھنے والے کو ثواب ملے گا یا گناہ ہوگا کیونکہ یہ درود شریف ایجاد بندہ ہے اس کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا پھر یہ بتائیں اس درود شریف کا موجد کون ہے اور کب سے ایجاد ہوا اور جتنا محدثین مفسرین فقہاء علماء صلحاء اسے پڑھتے لکھتے چلے آئے ہیں وہ بدعتی تھے تو ان پر کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار" ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں"، کا حکم لاگو ہوگا یا نہ ہوگا تو اسے جرأت کر کے ایک اشتہار کی صورت میں شائع کیجئے۔ اگر بدعت نہیں تو درود تاج

شریف دو دیگر درود لکھی، مستغاث، ہزارہ۔ دلائل الخیرات شریف وغیرہ پہ ناراضگی کیوں۔ صرف اسی لیے کہ ان پہ نجدی ناراض ہے اور تم اسے کسی طریقہ سے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اور ہم تو اسے اس وقت سے چھوڑ چکے ہیں جب سے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نجدی کو دعائے خیر سے محروم فرمایا اور وہاں سے شیطان کے سینگ نکلنے کی غیبی خبر دی۔

درود مذکور کی فضیلت

درود مذکور بدعت حسنہ میں شامل ہے اور اس کے بیشمار فضائل ہیں ہم صرف ایک حکایت پر اکتفا کرتے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ حضرت عبداللہ بن العالیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو انہوں نے کہا خدا نے میری مغفرت فرما دی ہے میں نے پوچھا کس بات کے صدقہ میں تو فرمایا میں اپنی تحریروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا تھا اس کے صدقے میں اللہ نے میری مغفرت فرما دی ہے (شرح الصدور ص ۱۲۰)

ف: حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر یا لکھ کر جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور لکھے گا وہ اللہ تعالےٰ کی مغفرت و رحمت کا حقدار ہو گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر "صلعم" یا "ص" لکھتا ہے اور پورا درود شریف نہیں لکھتا گویا وہ اپنی مغفرت بھی پوری نہیں چاہتا۔

ملائکہ کی رفاقت حضرت جعفر بن عبداللہ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ایک محدّث کو اس کے وصال کے بعد دیکھا کہ وہ ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے دس لاکھ حدیثیں لکھیں۔ جب بھی نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی کا ذکر آیا تو میں نے لکھا، صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے ساتھ زبان سے پڑھا بھی (سعادۃ الدارین ص۱۲۸)

فائدہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیارت ہو سکتی ہے تو درود تاج (جو زیارت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مجرّب ہے) سے بطریق اولیٰ ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کی تصریح اور محبوب القاب مذکور ہیں۔

مسئلہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پر صلعم اور "ص"، اور صللم لکھنا مکروہ ہے۔ بلکہ محدثین کرام وفقہائے عظام ایسے شخص کو محروم ومنحوس سے تعبیر کرتے ہیں جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی پر صلعم، ص وغیرہ لکھتا پڑھتا ہے تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کا رسالہ کراہۃ صلعم"

تفصیل صلوٰۃ "صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما" کے ارشاد گرامی کے مطابق شارع علیہ السلام نے کسی خاص درود شریف کے پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا یہی وجہ ہے کہ احادیث میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مختلف الفاظ میں متعدد درود وسلام کے صیغے مروی ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں چالیس درود شریف کے صیغے لکھے ہیں (ص ۲۲۹ تا ص۲۳۵)

واضح ہوا کہ درود و سلام کے صیغے مختلف الفاظ اور کلمات پر مبنی ہیں صرف درود ابراہیمی کے الفاظ پر انحصار نہیں ہے۔

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین اولیائے کاملین، اغواث، اقطاب، ابدال، اوتاد، نجباء وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف درود و سلام کے جو صیغے مستند کتابوں میں درج ہیں وہ شریعت حصہ قرآن مجید، حدیث پاک کے عین اور ارشادِ الٰہی کی تعمیل کے لیے کافی ہیں۔

ان بزرگان دین سے منسوب درود و سلام یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب یا بیداری میں زیارت کے وقت ارشاد فرمائے ہیں یا ان صاحبِ کمال بزرگوں نے ذوق و شوق قلبی سے درود و سلام کے کلمات تالیف کئے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بوقت زیارت پیش کئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بکمال مسرت پسند فرما لیے۔

ﻟﮧ تعجب ہے کہ جو تم درود تاج وغیرہ کے عدم جواز پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے اس کی قسمت میں لکھا ہے کہ اپنی اکثر تحریروں میں پورے درود شریف لکھنے کے بجائے صرف "صلعم. ص. وغیرہ" کی بیماری میں مبتلا ہے آزما کر دیکھئے اللہ تعالے اہل اسلام کو حقیقت بینی و حق شناسی کی تحقیق بخشے۔

(آمین)

صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم

حضور نبی پاک شہ لولاک سرور عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چار القاب ایسے لگتے ہیں گویا یہ القاب اللہ تعالےٰ نے پیدا بھی اپنے محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کئے ہیں۔

صاحب التاج

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام محدثین کرام صاحب التاج (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مانتے چلے آئے ہیں دلائل الخیرات شریف میں آپ کے اسماء مبارکہ میں صاحب التاج لکھا ہے اس کی شرح میں امام محمد المہدی بن احمد الفاسی از علمائے صدی گیارہویں (جواہر البحار ص۵۶ ج۱) لکھتے ہیں کہ اس سے مراد عمامہ مبارک ہے اور یہ صرف اور صرف آپ کا خاصہ ہے روی انہ لم یلبس العمامۃ غیرہ من الانبیاء (مطالع المسرات ص۷۵) مروی ہے کہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ آپ نے عمامہ استعمال فرمایا دوسرے انبیاء علیہم السلام نے عمامہ استعمال نہیں فرمایا اسی لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ العمائم تیجان العرب "عمامے عرب کے بمنزلہ تاج کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عجم معہود تاج پہنتے لیکن عرب کا تاج عمامہ تھا۔ افسوس ہے کہ امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تاج سروں سے اتار پھینکا۔ اسی لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ اتار پھینکنے والوں کے لئے ناگواری کا اظہار فرمایا ہے لیکن کیا کیا جائے کہ امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناگواری کی قدر و منزلت کو بھول گئی اور زمانہ کے

رواج کو ترجیح دے دی۔ اس میں سب سے زیادہ مشائخ و علماء کو عبرت کرنی چاہیئے۔ تفصیل دیکھیئے فقیر کا رسالہ "فضائل عمامہ"۔

صاحب المعراج

یہ بھی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء میں سے ایک ہے اس سے کوئی مسلمان اختلاف نہیں کر سکتا۔ اس موضوع پر ان گنت تصانیف ہر زبان میں شائع ہوئیں اور شائع ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا فقیر تبرکاً "کچھ عرض کرتا ہے۔

جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر سدرہ سے آگے تشریف لے چلے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔

یَا مُحَمَّدُ! تَقَدَّمْ فَاِنَّکَ اَکْرَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنِّیْ۔

اے محمد! آپ آگے چلیں۔ کیونکہ خدا کے نزدیک آپ مجھ سے زیادہ مکرم ہیں۔"

پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم آگے آگے تشریف لے چلے اور جبرائیل علیہ السلام فرطِ ادب سے آپ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے جب عرش رحمان کے قریب پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے پردہ کو ہلایا۔ آواز آئی کہ کون؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں جبریل ہوں اور میرے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس جواب پر ایک فرشتہ نے اندر سے کہا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

پھر باری تعالےٰ عزاسمہ کی جانب سے خطاب ہوا۔ صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اَکْبَرُ۔ پھر فرشتہ نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ پھر باری تعالےٰ کی جانب سے آواز آئی۔ صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ

اِلَّا اَنَا - پھر فرشتہ نے کہا - اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط
اس کے جواب میں باری تعالٰے کی طرف سے یہ ندا آئی -
صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اَرْسَلْتُ مُحَمَّدًا - پھر فرشتے نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاح ط کہا۔ اس کے جواب میں باری تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی -
صَدَقَ عَبْدِیْ وَدَعٰی اِلٰی عِبَادِیْ ط

پھر فرشتے نے پردہ کے اندر سے ہاتھ نکال کر حضور کو اٹھا لیا اور حضرت جبریل وہیں کھڑے رہے۔

آپ نے فرمایا کہ جبریل! آپ اس وقت مجھ سے کیوں جدا ہوتے ہیں۔ جبریل امین نے کہا -

یَا مُحَمَّدُ! وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ -

(اے محمد! ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک جگہ مقرر ہے اس سے وہ آگے نہیں جا سکتا) لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاَحْتَرَقْتُ - اگر میں یہاں سے انگلی کے پور کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلّی الٰہی سے جل جاؤں -

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ واقعہ معراج کو کس خوبی سے بیان فرماتے ہیں ؎

شبے بر نشست از فلک بر گذشت
بتمکین و جاہ از ملک در گذشت
چناں گرم در رتبہ قربت براند
کہ در سدرہ جبریل ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام

چو در دوستی مخلصم یافتی!
عنانم ز صحبت چرا تافتی!
بہ گفتا فرا تر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم!
فروغ تجلّی بسوزد پرم!
(بوستان)

حضرت جبرائیل اپنے مقام پر ٹھہر گئے۔ بقیہ حجابات و مقامات اور فرشتوں نے طے کرائے۔ جب آپ نے نور و ظلمت کے ستر پردے طے کر لیئے جن میں سے ہر ایک پردہ کی مسافت پانچ سو برس کی تھی تو براق بھی چلنے سے عاجز رہ گیا اور رفرف نے تخت رواں کا کام دیا۔ آپ نے رفرف پر سوار ہو کر یاقوت و زمرد کے ستر ہزار پردے طے کیے۔ جب صرف ایک ہی پردہ طے کرنا باقی رہ گیا تو رفرف بھی قدم مبارک کے نیچے سے غائب ہو گیا پھر ایک سفید موتی کے گھوڑے نے حجاب کبریائی طے کرایا اور پھر وہ بھی غائب ہو گیا جب کوئی سواری آپ کے پاس نہ رہی اور کوئی فرشتہ بھی آنحضور کو نظر نہ آیا تو آپ کو حیرت و پریشانی لاحق ہوئی آپ ابھی تحیر کی حالت میں تھے کہ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق کے پکارنے کی آواز آپ کو سنائی دی۔ آپ ابھی یہی سوچ رہے تھے کہ میرے رفیق ابو بکر یہاں کیسے آ گئے باری تعالیٰ عزّ اسمہ کی جناب سے ندا آئی۔

(اے حبیب مخلوق میں سب سے بہتر و افضل قریب ہو۔ اے احمد قریب ہو۔ اے محمد قریب ہو بیشک دوست دوست سے قریب

ہی ہونا چاہیئے۔

قربِ الٰہی

حضور پر نور نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھے بہت ہی نزدیک کر لیا تھا۔ جیسا کہ خود باری تعالیٰ عز اسمہ ارشاد فرماتا ہے۔

پھر نزدیک ہوا اور اتنا جھکا کہ دو کمان کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) بہت کم پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے سوال کیا تو مجھ کو جواب دینے کی طاقت نہ ہوئی پھر باری تعالیٰ نے اپنا یدِ قدرت میرے مونڈھوں پر رکھا اور علم اولین و آلآخرین نیز مختلف علوم سے واقف فرمایا۔

ان میں سے ایک ایسا علم ہے کہ جس کے چھپانے کی مجھ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کیونکہ بجز میرے اس علم کے بار کو اور کوئی نہیں اٹھا سکتا اور (وہ علم نبوت ہے) اِذ عِلمُہٗ اَنَّہٗ لَا یَقدِرُ علےٰ حَملِہٖ اَحَدٌ غَیرِی ط۔

اور ایک ایسا علم مجھ کو سکھایا گیا ہے جس کے لئے مجھ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس شخص کو اس علم کا اہل پاؤں اس کو تو وہ علم بتا دوں۔ اور جس کو اس کے لائق نہ پاؤں۔ اس کو نہ بتاؤں۔

پھر مجھ کو قرآن شریف سکھایا گیا اور امت کے ہر خاص و عام کی طرف تبلیغ رسالت اور قرآن شریف کے احکام پہنچانے کی ہدایت فرمائی گئی۔

انعامات

خدا نے فرمایا۔ میں نے آپ کو جملہ مخلوق کے لیے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ جب میرا ذکر آتا ہے تو تمہارا ذکر بھی میرے نام کے ساتھ ضرور ہوتا ہے پانچوں وقت نماز میں میرے ذکر کے ساتھ تم پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے میں نے تمہاری امت کو بہترین امت بنایا ہے۔

میں نے آپ کو سبع المثانی (سورہ فاتحہ) عطا کی ہے جو تم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی اور میں نے تم کو سورہ بقرہ کی آخری آیات (اوّل سے آخر تک) عطا کی ہیں۔

اور میں نے آپ کو حوض کوثر عطا کیا۔ اسلام، ہجرت، جہاد۔ نماز صدقہ۔ رمضان المبارک کے روزے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر یہ تمام باتیں عطا کیں، میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔

اس امت کی خوش نصیبی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مقام قاب قوسین میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے باری تعالےٰ سے عرض کیا (اے اللہ پچھلی اُمتوں میں سے بعض کو تو نے پتھروں کا عذاب دیا اور کسی کو خسف (زمین میں دھنسنے کا) اور کسی امت کو صورتیں کے بگاڑنے کا عذاب دیا اور میری امت کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا (علامہ ابن مرزوق)

اس کے جواب میں باری تعالےٰ عز اسمہ نے ارشاد فرمایا،

(میں اُن پر رحمت نازل کروں گا اور ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دوں

گا۔ ان میں سے جو مجھ کو پکارے گا اس کے سینے میں حاضر ہونگا اور جو مجھ سے سوال کرے گا۔ میں اسکو دوں گا اور جو مجھ پر بھروسہ کرے گا میں اس کو کفالت کروں گا۔ گنہگاروں کی دنیا میں ستر پوشی کروں گا اور آخرت میں ان کے حق میں آپ کی شفاعت قبول کروں گا۔

معراج شریف کے بارے میں مزید تحقیق و تفصیل اور واقعات۔ اور اعتراضات کے جوابات کے لیے فقیر کی تصنیف "معراج المصطفٰے" کا مطالعہ فرمائیے۔

صاحب البراق

اس صفت مبارکہ کے متعلق بھی کسی کو اختلاف نہیں۔ براق جنت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے لیے لایا گیا۔ اس کے متعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ثُمَّ اُتِیتُ بِدَابَّۃٍ دون البغل و فوق الحمار ابیض یقال له البراق یضع خطوہ عند اقصٰی طرفہ۔ (مشکوٰۃ)

پھر مجھ کو ایک ایسے دابہ (جانور) کے پاس لایا گیا جس کا رنگ سفید تھا خچر سے اس کا قد چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اس کو براق کہا جاتا ہے۔ (وہ ایسا سریع السیر تیز رفتار ہے) کہ جہاں اس کے دیکھنے کی حد ختم ہوتی ہے وہاں وہ اپنا قدم رکھتا ہے۔

لمعات میں ہے کہ اس کی سرعت سیر کے سبب اس کا نام براق ہے اس لیے کہ براق برق سے مشتق ہے اور برق بجلی کو کہتے ہیں یعنی وہ چلنے میں بجلی کی مانند ہے اور بجلی کی تیزی رفتار سے کون واقف نہیں اور بعض نے کہا وہ برق بمعنی چمک سے مشتق ہے اور کہا گیا ہے

کہ اس ہی دو رنگ تھے عربی محاورہ میں کہا جاتا ہے "شاۃ برداء" جب کہ بکری کے صوف میں سفید اور سیاہ دھاریاں ہوں اور ممکن ہے کہ یہ مشتق نہ ہو اسم جامد ہو جیسا کہ مواہب میں مرقوم ہے۔

جواب نمبر ۲۔ جمل حاشیہ علی الجلالین میں ہے۔

اسرے باجسادھم وارواحھم معاً علی الصحیح فاخرجھم اللّٰہ من قبورھم واحضرھم فی بیت المقدس واجتمع ایضاً بالملائکۃ وبارواح اموات المومنین ممن مضی فصلی الجمیع خلفہ مقتدین بہ۔

یعنی صحیح قول یہ ہے کہ تمام رسول اپنے جسموں اور روحوں کے ساتھ آئے پس نکالا ان کو اللہ نے ان کی قبروں سے حاضر کیا ان کو بیت المقدس میں اور آپ کی خدمت میں ملائکہ بھی حاضر ہوئے اور گذشتہ مرے ہوئے ایمانداروں کی روحیں بھی آئیں پس سب نے آپؐ کے پیچھے اقتداء کرتے ہوئے نماز پڑھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء اور ملائکہ کا بیت المقدس میں جمع ہونا اور پھر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنا جاگتے ہوئے تھا ہو سکتا ہے یہ نماز۔ تحیۃ المسجد ہو۔ یا اس وقت رب تعالیٰ نے سب پر یہ نماز اپنے پیارے محبوب کے استقبال کی خوشی میں فرض کی ہو۔ ورنہ اس نماز کی صفت نہیں بتائی گئی۔ جس چیز کو مجمل یا مبہم چھوڑا گیا ہے اس کو اسی طرح ماننا چاہیئے اس کے سراغ میں نہیں لگنا چاہیئے۔

مسجد الحرام سے تا بیت المقدس آپؐ کا براق پر سوار ہو کر جانا مجمع علیہ ہے یعنی سب علماء کا اس پر اتفاق ہے اس سے آگے آسمانوں پر جانے کے لیے دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق

آپ آسمانوں پر بھی براق پر تشریف لے گئے دوسری روایت کے مطابق آپ کے لیے سلّم یعنی سیڑھی جو زبرجد اور یاقوت سے بنائی گئی تھی اوپر سے نیچے لٹکائی گئی اس پر سے آپؐ آسمانوں پر گئے ایک اور روایت ہے کہ آپؐ براق پر سوار تھے اور براق سیڑھی پر سے گذرتا تھا شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

مازال عن ظہر البراق حتیٰ رجعَ ۔

آپؐ براق سے نہیں اترے یہاں تک کہ واپس آ گئے۔ لمعات میں ہے۔

ثم ھذا یدل علی انہ استمر رکوبہ علی البراق حتی عرج بہ الی السماء وزعم بعضھم انہ لم یکن علی البراق حین صعد الی السماء بل وضع لہ سلم رقی بہ الی السماء وفی روایتہ حملہ جبرئیل علی جناحہ الی السماء۔

پھر یہ حدیث جو مالک ابن صعصعہ سے مروی ہے دلالت کرتی ہے کہ آپ براق پر سوار رہے یہاں تک کہ آپؐ کا آسمان پر عروج کے وقت آپ براق پر سوار نہیں تھے بلکہ آپ کے لیے سیڑھی رکھی گئی۔ اس کے واسطہ سے آپ آسمان کی طرف چڑھے اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام آپ کو اپنے بازو پر اٹھا کر آسمان کی طرف لے گیا۔

صاحب العلم | بفتح العین واللام اس صفت ولقب سے کسی کو اختلاف ہوا نہ ہے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ مدارج جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتنے جھنڈے اور علم تھے ایک علم سیاہ تھا جس کا نام عقاب تھا دوسرا علم سفید تھا اور کبھی اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی چادروں کا علم مرتب فرماتے۔

دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم

شرح اس جملہ میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ صفات و القاب کا ذکر ہے منکرین کمالات کے اصول پر تو پانچوں صفات حضور علیہ السلام کے لیے ماننا شرک ہے اسی لیے ان کی اصولی کتاب کا قاعدہ ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ بھی کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختار کل ماننا اہلسنت کا عقیدہ ہے لیکن مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا کہ انہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ذرہ برابر بھی اختیار نہیں ایسے ہی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا مشہور لقب ہے مشکل کشا۔ تو ان کو بھی کسی چیز کا اختیار نہیں۔ لیکن سطحی طور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے صرف دافع البلاء کی صفت کے انکار کو موضوع سخن بنایا۔ درود تاج شریف کے پڑھنے پڑھانے کی صدیاں گذریں جیسے فقیر نے پہلے عرض کیا۔ کسی کو درود مذکور کے متعلق کوئی غلطی محسوس نہ ہوئی۔ تحریک وہابیت کے بعد اہلسنت کے دیگر معمولات (مثلاً دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ شریف) کی طرح درود تاج شریف بھی وہابیت کے فتوائے شرک کا نشان بنا۔ سب سے پہلے خطہ ہند میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں شرک کا فتوی دیا۔ گنگوہی کی تردید کے لیے امام اہل سنت مجدد ملت مولانا الشاہ احمد رضا

محدث بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں ۱۳۱۱ھ میں ایک سوال پیش ہوا تھا کہ درود تاج پڑھنے کو بعض لوگ شرک بتلاتے ہیں۔ آپ نے اسی وقت کتاب مستطاب الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء لکھ کر قرآن وحدیث کی مقدس نصوص کے حوالہ جات سے براہین و دلائل قائم فرمائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ دافع البلاء ہیں اسی کے چند اقتباسات فقیر اپنی کتاب (شرح درود تاج) میں عرض کرے گا۔ شاید مخالفین نے سوچا ہو گا کہ صدی گزری اب سنی غفلت کی نیند سو گئے ہوں گے اسی لیے پھر نہ صرف دافع البلاء پر فتوائے شرک بلکہ "درود تاج" کے کئی جملوں پر حملہ آور ہوئے اور بزعم خویش سمجھ لیا کہ میدان مار لیا۔

چنانچہ مولوی جعفر پھلواری کو میدان میں لا کر مختلف رسائل میں اس کی غلط تحریر شائع کی" فاران کراچی مئی ۷۸ء ص ۱۹ تا ص ۲۲۔ اور ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۷ شوال ۱۴۰۰ھ۔

پہلا رسالہ دیوبند مکتب فکر کا ہے دوسرا وہابیہ غیر مقلدین کا۔

مولوی جعفر پھلواری۔ اس کے والد گرامی متصلب سنی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب کشف بزرگ ہو گزرے ہیں انہوں نے درود تاج شریف سے عقیدت و محبت کا اظہار فرمایا اور اس کے فضائل و خواص شائع فرمائے۔ جعفر پھلواری کو وہابیت (مودودیت) نے شکار کر لیا اور اس سے ہی اس کے اپنے والد کی مذمت کرائی۔ اس کی چال گرانہ کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

ماہنامہ فاران کراچی کے پرچہ ماہ مئی ۸۰ء میں صفحہ ۱۹ اور صفحہ ۲۰ پر درود تاج شریف مع ترجمہ غلط لکھ کر اس کی تردید کا آغاز یوں کیا۔

جس نے بھی کہا ہے صحیح کہا ہے کہ ع

خطائے بزرگان گرفتن خطا است۔ مگر اس کے کچھ اور پہلو بھی ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ساتھ تین مصرعے اور ملا لیجیے۔

خطائے بزرگان گرفتن خطا است
خطا را خطائے نہ گفتن خطا است
خطا را خطا گر شمردی روا است
چو گفتی خطا را درستی خطا است

ورود تاج کے بعض مقامات مجھے کھٹکتے ہیں علماء کرام سے کچھ طالب العلمانہ استفسار کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اپنی علمی بے بضاعتی کا مجھے اقرار بھی ہے اور پورا احساس بھی۔ بہر حال وہ شکوک یہ ہیں۔ اس کے بعد شکوک کی تفصیل ہے۔ اس کی تردید میں سب سے پہلے علامہ مولانا حافظ محمد احسان الحق (رحمۃ اللہ علیہ) نے قلم اٹھایا جعفر پھلواری کے ایک ایک شبہ کو عالمانہ طریق سے رد فرمایا جسے ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ میں محرم ۱۴۰۱ھ کی اشاعت میں شائع کیا گیا۔

غزالی زماں قدس سرہ کا قلم تلوار کا نشان

حافظ صاحب موصوف (رحمۃ اللہ علیہ) چونکہ مختصر اور جامع مضمون لکھنے کے عادی تھے اسی لیے اگر جعفر پھلواری کے جملہ اعتراضات کو علمی و تحقیقی طور خوب لکھا لیکن جعفر پھلواری کے لیے اسی تحریر کی ضرورت تھی جو اس کا دماغ ٹھکانے لگائے چنانچہ غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب محدث

ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی دیر بعد جعفر کی تحریر ہاتھ لگی چنانچہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے کراچی جانے کا اتفاق ہوا دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے بعض علماء نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں اعتراض لیاقت پور کے کسی باشندے کے نہیں بلکہ یہ اور ان کے علاوہ بعض دیگر اعتراضات بھی درود تاج وغیرہ وظائف صوفیہ پر جعفر شاہ پھلواروی نے کئے تھے جو مودودیوں کے رسالہ "فاران" میں بڑے طمطراق کے ساتھ شائع ہوئے پھر عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے وہ ایک پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کئے جو لیاقت پور میں کسی شخص کے ہاتھ آگیا اور اس کی مزعومہ لیاقت کی تشہیر کا سامان اسے مفت میں مہیا ہو گیا حسن اتفاق سے وہ پمفلٹ مجھ تک بھی پہنچ گیا۔ جس کا عنوان ہے "ادعیہ پر تحقیقی نظر" اور مؤلف کا نام لکھا ہے،

امام الصوفیہ مجتہد العصر علامہ حضرت شاہ محمد جعفر پھلواروی۔

اس مضمون پر بعض لوگوں کے سوالات اور پھلواروی صاحب کی طرف سے ان کے جوابات بھی اس پمفلٹ میں شامل ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ پمفلٹ اب اتنے عرصے کے بعد یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو مجھے ملا۔ اسے کاش یہ مضمون اسی وقت میرے سامنے آجاتا تو اس تحقیقی نظر کا جواب فوری طور پر بروقت لکھ کر میں شائع کر دیتا۔ بہر حال میرے اس مضمون کو پڑھ کر اہل علم پر واضح ہو جائے گا کہ پھلواروی صاحب کی یہ تحقیقی نظر۔ سے برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مصداق اور علمی اغلاط کا پلندہ ہے اگرچہ دو اعتراضوں کے جواب مختصراً میں پہلے لکھ چکا ہوں لیکن اب پورا مضمون سامنے آنے کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے سامنے رکھ کر پھلواری صاحب کے سب اعتراضات کے جوابات تفصیل سے

یک جا قلم بند کر دوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

تبصرہ اویسی غفرلہ

غزالی زمان قدس سرہ نے جس انداز میں محققانہ مدلل جوابات تحریر فرمائے ہیں کہ اگر جعفر پھلواری زندہ ہے اور اس نے یہ تحقیق پڑھی ہو گی۔ تو بخت بیدار ہو گا تو ضرور توبہ کی ہو گی اگر اس کے ازل سے تاب بند ہیں تو تائب نہ ہوا ہو گا تو اس کا ضمیر اسے ملامت ضرور کرتا ہو گا لیکن اہل سنت کو اس تحریر مبارک پر نازاں ہونا چاہیئے کہ جس طرح امام احمد رضا مجدد دوران قدس سرہ نے الامن والعلی لکھ کر منکرین کے اعتراض "دافع البلاء" کو ہمیشہ تک دفنا دیا ایسے ہی غزالی زمان قدس سرہ نے نہ صرف دافع البلاء کا اعتراض بلکہ درود تاج شریف پر ہر طرح کے اعتراضات کا قلع قمع کر کے رکھ دیا بلکہ ایسے دفنا یا کہ انشاء اللہ آئندہ انہی اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رکھی فقیر نے آپ کی مبارک تحریر سے اس شرح میں بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

نذر الرضوی

یہ صاحب چھپے رستم (وہابی۔ دیوبندی) ہیں لیکن حسب عادت (تقیہ) اپنے نام کے ساتھ الرضوی کا اضافہ فرمایا اور ساتھ ہی دھوکہ دہی کے لیے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو "شیخ مشائخ" (ولی نعمتنا ص۶) کہتا ہے اور ساتھ ہی انہی کے مضامین کا رد بھی کر رہا ہے ص۳ پر نہ صرف امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بلکہ تمام عاشقان باصفا کو نہایت ہی سوقیانہ اور غیر مہذبانہ الفاظ سے یاد کرتا ہے انہیں نہ صرف گمراہ بلکہ کفر و شرک کے فتویٰ سے بھی

معاف نہیں کرتا اور ہے نذر الرضوی اناللہ وانا الیہ راجعون ؛؛
اس نے ایک پمفلٹ شائع کیا بنام" تنویر السراج لعالی دردوتاج "
ناشر مکتبہ رضویہ ۳۸۹/۱۱ نشتر آباد لائلپور (فیصل آباد)
اصل نام - محمد احمد رضا خاں نذر الرضوی کا سن اشاعت جمادی الاول ۱۳۹۵ھ
(غلط) جمادی الاولی صحیح بمطابق جون ۱۹۷۵ء پمفلٹ کے صفحات ۱۶ سولہ ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

اس پمفلٹ میں تقریباً وہی اعتراضات ہیں جو جعفر پھلواری کے ہیں صرف علمی رعب جمانے کے لیے نذر الرضوی صاحب نے عربی عبارات بہت زیادہ لکھی ہیں فقیر اس کا بھی حوالہ دے کر موقعہ بموقعہ رد کرے گا۔ اگر یہ نذر الرضوی صاحب زندہ ہے تو فقیر کی اس شرح کو پڑھ کر اس کے رد سے پہلے فقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ اگر میری غلطی ہوئی تو فقیر رجوع کرے گا لیکن اس کے رد میں جو اکابر نے دلائل قائم کئے ہیں اسے نذر الرضوی کو تسلیم کرتے پڑیں گے ہاں اگر وہ صرف نام کا نذر الرضوی ہے اور توبہ کیے بغیر فوت ہوا ہے تو اسے منکرین اور معترضین دردوتاج کے ساتھ محشور ہونا ہوگا۔ یاد رہے کہ اکثر اعتراضات نذر الرضوی کے وہی ہیں جو جعفر پھلواری کے ہیں۔

دافع البلاء

نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ بیشمار بلاؤں کے دافع ہیں تفصیل آگے آئے گی
رشید احمد گنگوہی نے عرصہ پہلے شرک کا فتویٰ دیا اب جعفر پھلواری اشارہ کنایہ سے لیکن نذر الرضوی کھلم کھلا اپنے بڑوں کے ساتھ جا ملا۔ نذر الرضوی پمفلٹ مذکور ص ۱۲ پر لکھتا ہے۔ اسی طرح آپ کو دافع البلاء والوباء والقحط والمرض کی بجائے شافع فی البلاء والوباء والقحط والمرض کہنا جس کا

مفہوم ہے کہ تکلیف و مصیبت میں مبتلا و باء میں گرفتار قحط زدہ اور مرض کے
شکار امت کی رہائی کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب
کے ہاں شفاعت کناں اور دعا گو ہیں۔ احو ما والنسب ہے ص۱۴
اس کے بعد نذر الرضوی صاحب۔ نور من نور اللہ کو بھی گوارہ نہیں فرما رہے
اس کا رد اپنے مقام پر آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

نذر الرضوی صاحب رشتہ تو وہابیت سے رکھتے ہیں لیکن ادھر اہلسنت میں بھی نامزدگی کو نہیں چھوڑ رہے لیکن ان چالوں سے کیا بنتا ہے

سے۔ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را خوب می شناسم

نذر الرضوی ہوں یا پھلواری یا گنگوہی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے دافع البلاء بہ الامن والعلے" تصنیف فرمائی ہے اس سے بڑھ کر کسی اور تحقیق و تفصیل کی ضرورت نہیں فقیر ان کے فیوض و برکات کے چند اقتباسات عرض کرتا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے چند آیات اور احادیث مبارکہ سے استدلال فرمایا ہے جنہیں اختصاراً عرض کیے دیتا ہوں۔

عقیدہ اہلسنت

حقیقی دافع البلاء اللہ تعالیٰ ہی ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی جملہ انبیاء علی نبینا علیہم السلام اور اولیاء کرام محض وسیلہ اور واسطہ و سبب ہونے کی حیثیت سے دافع البلاء وغیرہ مجازی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسی معنی پر عام اہل ایمان بلکہ ہر انسان کو دافع فرمایا

آیت نمبر۱ - وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ پ۲ البقرہ نمبر ۲۵۱

ترجمہ :- اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے - تو زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔

آیت میں صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دافع الفساد خود کو بتایا لیکن اس کا سبب بندوں کو بنایا یہی ہم کہتے ہیں کہ بلا ہو یا وَباء قرض ہو یا مرض انکا دافع اللہ تعالےٰ خود ہے لیکن اسباب اس کی مخلوق ہے .

آیت نمبر۲ - وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ہ (پ۱۷ سورہ حج ع ۱۳ آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ :- اور اگر آدمیوں میں ایک دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھائی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسا اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اسکی جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے .

فائدہ : آیت میں واضح ثبوت ہے اللہ تعالےٰ بندوں کے ذریعے اور ان کے وسیلے سے دوسروں کی بلائیں دور فرماتا ہے اگرچہ اسے نہ کسی وسیلہ کی ضرورت ہے اور نہ سبب کی لیکن بندوں کی تعلیم کے لیئے ایسا کیا دور کرتا رہتا ہے

فائدہ :- روح البیان آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا کہ اگر مومنین و ابرار کے ذریعہ وفجار کو دفع نہ کیا جائے تو زمین ہلاک ہو جاتی ہے : دردہ

خود بھی برباد ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ مومن کے طفیل کفار کو دور فرماتا ہے اور نیکوں کے ذریعے فاجروں کو دفع کرتا ہے۔

حدیث شریف :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نیک مسلم کے صدقے اس کے چالیس ہمسائیگاں کے گھروں سے بلاؤں اور مصیبتوں کو دور فرماتا ہے اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ الخ۔ دوسرے اس میں تنبیہ بھی ہے کہ بادشاہی بھی بہت بڑا اہم امر ہے کہ اگر وہ بادشاہی نہ ہو تو عالم دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بادشاہی اور دین دونوں جڑواں ہیں اس میں ایک کے مٹنے سے دوسرے کا مٹ جانا لازمی امر ہے۔ کیونکہ دین ایک بنیاد ہے اور بادشاہی اس کی نگران جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ عمارت مٹ کر رہ جاتی ہے اور جس عمارت کا نگہبان کوئی نہ ہو تو وہ تعمیر ضائع ہو جاتی ہے لوگوں کے حالات دیکھیئے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کے بے فرمان رہتے ہیں اگر ان کے پاس ظاہری حکومت نہ ہوتی تو برباد ہو جاتے ہاں دونوں کے لیے مجاہدات کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس کی زبان اور تلوار سے رہبری کی جائے اس لیے ان کی ہدایت کے لیے انبیاء تشریف لائے اور ان کے بعد ان کے خلفاء آتے رہے ان کی مقررہ زندگی تک جہاد اور زبان کے ذریعے عوام الناس کی رہبری ہوتی رہی ان کے وصال کے بعد خلفاء دین کی زبان و جہاد کے ذریعے تبلیغ ہوتی رہی یہی بعض کو بعض سے دفع کرنے کا مفہوم ہے۔

فائدہ :۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ لوگوں کو بعض سے بعض دفع کرنا دو قسم ا۔ ظاہراً (۲) باطناً۔ ظاہر کی چار قسمیں ہیں (۱) انبیاء (۲) بادشاہ

(۳) وہ حکما جو آیت کریمہ میں مذکور ہیں۔ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ۔ رپ۳ واعظین انبیاء علیہم السلام کا غلبہ خواص انسانوں پر ہوتا ہے ان کے ظاہر پر بھی اور وہ باطن پر بھی اور بادشاہوں کا غلبہ تمام لوگوں پر صرف ان کے ظاہر پر ہوتا ہے باطن پر نہیں جیسا کہ بادشاہوں کا مقولہ مشہور ہے۔ نحن ملوک ابدانھم لاملوک ادیانھم ہم ان کے بدنوں کے بادشاہ ہیں نہ کہ ان کے دین کے اور حکماء کی شاہی خواص پر ہوتی ہے نہ کہ عوام پر اور واعظین کی حکومت عوام کے بواطن پر ہوتی ہے نہ کہ ان کے ظواہر پر اور باطنی طور یوں ہے کہ سلطان العقل بہت ہی قبائح سے بچا لیتا ہے اور یہ حقیقت سلطان الظاہر کے التزام کا سبب یہی ہے۔ (فیوض الرحمٰن ص۲۵ تحت آیت ہذا)

بلا کیا ہے

سب سے پہلے یہ تو متعین کر لیں کہ بلا کس بلا کا نام ہے اور وہ کون سی بلا ہے جسکے لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دافع نہیں بلکہ آپ کی ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو بہت بلند ہے آپ کے غلاموں صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم نے بھی دنیا والوں سے لاکھوں بلکہ بیشمار بلاؤں کو دفع فرمایا۔ بلکہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ہی دافع بلا کے لیے کافی ہے۔

۱۔ کفر سے بڑھ کر اور کون سی بلا ہوگی اسے کس نے ٹالا۔ لیکن یہ وہی تسلیم کرے گا جس کے اندر ایمانی حرارت ہے ورنہ احسان فراموش تو احسان فراموش ہی ہے اسی لیے امام احمد رضا محدث دہلوی قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ع

ے اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

پ۴ آل عمران ۱۰۳

ترجمہ :۔ تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچایا۔

فائدہ اس سے بچانے کا وسیلہ اور سبب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کریمہ ہے۔

۲۔ ہر امت دنیا میں ہی عذاب میں مبتلا ہو جاتی لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو تا قیامت نزول عذاب کی بلا سے بچایا۔ گویا آپ نے دنیوی عذاب کو دفع فرمایا اللہ تعالے فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ پ۹ الانفال

آپ کے ہوتے اللہ تعالے لوگوں کو عذاب نہیں دے گا۔

فائدہ :۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفع عذاب کا وسیلہ ہیں بلکہ آپ کے صدقے جملہ اہل ایمان بھی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ پ۹ الانفال

اللہ تعالے لوگوں کی استغفار کی وجہ سے بھی انہیں عذاب نہیں دیگا۔

فائدہ :۔ یاد رہے کہ اہل ایمان کی استغفار کو دافع عذاب (بلا) کہا گیا ہے جو درحقیقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا صدقہ ہے۔

کہ آپ نے ہی تو استغفار کا درس دیا۔

شفاعت کبریٰ و صغریٰ

دنیا میں دافع البلاء کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے لیکن ہم تو مشورہ دیتے ہیں ؎

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا۔

قیامت کا منظر سامنے رکھیں کہ وہ ہزار بلاؤں کا مجموعہ بڑی بلا درپیش ہوگی اس کا مفصل حال فقیر نے شرح حدائق بخشش میں عرض کر دیا ہے۔ پھر اس وقت اس بڑی بلا کا دافع کون ہوگا۔ سوائے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کا تصور تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت تو ہر کافر اور ہر مومن درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھکاری ہوگا بلکہ انبیاء علیہم السلام تک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ تکتے ہوں گے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث بریلوی قدس سرہ نے یوں بیان فرمایا ہے ؎

؎ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا۔
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

لطیفہ

دافع البلاء کی صفت برائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار سے درپردہ شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار ہے جیسا کہ وہابیہ دیوبندیہ کا شیوہ ہے کہ کھل کر تو انکار نہیں کرتے لیکن اشاروں کنایوں سے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے عادی ہیں۔

شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوالخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۱ھ / ۱۹۲۲ء) سے ایک شخص نے درود تاج کے متعلق دریافت کیا آپ نے اس سے ارشاد فرمایا دیکھو ہم چائے پی رہے ہیں ہم نے پیالی بھر کر تم کو دی ہم نے تمہارا کام کیا اس طرح ہم تمہارے خادم ہو گئے اگر "وجبرائیل خادمہ" ہے حضرت جبریل کا اس طرح پر خادم ہونا مراد لیا ہے تو قباحت نہیں کیونکہ وہ وحی لے کر آپ کے پاس آتے تھے اور اگر خادم سے مراد نوکر چاکر سمجھتے ہو تو بہت بڑی بات ہے اور سخت بے ادبی ہے۔ اس میں اہانت ہے ملائکہ پر ہم ایمان لاتے ہیں اور ان کی اہانت کفر ہے۔ اور دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم سے اگر تم نے یہ سمجھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کی وجہ سے قحط اور بیماری اور دوسری تکالیف کو اللہ تعالٰے نے دور کر دیا تو یہ بالکل درست اور صحیح ہے اور اگر تم کہتے ہو کہ ان تکالیف کو آپ نے دور کیا تو یہ صحیح نہیں ہے آپ کی برکت اور آپ کی دعاؤ نے ایسا کیا ہے۔[۱]

فائدہ : یہی ہم کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ذاتی طور دافع البلاء کوئی بھی نہیں آپ کو وسیلہ اور سبب اور واسطہ کے طور مانتے ہیں۔

دافع الوباء

جسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دافع البلاء ہونا سمجھ آجائے گا اس کے لیئے دافع الوباء مان لینا آسان ہے اس لیے لفظ بلا جامع ہے ہر مصیبت کے لیے۔ اگرچہ

---

[۱] بزم خیر از زید ص ۹۵/۹۶

اس میں وباء قحط وغیرہ داخل ہیں لیکن ان کی خصوصیت کی وجہ سے ذکر ان کا نام سنکر ہی جان لبوں پر آجاتی ہے عموم کے بعد خصوص ہے

وباء ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے علاج سے اطباء و حکماء اور ڈاکٹر صاحبان اظہار عجز کرتے ہیں لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اشاروں سے اسے جہاں سے بھگایا تو ایسا بھگایا کہ پھر اس کے لیے تاقیامت والیسی کے دروازے ہی بند ہو گئے چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

یثرب سے مدینہ طیبہ بنا

مدینہ دارالہجرہ بننے سے پہلے یثرب کہلاتا تھا۔ یثرب کا ماخذ ثَرَب ہے یا تَثرِیب۔ ثرب کے معنے ہیں فساد۔ وہاں کی ہر چیز فاسد تھی جو وہاں آتا۔ زہریلے بخار اور شدید امراض میں مبتلا ہو جاتا تھا۔[1] اگر اتفاقاً کوئی وہاں پہنچ جاتا تو لوگ اسے ملامت کرتے کہ تو یہاں بیماریوں اور زہریلے بخاروں میں مبتلا ہونے آیا ہے صحابہ کرام جب وہاں ہجرت کر کے پہنچے انہیں شدید ترین بخار لاحق ہوا وہ بیماری کی حالت میں مکے کو یاد کر کے روتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور حضور نے صحابہ کرام کا حال دیکھا تو حضور نے دعا فرمائی اور حضور کے مبارک قدموں کی برکت سے مدینہ کی بیماریاں نہ صرف دور ہوئیں بلکہ مدینہ پاک کی خاک پاک بھی دردوں کی دوا اور ہر مرض کی شفا بن

---

[1] اس کی اس وقت جان رہائی ہوتی جب وہ گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں نہ کرتا۔ تفصیل دیکھیے وفاء الوفا للسمہودی اور نفیر کی کتاب تاریخ مدینہ

گئی۔

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ۔ مدینے کا غبار جذام سے شفاء ہے (الوفاء لابن الجوزی ص ۲۵۳ ج ۱ وفاء الوفا ص ۶۷ ج ۱)

(فائدہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مدینے کی مٹی جذام کے لئے شفاء ہوگی۔

وباء کا فرار

ا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت بلال دونوں کو سخت بخار ہو گیا ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ میں نے حضور کو بتایا اور حضور نے دُعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ۔

یا اللہ مکے کی طرح مدینے کو ہمارا محبوب بنا دے بلکہ مکے سے زیادہ اور مدینے کی آب وہوا ہمارے لئے درست فرما دے اور اس کے صاع اور مد یعنی غلہ اور پھلوں میں ہمارے لئے برکت فرما اور مدینے کی بیماریاں (یہود کی بستی) جُحفہ کی طرف منتقل کر دے۔

(بخاری جلد ا ص ۵۵۹)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک سیاہ

نام پراگندہ سر عورت کو خواب میں دیکھا جو مدینے سے نکل کر جحفہ میں
پہنچ گئی۔ فَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلَيْهَا۔
میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ مدینے کی وباء جحفہ کی طرف چلی گئی۔
(بخاری ص ۱۰۴۲ ج ۱)

بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وباء کی حاضری

امام احمد وغیرہ نے اجال صحیح روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے وبائے مدینہ پاک نے حاضری چاہی آپ نے فرمایا کون ہے تو عرض کی ام ملدم ہوں آپ نے فرمایا قبا میں چلی سنا گیا کہ قبا والے سخت بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اہل قباء حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو بخار کی شکایت کی آپ نے فرمایا چاہو تو دعا مانگوں تمہیں بخار چھوڑ جائے چاہو تو تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو۔ عرض کی ایسے ہوگا آپ نے فرمایا کہیں نہیں ہوگا۔

حضرت ابوبکر و حضرت بلال رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کی بیماری کا حال دیکھ کر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وباء کو یہاں سے نکل جانے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا کہ وادی خم میں چلی جا اور وادیٔ خم جحفہ کے نزدیک ہے اسے مہیمہ بھی کہتے ہیں چونکہ یہ وادی اہل شرک کی تھی اسی لیے وباء کو وہاں بھیجا گیا۔ چنانچہ اس دن سے اس وادی کے تمام علاقے میں زیادہ وباء ہو گئی۔

فائدہ:۔ بعض علماءِ کرام نے فرمایا کہ چشمہ خم سے پانی نہ پیا جائے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس نے وہاں سے پانی پیا بیمار ہو گیا اور ہشام بن عروہ نے کہا جحفہ میں جو بچہ پیدا ہوتا وہ بلوغت کے بعد بیمار ہو جاتا۔

دباء کا حال

جس دباء کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پاک سے نکالا اس کا اتنا برا حال تھا کہ یثرب کی وادیوں میں بدبودار تیل کی طرح پانی بہتا تھا۔ یہاں کی وادی اسی بدبو کی وجہ سے مشہور تھی اس کی شہرت کی وجہ یہ تھی کہ باہر سے جو بھی آتا تو بیمار ہو جاتا جب تک گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں نہ کرتا اسے وباء نہ چھوڑتی۔ یا پھر وہ مر جاتا۔

حکایت:۔ ایک دفعہ عروہ شاعر یثرب میں آیا۔ اس نے گدھا کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کہنے سے انکار کیا اور کہا

لعمری لئن عشرت من خشیۃ الردی

نہاق الحمیر اننی الجزوع

قسم ہے مجھے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا بہتر ہے۔ گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کہنے سے۔

انتباہ:۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف وباء کا قلع قمع فرمایا بلکہ مدینہ کی خاک کو شفاء الارض بنا دیا۔ (اگلے مضامین میں تفصیل آتی ہے۔

وباء کے فرار کا منظر

علامہ سمہودی رحمہ اللہ خلاصہ "الوفاء" میں لکھتے ہیں کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک کالی سیاہ اجڑے بالوں والی عورت کو دیکھا کہ وہ مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں چلی گئی۔ اس سے میں نے یہی تعبیر کی ہے کہ وہ وباء تھی۔

دعائے دافع الوباء

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔ اللّٰھم حبب الینا

الساینتہ وانقل دبائہا الی مہیعہ د مابقی منہ فاجعلہ تحت ذنب مشعط۔ اے اللہ ہمیں مدینہ محبوب بنادے اور اس کی وباء مہیعہ کی طرف منتقل فرما اور اس کا بقایا مشعط کے آخری حصّہ کے نیچے کر دے۔

فائدہ :۔ مشعط بروزن مرفق بنو ہدیلہ کے ٹیلوں میں سے ہے اور وہ مسجد بنو ہدیل (البقیع کے قریب) غربی جانب واقع ہے (اب نہ وہ مسجد نہ وہ بنو ہدیل تمام نقشے بدل گئے)

ازالۂ وہم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق آج جو مدینہ میں جو بخارات ہیں وہ اس وباء کے اثرات کا بقایا ہے (لیکن مضر نہیں)

حکایت :۔ ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صبح کے وقت ایک شخص حاضر ہوا جو مکہ معظمہ سے آیا تھا آپ نے اس سے پوچھا تو نے راستہ میں کسی کو دیکھا عرض کی ایک ننگی اجڑے بالوں والی عورت کو دیکھا تھا آپ نے فرمایا وہ وباء تھی جو آج کے بعد یہاں نہیں آئے گی۔ یہ تفصیل فقیر نے علامہ سمہودی کی کتاب "خلاصۃ الوفا" سے لی ہے۔ فقیر کی کتاب محبوب مدینہ ص ۱۴۶ تا ص ۱۵۱ میں اس سے بڑھ کر تفصیل پڑھیے

درس عبرت اگر اس کا نام "دافع البلاء والوباء" نہیں تو پھر ان روایات و کیفیات کا کیا نام ہے۔

دافع القحط صلی اللہ علیہ وسلم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفت کریمہ اتنا مشہور ہے کہ اہل علم میں کوئی بھی اس سے ناواقف نہیں فقیر چند نمونے عرض کر دیتا ہے۔

استقرارِ حمل

استقرارِ نطفۂ زکیہ مصطفوی وابداعِ ذرہ محمدیہ در صدف رحم آمنہ رضی اللہ عنہا، قول اصح کے بموجب ایام حج کے درمیانی تشریق کے دنوں میں شب جمعہ میں ہوا تھا۔ اسی بناء پہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک شب جمعہ، لیلۃ القدر سے افضل ہے اس لیے کہ اس رات سارے جہان اور تمام مسلمانوں پر ہر قسم کی خیر و برکت اور سعادت وکرامت جس قدر نازل ہوئی اتنی قیامت تک کسی رات میں نہ ہوگی بلکہ تا ابد کبھی نازل نہ ہوں گی اور اگر اس لحاظ سے میلاد شریف کی رات کو شب قدر سے افضل جانیں تو یقیناً یہ رات اس کی مستحق ہے جیسا کہ علماء اعلام رحمہم اللہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

حدیثوں میں آیا ہے کہ شب میلاد مبارک کو عالم ملکوت میں ندا کی گئی کہ سارے جہان کو انوارِ قدس سے زمین و آسمان کے تمام فرشتے خوشی و مسرت میں جھوم اٹھے اور داروغہ جنت کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کو خوشبوؤں سے معطر کر دے اور زمین و آسمان کے ہر طبقہ اور ہر مقام میں مژدہ سنا دے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رحم آمنہ رضؓ شریف میں قرار پکڑا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تمام خیرات و برکات کرامات و سعادات اور انوار و اسرار کا مصدر اور مبدا خلق عالم اصل اصول بنی آدم اس عالم میں تشریف آوری اور اس کے ظہور کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ یقیناً تمام جہان والوں کو منور و مشرف اور مسرور ہونا چاہیئے۔

مروی ہے کہ اس رات کی صبح کو روئے زمین کے تمام بت اوندھے پائے گئے شیاطین کا آسمان پر چڑھنا ممنوع قرار دیا گیا اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے اور اس رات ہر گھر روشن و منور ہوا اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو انوارِ قدس سے جگمگا نہ رہی ہو اور کوئی جانور ایسا نہ تھا

جس کو قوت گویائی نہ دی گئی ہو اور اس نے بشارت نہ دی ہو۔ مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دیں۔

قریش کا یہ حال تھا کہ وہ شدید قحط اور عظیم تنگی میں مبتلا تھے چنانچہ تمام درخت خشک ہو گئے تھے اور تمام جانور نحیف ولاغر ہو گئے تھے پھر حق تعالیٰ نے بارش بھیجی۔ جہان بھر کو سرسبز و شاداب کیا۔ درختوں میں ترو تازگی آئی خوشی و مسرت کی ایسی لہر دوڑی کہ قریش نے اس سال کا نام "سنۃ الفتح والابتہاج" رکھا۔

فائدہ اس سے بڑھ کر دفع قحط کیا ہو گی کہ عالم دنیا میں ابھی قدم بھی نہیں رکھا کہ اتنا بہت بڑی قحط کو دور فرما دیا۔

شب میلاد کا کہنا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے کوائف کتب المیلاد میں مفصل مذکور ہیں اور سب کو یقین ہے کہ اس شب کی برکت سے کیا ہوا۔ نہ صرف اہل دنیا پر کشائش و فتوح کی برسات ہوئی۔ ملک و ملکوت از عرش تا تحت الثری حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے غم و الم سرور و فرحت سے تبدیل ہو گئے۔

خشک اور بے آب و گیاہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ دھرتی اپنے مقدر پر ناز کرنے لگی کہ مجھ پر سائے عرش تشریف لاتے۔ آسمان نے حسرت بھری نگاہوں سے زمین کی طرف دیکھا اور اس کے نصیب پر رشک کرنے لگا۔ کہ محبوب خالق و مالک نے وہاں نزول اجلال فرمایا۔ سوکھے درختوں کی پژمردہ شاخیں ہری ہو گئیں اور ساکنان بطحا جو اس سے پہلے خشک سالی کی وجہ سے بدحال تھے اس سال کی برکت سے خوشحال ہو گئے۔ سرکار کی آمد سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ رنگ و نسل کے بت منہ کے بل گر کر پاش

پاش پاش ہو گئے۔ شہنشاہِ فارس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے، آتشکدہ فارس بجھ گیا اور بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا۔ ہر عالم کی ہر مخلوق درود و سلام کے ترانے گانے لگی۔ آفرینت کے نعرے اور مدحت کے ترانے بلند ہوتے۔ قدسیانِ عرش کی زبان پر نغمۂ تقدیس جاری ہو گیا کہ آج والیِ کون و مکاں تشریف لاتے ہیں۔

حلیمہ کے بھاگ کھلے

دفع القحط کے تفصیلی واقعات حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دورِ رضاعت میں پڑھیے یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں عبد المطلب کے ساتھ گئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خواب راحت میں تھے وہ جمال ستودہ خصال دیکھتے ہی میرے پستان سے دودھ بے اختیار جاری ہوا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا گیا آپ نے آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کے تبسم فرمایا اس تبسم میں ملاحت دیکھی کہ کسی صاحب جمال میں وہ ملاحت دل نشین نہ دیکھی تھی۔ آمنہ نے اس گوہر کو میری گود میں دیا میں اس سراپا خیر و برکت کو آغوش میں لے کر مقام فرودگاہ میں آئی اور صبح کو قافلہ کے ساتھ وطن کی طرف روانہ ہوئی۔

نکتہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسم فرمانا۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کو متنبہ فرما رہا تھا کہ حلیمہ یہ خیال نہ کرنا کہ میں حضور علیہ السلام کو پالوں گی بلکہ یہ تصور کرنا کہ آپ کے صدقے سے میرا سارا کنبہ آپ کی آغوشِ رحمت میں آ کر پلے گا۔

انتباہ: اس سے سمجھ لیجیے کہ انبیاء علیہم السلام پیدائشی عالم

ہوتے ہیں کیونکہ
سے یہ اُمی لقب ہیں پڑھلتے نہیں جاتے۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان

جو کچھ عجائبات معجزات اور غرائب فرماتی ہیں کہ بوقت مراجعت اثناءِ راہ میں واقعات مشاہدہ ہوئے بیان اُس کا اندازہ طاقت بشری سے خارج ہے ازانجملہ ایک یہ ہے میرا دراز گوش چل ہی نہ سکتا تھا یہ ایسا تیز رفتار سُبک خرام ہوا کہ کوئی دراز گوش اُس کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکتا اور واقعہ عجیب تو یہ ہے کہ مکہ سے نکلتے ہی دراز گوش نے نہایت ادب سے کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر تین بار سجدہ کیا اور کہا واللہ میری شان عظیم ہوئی۔ اور زندگی اور قوت ازسرِنو حاصل ہوئی۔ اے زنانِ بنی سعد تم جانتی ہو کہ مجھ پر کون سوار ہے اور میں کس کا مرکب ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا راکب ہے اور جس مقام میں گزر ہوتا۔ اطراف میں ہر طرف سے یہی آواز آتی کہ اے حلیمہ تو غنی اور بزرگترین زنانِ بنی سعد ہوئی۔ کہتی ہیں کہ جس منزل میں اتفاق ٹھہرنے کا ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس زمین کو فوراً سرسبز اور شاداب کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عبد المطلب کی گود میں

کہتے ہیں کہ مکہ میں چند سال پے در پے قحط و عسرت سخت پھیلا۔ کھیتی و دودھ سے سوائے نام کے نشان نہ رہا اور فقر و فاقہ نے بیطاقتی کی انتہا کر دی۔ قریش قریب ہلاکت ہو پہنچے عبد المطلب کی بھتیجی رقیہ کہتی ہیں کہ اتفاق سے میں نے آخری رات میں خواب بلکہ بیداری میں دیکھا کہ ایک ہاتف کہتا ہے کہ اے قریش پیغمبر آخر الزمان کے ظہور

کا زمانہ ہے اگر تم لوگ اس کی پیروی کرو گے تو بارش و فراخی تم کو بہتر نصیب ہو گی۔ فی الحال دیکھو کہ جو کوئی تم میں سے گورا رنگ۔ بلندی مائل کشادہ دراز ابرو اعلیٰ حسب اور فخر و نسب ہے اس سے کہو کہ اپنے فرزند صغیر کو لے کر باہر آئے اور ہر خاندان قریش میں سے ایک شخص غسل کر کے خوشبو لگا کر اس کے پیچھے جاوے اور سات بار طواف کر کے کوہ ابو قبیس پر جا کر اپنے فرزند کو آگے کر کے دعا مانگے اور باقی لوگ آمین کہیں تاکہ اللہ تعالیٰ بارش نصیب کرے رقیہ نے کہا صبح کو میں نے اس واقعہ کی کسی کو اطلاع دی قسم ہے حق حرم کی کہ اس نے فوراً کہا کہ یہ شخص عبدالمطلب ہے اور قوم میں یہ خبر مشہور ہو گئی اور موافق بیان ہاتف کے سب عمل کیا اور عبدالمطلب آنحضرت کو گود میں لیے ہوئے باہر آئے اور آپ کو آگے کر کے بارش کی دعا مانگی واللہ ہم لوگ وہاں حاضر تھے کہ فوراً آسمان ابر سے بھر گیا اور پانی اس شدت سے کہ وادی و تالاب اور جھیلیں بھر گئیں قریش کے صناوید مانند عبداللہ بن جدعان و شہاب بن المغیرہ وغیرہ جو یہ کیفیت مشاہدہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک طلعت سے مانوس ہوئے اور عبدالمطلب سے کہا کہ یہ نعمت عظمیٰ آپ کو مبارک ہو۔ (تفسیر مواہب الرحمن پارہ ۳۰ عمہ الانشراح صـ۹۳۱)

فائدہ یہ بھی دافع القحط کا اعلیٰ نمونہ کہ ابھی اظہار نبوت بھی نہیں بلکہ بچپن کے گود میں رہنے کا دور ہے تب بھی ایسی بے مثال مثال قائم فرمائی کہ نہ پہلے اس کی مثال ملی ہے نہ بعد کو۔ پھر بھی کوئی آپ کو دافع القحط نہیں مانتا۔ وہ اپنی قسمت پر ماتم کرے۔

بیشمار روایات

یہ موضوع اتنا طویل ہے کہ اگر ایسی روایات و مضامین جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو سکتی ہے فقیر ان بیشمار روایات میں سے یہاں ایک روایت عرض کرتا ہے۔

صحیحین و دیگر کتب احادیث میں باسانید کثیرہ یہ مضمون وارد ہے کہ عہد رسالت میں مدینے میں قحط پڑا۔ خطبۂ جمعہ کے موقع پر حضور سے باران رحمت کی دعا کے لیے عرض کیا گیا حضور نے دعا فرمائی اور فوراً ہی باران رحمت شروع ہو گئی اور اس کثرت سے بارش ہوئی کہ اگلے جمعہ کے موقع پر حضور سے عرض کیا گیا کہ اب تو بارش کی وجہ سے لوگوں کے مکان گرنے لگے آپ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور آسمان کی طرف اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھا کر چاروں طرف اشارہ فرمایا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا۔ حضور کے اشارے کے ساتھ بادل پھٹتا گیا اور صاف آسمان گول دائرے کی طرح نظر آنے لگا۔ مدینہ میں بارش رک گئی آس پاس جاری رہی (بخاری جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۰ صفحہ ۱۴۱، ۵۰۶) قحط دفع ہوا اور خشک سالی خوشحالی میں بدل گئی۔

آخری گذارش

فقیر نے آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاء و وباء قحط کے دفع ہونے کا سبب بنایا دافع حقیقی صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال عبدیت کے باعث عون الٰہی کا مظہر اتم و اکمل ہیں۔ اسی اعتبار سے درودِ تاج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دَافِعِ البَلَاءِ

والوَبَاءِ وَالقحطِ والمَرضِ وَالاَلَمِ" کہا گیا جس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔ بلکہ یہ کمال عبدیت کا وہ بلند مقام ہے جس کی تفصیل کتاب و سنت کے مطابق ہے اس کی وضاحت اسی شرح درود تاج کے آخر میں آئے گی (انشاء اللہ)

دافع المرض صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے اذن و عطا سے بیشمار امراض کو دفع فرمایا چند روایات بطور تبرک عرض کر دوں۔

سلیمان بن عمرو بن احوص ازدی اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمی جمار کرتے دیکھا۔ رمی جمار فرما کر حضور آگے بڑھے ایک عورت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی حضور! میرا بیٹا فاتر العقل ہے حضور! اس کے لیے دعا فرمائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا۔ پانی لے آ۔ وہ ایک پتھر کے برتن میں حضور کے پاس پانی لے آئی۔ حضور علیہ السلام نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور اپنا چہرہ انور اس میں دھویا پھر اس میں دعا فرمائی پھر فرمایا یہ پانی لے جا۔ "فَاغسِلِیہِ بِہٖ وَاستَشفِیِ اللہَ عَزَّوَجَلَّ" اس پانی سے اسے غسل دے اور اللہ سے شفاء طلب کر۔ اس حدیث کی روایت کرنے والی صحابیہ سلیمان بن عمرو بن احوص کی والدہ نے اس عورت سے کہا میرے اس بیمار بچے کے لیے اس میں سے تھوڑا سا پانی مجھے بھی دے دے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے اپنی انگلیوں سے تھوڑا سا پانی لے کر اپنے بیمار بیٹے کے بدن پر مل دیا۔ چنانچہ وہ اعلیٰ درجہ کا تندرست ہو گیا۔ فرماتی ہیں۔

اس کے بعد میں نے اس عورت سے پوچھا کہ اس کے بیٹے کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا! وہ بہترین صحت کے ساتھ صحت یاب ہو گیا۔ (مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷۹)

فائدہ :- جنون کتنا اور کیسا موذی مرض ہے یہ ڈاکٹروں اور حکیموں اور طبیبوں سے پوچھیے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست شفاء سے بیمار کو ایسی شفاء بخشی کہ زندگی بھر وہ بیماری مریض کا نام نہ لے سکی۔

قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ

حضرت قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں زخم ہو کر پانی رخسارہ پر سے بہنے لگا آپ نے اس کو اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا تو آپ کے دست مبارک کی برکت سے ان کی آنکھ اچھی ہو گئی بلکہ پہلے سے زیادہ بہتر اور جمال والی ہو گئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین وخصائص وغیرہ)

فائدہ :. یہ اس مرض سے شفا ہے جس سے تمام اطباء حکماء اور ڈاکٹر اظہار عجز کرتے ہیں اس لیے کہ ان سے کالا موتیا نہیں اتر سکتا اور یہاں یہ حال ہے کہ سرے سے چشم خانہ سے آنکھ کا ڈھیلہ ہی جدا ہو گیا گویا بینائی کا کنکشن ہی کٹ گیا لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف شفا بخشی بلکہ چشم خانہ میں ایسا نور بھر دیا کہ پہلے سے کئی گنا زائد ہو گیا۔ حضرت ام عاصمہ، عتبہ بن فرقد صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کہتی ہیں کہ ہم تین عورتیں عتبہ بن فرقد کے پاس تھیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک بہتر سے بہتر خوشبو استعمال

کرتی تھی کہ اس سے دوسری سے بہتر خوشبو آئے لیکن حضرت عتبہ کوئی خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے لیکن عام سادہ سا تیل لگاتے تھے مگر ان سے ہم سب سے بہتر خوشبو آتی تھی۔

ایک روز میں ان سے پوچھنے پر مجبور ہوگئی تو انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک مرتبہ مجھے سارے جسم پر کھجلی کی زبردست تکلیف ہوگئی حتیٰ کہ کوئی دوا کارگر نہ ہوتی میں گھبرایا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ناف سے گھٹنوں تک کپڑے سے ڈھانپ لو اور باقی کپڑے اتار دو میں نے ایسا ہی کیا تو آپ نے اپنی ایک ہتھیلی پر دم کرکے دوسری ہتھیلی پر ملا ثُمَّ اَمَرَّهُمَا عَلٰى ظَهْرِي وَبَطْنِي یعنی پھر دونوں مبارک ہتھیلیاں میری پیٹھ اور میرے پیٹ پر پھیریں جس سے میں اسی وقت ٹھیک ہو گیا: اور آپ کے مبارک ہتھیلیوں کی خوشبو کا اثر اب تک باقی ہے جس سے تم اس ساری فضا کو مہکتا دیکھتی ہو۔ (اسد الغابہ ص ۳۶۵ ج ۳)

فائدہ :۔ کھجلی موذی مرض ہے وہ اسے وہ جانتا ہے جسے اس سے واسطہ پڑتا ہے اور اس کے علاج کے سرد روی کا علم بھی اسی کو ہے یا اطباؤ حکما اور ڈاکٹروں کو۔ لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف مریض کو مرض موذی سے شفا بخشی بلکہ اس کے جسم کو عطر یعنی خوشبو کا کنواں بنادیا اور ایسا کہ اس کی خوشبو کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ خوشبوئے رسول)

دافع الالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالےٰ نے جتنے امراض پیدا فرمائے ظاہری ہوں یا باطنی لفظی ہوں یامعنوی

سب کی شفاء اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں رکھی۔ اس کی تفصیل کے لیے دفاتر درکار ہیں فقیر نے اکثر ایک ضخیم تصنیف "نبوی شفاخانہ (تین جلد) میں جمع کر دیے ہیں۔ درد بھی امراض میں سے ایک ہے لیکن چونکہ یہ جس۔ رگ میں شدت رکھتا ہے اسی لئے اسے امراض کے ذکر بعد خصوصیت سے ذکر فرمایا گویا خصوص بعد العموم کے قبیل سے ہے۔

تلوار کی ضرب

یزید بن ابی عبید فرماتے ہیں۔ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی میں تلوار کی ضرب کا نشان دیکھا۔ اس نشان کے متعلق میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تلوار کی اس ضرب کا نشان ہے جب مجھے خیبر میں لگی تھی یہ ایسی ضرب تھی کہ لوگ کہنے لگے بس سلمہ اب شہید ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں تین مرتبہ پھونکا اس وقت سے اب تک مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

(بخاری ص۶۰۵ ج ۲ مشکوٰۃ ص۵۳۳)

پنڈلی ٹوٹ گئی

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ابو رافع یہودی کو قتل کر کے زینے سے نیچے اتر رہے تھے کہ اچانک گر پڑے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی وہ فرماتے ہیں میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ دیا۔ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا۔

اُبسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِھَا قَطُّ۔

اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا حضور علیہ السلام نے میری پنڈلی پر مبارک ہاتھ پھیر دیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی تکلیف کبھی پہنچی ہی نہ تھی۔

(بخاری ج ۲ ص۵۷۷ البدایہ والنہایہ ص۱۴۰ ج ۴ سنن البیہقی ص۲۲۲ ج ۳)

ہاتھ جھلس گیا

حضرت محمد بن حاطب چھوٹے سے تھے ان کی ماں انہیں حبشہ سے مدینہ کو لا رہی تھی جب مدینہ منورہ تک ایک دو رات کا سفر باقی رہ گیا تو انہوں نے اپنے بچے محمد بن حاطب کے لئے ہانڈی میں کوئی چیز پکائی۔ ہانڈی اتارتے ہوئے ان کے ہاتھ سے چھوٹی اس سے ان کا بیٹا محمد بن حاطب جھلس کر زخمی ہو گیا وہ اسے لیے مدینہ منورہ پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے بچے کا نام محمد بن حاطب رکھا اس کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا برکت کی دعا کی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کے زخمی ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ملا اور یوں دعا کی۔

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ۔ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

یعنی اے لوگوں کے پروردگار اس تکلیف کو دور کر دے۔ شفاء دے تیری ہی شفا ہے ایسی شفا جس سے تکلیف باقی نہ رہے ان کی والدہ اپنے بیٹے سے کہتی ہیں جب وہ بڑے ہوئے فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰی بَرِئَتْ يَدُكَ کہ اس سے پہلے کہ میں تجھے وہاں سے اٹھا کر چلتی تمہارا جھلسا ہوا زخمی ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ (الاستیعاب و البدایہ والنہایہ ص ۱۶۲ ج ۶)

مخالفین کو معلوم ہو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کس مرض سے ثابت ہوا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذات کے کمالات تو بڑی شان ہے آپ کے متعلقات کا بھی یہ ادنیٰ کمال ہے کہ ان سے بھی دفع البلاء والوباء والقحط والمرض۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مسلم شریف میں ایک طویل حدیث وارد ہے جس کے آخری حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عطاء حضرتِ اسماء کے پاس حاضر ہوئے۔ انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جُبّہ نکالا اور فرمایا۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پہنتے تھے اور ہم اس جُبّے کو پانی سے دھو لیتے تھے تاکہ اس کے ذریعے اپنے بیماروں کے لیے شفاء حاصل کریں۔
(مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

اس کی مثالیں بھی احادیث مبارکہ میں بیشمار ہیں فقیر کا رسالہ احسن البرکات فی برکات البرکات"

اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَرْفُوْعٌ مَشْفُوْعٌ مَنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔

شرح اس جملہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ صفات مبارکہ کا ذکرِ خیر ہے۔

اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک لکھا ہوا ہے کہاں ہر جگہ اسے فقیر نے اپنی تصنیف شہد سے میٹھا نام محمد" میں تفصیل سے لکھا ہے چند نمونے عرض ہیں۔

۱۔ خصائص میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو پانی مضطرب ہوا جس پر میں نے لکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اسی نام کی برکت سے پانی کو سکون ملا۔ یاد رہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ملکوت یعنی آسمانوں اور

بہشتوں اور ان کی ہر شے پر لکھا گیا ہے

۲۔ خصائص صغریٰ میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کا اسم گرامی عرش اور ہر آسمان اور جنان بلکہ ملکوت کی ہر شے میں مکتوب ہے۔

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قلم کو فرمایا ما کان وما یکون (گذشتہ اور آئندہ کے کلمات) کو عرش کے سراپردون پر لکھے تو سب سے پہلے لکھا ہے لَا اِلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے دو وجوہ ہو سکتے ہیں۔

۱۔ قلم نے بسم اللہ سے شروع کر کے جملہ واقعات لکھنے کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

۲۔ یہ جملہ امور معہ کلمہ شریف لوح محفوظ پر بھی لکھا اور عرش معلّٰی کے سرا پردون پر بھی

۴۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے شجرہ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ اور بہشت کے باغات کے جملہ درختوں کے پتوں پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھا دیکھا حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا کہ "ومن خصائصہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کتابۃ اسمہ الشریف مع اسم اللّٰہ تعالٰے علی العرش" حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کا اسم گرامی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عرش الٰہی پر لکھا ہوا ہے۔

۵۔ بعض علماء اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ کسی جزیرہ میں ایک بہت بڑا درخت

دیکھا جو نہایت خوشبودار تھا۔ اس کے پتوں پر سرخ جلی قلم سے مکتوب تین سطروں پر مشتمل تھا۔ سطر اوّل پر لا الہ الا اللہ۔ سطر دوم پر محمد رسول اللہ سطر سوم پر ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور یہ قدرت کے قلم نے خود لکھا تھا۔

۶۔ حضرت نور الدین حلبی رحمۃ اللہ نے لکھا کہ ۸۰۹ھ یا ۸۰۷ھ میں انگور کا خوشہ ملا جس پر نہایت صاف اور جلی کالی سیاہی سے لکھا تھا محمد۔

۷۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں بلاد ہند میں گیا تو ایک گاؤں میں ایک درخت دیکھا جس کے سیاہ پتے تھے جب وہ کھلتا تو نہایت خوشبودار ہوتا اور اس پر سفید الفاظ منقش ہوتے جس کی عبارت تھی۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللہ۔

۸۔ حافظ سلفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بلاد ہند میں ایک درخت تھا جس کے پتے سبز تھے اس کے ہر پتے پر اسی میں لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہاں کے لوگ بت پرست تھے انہیں یہ ناگوار ہوا۔ انھوں نے ان درختوں کو کاٹا اس خیال پر کہ یہ نام جائے گا لیکن وہ جیسے تھا ویسے اُگ آتا۔ پھر اُنھوں نے سیسہ پگھلا کر اس جڑوں میں ڈال دیا۔ لیکن پگھلانے کے بعد سیسہ کے گرد چار ٹہنیاں پیدا ہو گئیں جس ٹہنی پر لکھا تھا۔ لَا اِلٰـہَ الا اللہ محمد رسول اللہ (یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوتا) پھر اس درخت کو ہر مرض سے شفا کا وسیلہ بناتے اور اس کو متبرک سمجھتے۔ اس کی ٹہنیوں کو زعفران اور خوشبو سے معطر کر دیا (سیرۃ حلبی ص ۳۵۸ ج ۱)

خزانہ کی حفاظت محمد رسول اللہ کی برکت

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے "وکان کنز لھما" کی تفسیر یوں بتائی گئی کہ سونے

کی کندی تھی۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ سنگ مرمر کی تھی اس پر یہ عبارت مرقوم تھی۔

عجبًا لمن ایقن بالموت یفرح عجبًا لمن ایقن بالحساب کیف یغفل عجبًا لمن ایقن بالقضا کیف یحزن عجبًا لمن یری الدنیا و تقلبها کیف یطمئن الیها لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ط

ترجمہ :۔ اس پر تعجب ہے جو موت کے یقین کے باوجود اترایا ہے اور اس پر تعجب ہے کہ حساب پر یقین کے باوجود غفلت کے نشہ میں ہے اور تعجب ہے اس پر جو اللہ پر یقین کرتا ہے پھر بھی محزون ہے اور تعجب ہے اس پر دنیا اور اس کے انقلاب یعنی فنائیت کو مانتا ہے اور اس کے باوجود اس پر مطمئن ہے آخر میں ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰی سے حکم ہوا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمت کو حکم سنا دو کہ جو بھی ان کے زمانہ اقدس کو پائے اس پر فرض ہے کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ بہشت کو اور جب میں نے عرش کو پیدا فرمایا۔ تو وہ اس وقت پانی پر تھا اس سے وہ لرزتا تھا مگر جب میں نے اس پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھ تو وہ قرار میں آگیا (حاکم۔ خصائص کبریٰ ص۷)

۱۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب الاحبار سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے سے متعلق ہوں کعب الاحبار نے کہا اے امیر المومنین میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

ایک پتھر دیکھا جس پر چار سطریں لکھی تھیں پہلی سطر پر لکھا تھا۔ لا الٰہ الا انا فاعبدنی دوسری سطر پر لکھا تھا انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا محمد رسولی طوبیٰ لمن آمین بہ وا بتعہ۔ تیسری سطر پر لکھا تھا۔ انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا الحرم لی والکعبۃ بیتی من دخل بیتی امن من عذابی۔ چوتھی پر واللّٰہ اعلم۔

معجزۂ نبی وکرامت صدیق

تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کے ماتحت ایک روایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس پر کسی نقاش سے لا الہ الا اللہ لکھوا دو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس لے گئے فرمایا کہ اس پر لکھ دے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ نقاش نے یہی لکھ دیا جب۔ انگوٹھی بارگاہ رسالت میں پیش ہوئی تو اس پر لکھا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوبکر صدیق۔ ارشاد فرمایا یہ زیادتی کیسی۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا تھا میں نے چاہا کہ رب کے اور آپ کے نام میں جدائی نہ ہو جائے یعنی رب کا ذکر ہو اور آپ کا ذکر نہ ہو لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا۔ یہ عرض معروض ہو رہی تھی کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صدیق کا نام میں نے لکھا کیونکہ صدیق اس سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے علیحدہ ہو تو خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ سے علیحدہ ہو۔ خدائے پاک توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کا ذکر اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے ساتھ کیا کریں۔

(ف) اس روایت میں جیسے حضور نبی پاک کی فضیلت اور آپ کا معجزہ

ظاہر ہوا ایسے ہی آپ کے پیارے اور محبوب خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت و کرامت کا بھی اظہار ہوا۔

معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکایت ابوجہل

ابوجہل نے ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ اس پتھر میں سے جو میرے گھر میں لگا ہوا ہے ایک خوبصورت مور نکال دیں تو میں آپ پر ایمان لاؤں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا مانگی ابھی آپ دست بدعا ہی تھے کہ اُس پتھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے حاملہ عورت نکلتی ہے جب کہ بچہ جنتی ہے پھر اُس پتھر سے ایک مور نکلا جس کا سینہ سونے اور زمرد کا تھا اُس کے دونوں بازو یاقوت اور پاؤں جواہر کے تھے مگر جب ابوجہل نے آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو جھٹ پلٹ گیا اور ایمان سے منہ موڑا۔ ایک دن اُس مردود نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ محمد! آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین۔ آپ نے فرمایا آسمان۔ پھر لعین بولا کہ آپ کا رب زیادہ قوت رکھتا ہے یا پتھر۔ فرمایا میرے رب تعالےٰ کی قدرت بہت بڑی ہے۔ کہا تو اپنے رب سے کہیے کہ اس پتھر سے ایک ایسا پرندہ نکالے جس کے منہ میں کاغذ ہو اور اس میں آپ کی شہادت صاف لکھی ہوئی ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو میں آپ کی تصدیق کروں گا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام اترے اور حضور علیہ السلام سے کہا کہ آپ پتھر کی طرف انگلی کیجیے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ پتھر پھٹا اور اُس میں سے ایک خوبصورت پرندہ نکلا جس کے منہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا اُس پر لکھا ہوا تھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُمّۃ مذنبۃ و رب غفور

یعنی کوئی معبود پرستش کے قابل نہیں سوائے اللہ کے اور محمد خدا کے سچے رسول ہیں امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہے۔ اس پر مردود ابو جہل نے کہا محمد! تو فرعون کے جادوگروں سے بھی بڑھ کر ہے۔ (معاذ اللہ) حضور نے فرمایا فرعون کے مارے جانے سے بدتر حالت میں مارا جائے گا۔ چنانچہ جب بدر کا واقعہ پیش آیا تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا بدر کا میدان فرعون کے دریا جیسا ہے کیونکہ فرعون اور اس کی بدنصیب قوم پانی میں ڈوب گئی تھی (نزہتہ المجالس صفحہ ۲۶)

اسمہ مرفوع حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک بلند اور رفیع القدر ہے یہ وہی مضمون ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ ورفعنا لک ذکرک اے محبوب ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا اگرچہ یہ صفت پہلے جملہ جیسی ہے لیکن وہاں کتابت کا بیان تھا یہاں رفعت کا ذکر ہے اور وہ یہی ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے وہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کہاں کہاں ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ط

ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس آیت کے مطابق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی بھی ہر شے میں مذکور ہے اس لیے کہ احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ساتھ ہوگا۔

قاعدہ اسے ایک قاعدہ کے ذریعہ سے سمجھیں حروف ابجد میں

کے لحاظ سے ہم اس پاک نام کو اس طرح لکھیں گے۔ م۔ ح۔ م۔ د۔
یہ ترکیب مکتوبی کہلاتی ہے۔ ترکیب مکتوبی کو ترکیب ملفوظی میں اس طرح لکھا جائے گا۔ میم۔ حا۔ میم۔ دال۔ اس ترکیب کا پہلا حرف بنیات کہلاتے ہیں ابجد قمری کے لحاظ سے بنیات کی قیمت جمع کی جائے تو وہ ۱۳۲ بنتی ہے ملاحظہ ہو۔

یم/۵۰ + ا/۱ + یم/۵۰ + ال/۳۱ = ۱۳۲ اس حاصل قیمت ۱۳۲ کے عدد کو حروف میں بدل لیئے ق/۱۰۰ + ل/۳۰ + ب/۲ = لفظ "قلب" اس امر کی نشاندہی کر رہا ہے کہ نام نامی اسم گرامی "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کائنات کا "قلب" ہے اور قلب ہے تو کائنات ہے۔ قلب نہیں تو کائنات نہیں۔ قلب منبع حیات ہے جس طرح انسانی زندگی میں جسم قلب کا محتاج ہے اسی طرح کل کائنات اپنے قلب یعنی باعث تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محتاج ہے جس کی مزید ترجمانی اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

؎ ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں۔

بابا نانک سکھوں کے بابا نانک نے مذکورہ حقیقت کو یوں الفاظ میں تسلیم و بیان کیا۔

؎ نام لیو جس اچھر کا چوگنا کر لیو یار
دو ملا کر پنج گن کر یو بیسو دیو اڈار
حاصل کر نو گن کر کے دو دیو ملا
اس بدھی سے نانکا محمد نام لیو بنا

یعنی کائنات کی کسی بھی شے کے ابجد عدد نکال کر چار گنا کر کے اس میں دو جمع کریں اور پانچ گنا کر کے بیس سے تقسیم کریں باقی جو بچے اس کو نو گنا کر کے دو جمع کریں اس طرح حاصل ۹۲ آئے گا جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عدد ہیں مثلاً "لاہور" ہے ل۳۰ + ا۱ + ہ۵ + و۶ + ر۲۰۰ = ۲۴۲ چار گنے کئے ۴×۲۴۲ = ۹۶۸ دو جمع کیئے = ۹۷۰ پانچ گنے کئے ۹۷۰×۵ = ۴۸۵۰ بیس سے تقسیم کیا باقی ۱۰، نو گنا کیا ۹×۱۰ = ۹۰ دو ملائے ۹۰+۲ = ۹۲ "محمد" کے عدد ۹۲ ہیں۔ مزید اس کی تشریحات و عجائبات فقیر کی تصنیف "شہد سے میٹھا محمد نام" میں دیکھیئے۔

اسمہ مشفوعٌ اس جملہ میں مخالفین نے اپنے دل کی خوب بھڑاس نکالی ہے ان کے سرغنہ جعفر پھلواری ہے وہ فاران اور ہفت روزہ اہل حدیث لاہور اور پھر اپنے پمفلٹ میں لکھا کہ

عربی میں مَشفوعٌ اسے کہتے ہیں جو مجنون ہو یا اسے نظر بد لگی ہو یا وہ جو طاق سے جفت کیا گیا ہو اور یہ سارے معنی یہاں بے محل ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ مُشفوعٌ لہٗ ہو لیکن یہ معنی لینا بھی صحیح نہیں آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شَافِعٌ ہیں شَفِیعٌ ہیں اور مُشَفَّعٌ ہیں یعنی شفاعت کرنے والے مقبول الشفاعۃ ہیں مشفوع لہ نہیں نعوذ باللہ، آنحضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی کون شفاعت کر سکتا ہے۔

ردِ جعفر اس جعفر شاہ کا رد غزالی زمان محدث ملتان حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

یہ انہی کا حق ہے میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا کیا رد ہو سکتا ہے فقیر ان کی تقریر دل پذیر لکھ کر پھر اپنی طرف سے کچھ عرض کرے گا۔

تقریر دلپذیر غزالی زمان قدس سرہ

پھلواروی صاحب کا یہ اعتراض پڑھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

سہ ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیئے۔ انہوں نے لفظ "مَشْفُوع" سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک کے معنی سمجھ لیے حالانکہ درود تاج میں ذات مقدسہ کے لیے نہیں بلکہ لفظ "مشفوع" حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسم مبارک کے لیے استعمال ہوا ہے ذات مقدسہ یقیناً مَشْفُوعٌ لَّہٗ نہیں نہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نظر بد لگے ہوئے ہیں نہ ذات مقدسہ کے حق میں مجنوں کا تصور کیا جا سکتا ہے جب یہ معانی یہاں متصور ہی نہیں تو پھر ان کے ذکر کی یہاں کیا ضرورت پیش آئی! صاحب درود تاج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مقدسہ کو نہیں بلکہ اسم مبارک کو "مشفوع" کہا ہے جو اَلشَّفْعُ سے ماخوذ ہے۔ اَلشَّفْعُ کے معنی ہیں کسی چیز کی طرف سے اس کی مثل کو ملانا اور طاق کو جفت کرنا قرآن پاک کی سورہ والفجر میں ہے۔

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (پ ۳۰) قسم ہے جفت کی اور قسم ہے طاق کی۔

المنجد میں شَفَعَ شَفْعًا کے تحت مرقوم ہے اَلشَّیْءَ صَیَّرَہٗ شَفْعًا اَیْ زَوْجًا بِاَنْ یُّضِیْفَ اِلَیْہِ مِثْلَہٗ۔ انتہیٰ۔ (المنجد ص: ۳۹۵ طبع بیروت) یعنی شَفَعَ الشَّیْءَ کے معنی ہیں اس نے شے کو شفع یعنی جفت کر دیا بایں طور کہ ایک شے کی طرف اس کی مثل کو ملا دیا۔

اسی طرح اقرب الموارد میں ہے۔ شَفَعَ ...... شَفْعًا صَیَّرَہٗ شَفْعًا اَیْ زَوْجًا اَیْ اَضَافَ اِلَی الْوَاحِدِ ثَانِیًا ...... یُقَالُ کَانَ وَتْرًا فَشَفَعَہٗ بِاٰخَرَ اَیْ قَرَنَہٗ بِہٖ۔ انتہیٰ (اقرب الموارد جلد اص ۵۹۹) یعنی شَفَعَ

شَفَعًا کے معنی ہیں اس نے کسی چیز کو شفع کر دیا۔ یعنی اسے جفت بنا دیا۔ یعنی ایک کی طرف دوسرے کو ملا دیا۔ اہل عرب کا مقولہ ہے کہ وہ طاق تھا اس نے دوسرے کو اس کے ساتھ ملا کر اسے جفت کر دیا یعنی ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا دیا۔

نیز "تاج العروس" میں ہے۔ اَلشَّفْعُ خِلَافُ الْوِتْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ تَقُوْلُ كَانَ وَتْرًا فَشَفَعْتُهُ شَفْعًا وَ شَفَعَ الْوِتْرَ مِنَ الْعَدَدِ شَفْعًا صَيَّرَهُ زَوْجًا۔ یعنی شفع، وتر کے خلاف ہے اور شفع جفت کو کہتے ہیں اہل عرب کا قول ہے کہ وہ طاق تھا میں نے اسے جفت کر دیا اور اس نے طاق عدد کو جفت بنا دیا (تاج العروس) جلد ۵، ص ۳۹۹)

درود تاج میں لفظ مَشْفُوْعٌ اَلشَّفْعُ سے ماخوذ ہے اور اَلشَّفْعُ متعدی ہے اس کا اسم مفعول مَشْفُوْعٌ ہے جو مَقْرُوْن اور جفت کے معنیٰ میں ہے اور اِسْمُهُ مَشْفُوْعٌ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ میں اذان میں تکبیر میں اپنے اسم مبارک کے ساتھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نام ملایا۔ یہ مقرون کے معنیٰ ہیں اور اذان واقامت میں اسے وتر یعنی طاق نہیں رکھا گیا بلکہ اسے جفت بنا دیا۔ مؤذن اور مکبّر اذان و تکبیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ایک بار نہیں بلکہ دو بار پکارتا ہے اور یہی طاق کو جفت بنانا ہے۔

اسم الٰہی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا متصل ہونا اور اذان و تکبیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا دو بار پکارنا اِسْمُهُ مَشْفُوْعٌ کے معنیٰ ہیں اور یہ بالکل واضح برمحل اور مناسب ہیں۔ انہیں نامناسب اور بے محل قرار دینا کج فہمی اور نادانی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ امام قسطلانی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے ضمن میں ارقام فرمایا اَلْمُشَفَّعُ اَلْمَشْفُوْعُ " (مواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۱۴ طبع بیروت) یعنی مُشَفَّعُ اور مَشْفُوْعٌ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نام ہیں جس کے بعد صاحب درود تاج کی عبارت قطعاً بے غبار ہوگئی اور پھلواروی صاحب کی لاعلمی بھی بے نقاب ہوکر سامنے آگئی ہے۔

پھلواروی صاحب کی ایک علمی خیانت

پھلواروی صاحب یہ تو کہہ گئے کہ مَشْفُوْعٌ کے معنٰی مجنوں بھی ہیں جیسا کہ المنجد میں ہے مگر اس حقیقت کو چھپا گئے کہ اس معنٰی کا ماخذ اَلشَّفْعُ نہیں علماء لغت میں سے کسی نے آج تک اَلشَّفْعُ کے تحت مَشْفُوْعٌ کے معنٰی مجنوں نہیں لکھے بلکہ اَلشَّفْعَۃُ کے مادہ پر کلام کرتے ہوئے اہل لغت نے لکھا ہے کہ اس لفظ اَلشَّفْعَۃُ کے شرعی معنٰی کے علاوہ ایک معنٰی جنون بھی ہیں دیکھئے اقرب الموارد میں ہے اَلشَّفْعَۃُ اَیْضاً اَلْجُنُوْنُ یعنی لفظ شفعہ کے معنٰی جنون بھی ہیں (جلد ا صفحہ ۵۹۹)

اور المنجد میں ہے اَلشَّفْعَۃُ جمعہا شُفَعٌ" اَلْجُنُوْنُ یعنی لفظ شفعہ کی جمع شُفَعٌ ہے اور اس کے معنی جنون بھی ہیں۔

لسان العرب میں اَلشَّفْعَۃُ کے تحت مرقوم ہے وَ یقال لِلْمَجْنُوْنِ مَشْفُوْعٌ وَ مَسْفُوْعٌ (بالسِّین المُہْمَلَۃِ) لسان العرب جلد ۸ ص ۱۸۴)

قاموس میں اَلشَّفْعَۃُ کے تحت لکھا ہے اَلشَّفْعَۃُ اَیْضاً اَلْجُنُوْنُ۔

اور اسی کے تحت ارقام فرمایا۔ اَلْمَشْفُوْعُ اَلْمَجْنُوْنُ (قاموس جلد ۳ ص ۴۶)

ان عبارات سے واضح ہوگیا ہے کہ لفظ مَشْفُوعٌ بمعنے مجنون کا ماخذ شَفَعٌ نہیں بلکہ وہ لفظ اَلشَّفعَۃُ ہے جو جنون کے معنیٰ میں آتا ہے درود تاج کے لفظ مَشْفُوعٌ کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں جو لوگ اسے مجنون کے معنیٰ پر حمل کرتے ہیں وہ خود مبتلائے جنون ہیں۔ ایسے لوگوں نے اَلشَّفعُ اور اَلشُّفعَۃُ کے فرق کو بھی نہیں سمجھا پھر درود تاج کے سیاق میں اس امر کو بھی نظر انداز کر دیا کہ اس کا سوق کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف اور مدح و ثناء پر مشتمل ہے جس میں مجنون کے معنے کا تصور مجنون کے سوا کوئی عاقل نہیں کر سکتا۔

لفظ مشفوع کلام علماء میں

صرف یہ نہیں بلکہ پھلواروی صاحب کے حاشیہ برداروں کا دعویٰ ہے کہ مَشْفُوعٌ کا لفظ مجنون کے سوا اور کسی معنے میں کسی نے استعمال نہیں کیا حالانکہ ان کا یہ قول خود پھلواروی صاحب کے قول کی تکذیب کے مترادف ہے کیونکہ وہ تسلیم فرما چکے ہیں کہ طاق سے جفت کیا ہوا بھی مَشْفُوعٌ کے معنے ہیں تاہم مزید وضاحت کے لیے ہم بتانا چاہتے ہیں کہ لفظ مَشْفُوعٌ مقرون کے معنی میں مستعمل ہوا ہے دیکھیے آیت کریمہ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ کے تحت روح المعانی میں گیارہویں پارے کے صاا پر مرقوم ہے۔

وَلَعَلَّ تَكْرِيرَ عَذَابِهِمْ لِمَا فِيهِمْ مِنَ الْكُفْرِ الْمَشْفُوعِ بِالنِّفَاقِ۔ یعنی منافقین کے عذاب کے مکرر ہونے کی وجہ شاید یہ ہے کہ ان کا کفران کے نفاق کے ساتھ مقرون ہے۔

یہاں مَشْفُوعٌ مقرون کے معنے میں ہے اسے مجنون کے معنے پر

وہی سمجھے گا جو خود مجنون ہوگا یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کہہ دے کہ حق شفعہ جنون کے سوا کچھ نہیں اور جب اس سے پوچھا جائے تو لغت کی کتاب کا حوالہ دے دے کہ یہاں شفعہ کے معنے جنون لکھے ہیں کیا کسی عاقل کے نزدیک یہ بات قابل قبول ہو سکتی ہے ناظرین نے دیکھ لیا کہ پھلواروی جب کہ درود تاج کے جملے کے ایک جز کو بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

علامہ حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ

موصوف سیدنا محدث اعظم علامہ محمد سردار احمد صاحب لائلپوری (فیصل آباد) قدس سرہ کے خلیفہ اور ارشد تلامذہ میں سے تھے فقیر کے ہمدرس بہت بڑے محقق اور بہترین مدرس تھے انہوں نے جعفر پھلواری کے اعتراضات کے بروقت اور نقد جوابات لکھے۔ اگرچہ وہ مختصر لکھنے کے عادی تھے لیکن ایسے محققانہ جوابات لکھے کہ جعفر پھلواروی اس وقت زندہ موجود تھا نہ اسے جواب الجواب کی ہمت ہوئی اور نہ اس کے حواریوں کو اور حضرت غزالی زماں قدس سرہ نے بڑے عرصہ کے بعد رد لکھا اس وقت وہ نامعلوم زندہ تھا یا مر گیا لیکن الحمد للہ ایسے جوابات لکھے کہ نہ صرف رواں صدی میں دیوبندیوں وہابیوں اور جعفر کے حواریوں مودودیوں کو اس کے جواب الجواب کی ہمت ہوئی اور نہ رہتی دنیا تک انشاء اللہ تعالیٰ کوئی اس کا کوئی جواب لکھ سکتا ہے۔

تقریر دلپذیر علامہ حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ

لفظ مشفوع اسم مفعول ہے شَفَعَ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بقول

امام راغب ضم الشیٔ الی مثلہ" کے ہیں یعنی ایک چیز کو اس جیسی دوسری چیز سے ملانا (مفردات ص۲۶۴) چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم شریف کو اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے ساتھ جگہ جگہ خصوصاً کلمہ طیبہ کلمہ شہادت میں مضموم ومقرون کر دیا گیا ہے یعنی ملا دیا گیا ہے بنابریں درود تاج شریف میں آپ کے اسم پاک کے مشفوع بمعنی مضموم ومقرون کیا گیا ہے

• سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صاحبزادے کو وصیت فرمائی کہ کُلَّمَا ذَکَرْتَ اللّٰہَ فَاذْکُرْ اِلٰی جَنْبِہٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے نام کا وظیفہ کرے اس کے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کا وظیفہ بھی کر۔ کیونکہ میں نے آپ کا نام عرش پر جنت میں آسمانوں میں جگہ جگہ مکتوب (اور) نام خدا کے ساتھ مقرون پایا (فتاوی حدیثیہ ص۱۵۲) ۔

• خصائص کبریٰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے عرش کو پیدا کیا تو وہ مضطرب تھا۔ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَسَکَنَ تو میں نے اس پر اپنی الوہیت کے ذکر کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ذکر کے ساتھ مقرون کر کے لکھا تو عرش کو سکون ملا اور دونوں ناموں کی مقارنت کے سبب اس کا اضطراب جاتا رہا (سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص۲۱۱)

• سیدنا حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

وَضَمَّ الْاِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اسْمِہٖ
اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ

وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ۔
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

جب مؤذن اذان میں پانچوں وقت "اَشْہَدُ" پڑھتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ نام اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ مضموم فرمایا ہوا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کی عظمت شان بڑھانے کے لیے اسے اپنے ہی نام سے ماخوذ فرمایا کیونکہ رب عرش کا نام "محمود" ہے اور آپ کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی دونوں کا ماخذ اشتقاق حمد ہے (جواہر البحار ص ۵۳ ج ۳)
(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ

دو بہت بڑے محققین کی تحقیق کے بعد فقیر کا کچھ لکھنا اگرچہ ناموزوں سا ہے لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ لکھنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا (انشاء اللہ)

وہ وجوہ جن سے جعفر پھلواروی جیسے اصفیاء و اولیاء کے وظائف و اوراد پر اعتراض کرتے ہیں چند ایک ہیں جنہیں فقیر معرض تحریر لاتا ہے۔

اصفیاء و اولیاء دشمنی

سب کو معلوم ہے کہ جعفر جیسے لوگ صوفیہ دشمنی میں ان کے صحیح اور جائز امور کو غلط اور ناجائز کے عادی ہیں اسی لیے درود تاج شریف میں اغلاط کے نہ ہونے کے باوجود نت نئے اغلاط گھڑتے رہتے ہیں۔

۲۔ اولیاء و اصفیاء دشمنی نہ بھی ہو تب بھی لبسا اوقات انسان بزعم خویش خود کو صحیح اور دوسرے صحیح کو غلط کہتا ہے اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ٥ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ٥ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْآ اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ط اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (پ ۱ البقرہ ۱۱/۱۲)

ترجمہ :۔ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو۔ تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے! وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔ اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے! وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

فائدہ ان آیات میں منافقین کی ان دو برائیوں کا ذکر ہے کہ جنہیں وہ خود اپنے لیے اچھی سمجھتے تھے حالانکہ درحقیقت وہ سراسر غلط ہیں۔

۲۔ ایک لفظ کے مختلف معانی ہوتے ہیں جن میں سے مخالف ان میں سے اس معنی کا انتخاب کرتا ہے جس سے وہ اپنے مخالف کی توہین کر سکے۔

مثلاً اسم جعفر کے چار معانی ہیں چنانچہ عربی کا ایک معمہ مشہور ہے۔

رائیت جعفر اعلیٰ جعفر فی جعفر یاء کل جعفر

ترجمہ :۔ میں نے جعفر کو جعفر میں جعفر پہ جعفر کھاتے دیکھا۔ اس معمہ میں جعفر کے چار معانی ہیں جسے ایک فارسی شاعر نے یوں ادا کیا۔

ع جعفر آمد بمعنے چہار ۔ خربوزہ وجوئے و نام مرد حمار

ترجمہ :۔ جعفر چار معنی میں آیا ہے۔ ۱۔ خربوزہ (۲) نہر۔ (۳) ایک آدمی کا نام (۴) گدھا۔ اگر کسی کو جعفر صاحب سے بغض ہو اور وہ لوگوں میں مشہور

کردے کہ جعفر صاحب گدھا ہیں اس لیے کہ جعفر بھی گدھا ہے جیسے شیعوں کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بغض ہے تو کہتے ہیں کہ معاویہ ایک قبیح شخصیت ہے کچھ یہی کیفیت جعفر پھلواروی جیسوں کو پیش آئی کہ انہیں مشفوع یعنی دیوانہ تو نظر آیا لیکن مقرون کے معنی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا صرف اس لیے کہ اس طرح سے صاحب درود تاج کی بدنامی ہوگی لیکن انہیں کیا خبر کہ الٹا اولیاء کے دشمن ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔

۴. بعض الفاظ کے دو اشتقاق ہوتے ہیں کہ ان میں ایک مادہ کا معنی کچھ اور ہوتا ہے تو دوسرے مادہ کا معنی کچھ اور مثلاً استحیاء، حیاءٌ بھی اس کا مادہ ہے اور حیٰوۃ بھی اور دونوں قرآن مجید میں مستعمل ہیں حیاء کا ذکر ان اللہ لا یستحی میں ہے اور حیٰوۃ کا یستحیون نساءکم۔ اسی قاعدہ سے بے خبری کی وجہ سے قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل بن بیٹھا اور استدلال کیا کہ متوفیک سے حالانکہ متوفی کا مادہ وفات بھی اور وفاء بھی۔ ہم نے وفا کا معنی لیا اور اس نے اپنے گندے عقیدہ کو مضبوط کرنے کے لیے وفاۃ لے لیا کچھ یہی کیفیت جعفر پھلواری کی ہے کہ مشفوع کو الشفعۃ سے لے کر شور مچا دیا اس کے مزید اور وجوہ بھی بیان کئے جا سکتے ہیں کتاب کو طوالت سے بچاتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ازالہ وہم | جیسے جعفر پھلواری جیسے درود تاج یا اس طرح دیگر اوراد اور دوسرے معمولات صوفیہ کرام کو خطاء وغلط بتا رہے ہیں ممکن ہے وہ خود غلط اور سخت خطاء میں مبتلا ہوں اس لیے بسا اوقات دوسرے کو خطاوار سمجھنے والا خود غلطی اور خطاوار ہوتا ہے مثلاً ابلیس نے خود کو انا خیر منہ کہہ کر خلقتنی من نار وخلقتہ من طین میں دلیل پیش کی۔

سب کو معلوم ہے کہ وہ اس ظن فاسد کی وجہ سے سخت غلطی پر تھا اس لیے ملعون و مردود ٹھہرا۔ اسی طرح منافقین کی دو آیات لا تفسدوا اور آمنوا" اسی مضمون کے شروع میں لکھی ہیں وہ اپنے فساد کو اصلاح اور ایمان نہ لانے کو بہتری سمجھتے تھے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ ان کا ایسا سمجھنا سراسر غلط اور خطا ہی خطا تھی ایسے ہی حدیث شریف کا مندرجہ ذیل واقعہ ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔

حدیبیہ میں جن شرائط پر صلح ہوئی مسلمان ان پر راضی نہ تھے بالخصوص سہیل بن عمرو کی یہ شرط کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہمارا کوئی آدمی خواہ مسلمان ہو کر آپ کے پاس پہونچے آپ اسے ضرور ہماری طرف واپس کر دیں گے جس پر صحابہ کرام نے کہا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کَیْفَ یُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا۔ سبحان اللہ! جو مسلمان ہو کر آیا وہ مشرکین کی طرف کیسے لوٹا یا جائے گا (صحیح بخاری جلد اول ص ۳۸۰ طبع اصح المطابع کراچی) یہ شرط مسلمانوں کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور ناپسندیدہ تھی بخاری میں ہے۔

فَکَرِہَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذٰلِکَ وَامْتَعَضُوْا مِنْہُ۔

مسلمانوں نے اس شرط کو نہایت ناپسند کیا اور اس سے غضب ناک ہوئے (صحیح بخاری جلد اول ص ۳۷۴)

سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل مسلمان ہو کر لوہے میں جکڑے ہوئے بیڑیاں پہنے ہوئے، بڑی مشقت و تکلیف کی حالت میں مکہ سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس حدیبیہ پہونچے تھے اور ایمان کی خاطر انہوں نے مشرکین کی سخت ایذائیں برداشت کی تھیں مگر اس شرط کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں بھی واپس جانے کا حکم دیا ابو جندل اس

دقت آہ و زاری کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ مجھے اس حال میں مشرکین کی طرف واپس کیا جا رہا ہے حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہیں کیسے شدائد میں مبتلا ہوں (بخاری جلد ا صـ ۳۸۰) حضرت عمر جیسے صائب الرائے انسان کی نظر میں بھی مسلمانوں کے حق میں وہ شرائط انتہائی ذلت کا موجب تھیں انہوں نے کہا فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِی دِیْنِنَا۔ جب ہم حق پر ہیں تو اپنے دین میں کیوں پست ہوں۔ (صحیح بخاری جلد اوّل صـ ۳۸۰) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان شرائط کو مان لیا تو سہل بن حُنیف جیسے عظیم وجلیل صحابی نے کہا۔ لَوْ اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُہٗ "اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو رد کرنے کی طاقت رکھتا تو ضرور اسے رد کر دیتا"، لیکن جب نتائج سامنے آئے تو انہیں کہنا پڑا۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں (بخاری جلد ا صـ ۴۵۱، جلد ۲ صـ ۶۰۲) اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا۔ ثابت ہوا کہ کسی چیز کو خطا سمجھنے سے لازم نہیں آتا کہ وہ فی الواقع بھی خطا ہو رسالہ زیرِ نظر میں پھلواروی صاحب نے جن چیزوں کو غلطی قرار دیا وہ دراصل ان کے اپنے ذہن کی غلطی ہے۔ اگر ایک بھینگے کو ایک کے دو اور دو کے چار دکھائی دیں تو یہ اس کی اپنی نظر کی غلطی ہوگی اسی طرح اگر کوئی یک چشم دو طرفہ بازار میں سے گزرنے کے باوجود یہ کہے کہ شہر تو خوبصورت ہے مگر بازار ایک ہی طرف ہے تو اس سے یہی کہا جائے گا کہ بازار تو دونوں طرف ہے تیرا ہی ایک بازار بند ہے پھلواروی صاحب کو درود تاج میں جو غلطیاں نظر

آئیں۔ وہ ان کی اپنی ناسمجھی کا شاہکار ہیں۔ درود تاج ان اغلاط سے پاک ہے (تقریر علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع اضافہ و تلخیص)

مشفوع قرآن و احادیث کی روشنی میں

قدسی حدیث شریف

رب تعالےٰ نے فرمایا۔

مَا اَعْطَیْتُكَ خَیْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَعْطَیْتُكَ الْكَوْثَرَ وَجَعَلْتُ اِسْمَكَ مَعَ اِسْمِیْ یُنَادٰی بِهٖ فِیْ جَوْفِ السَّمَآءِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَخَبَاْتُ شَفَاعَتَكَ وَلَمْ اَخْبَاْهَا النَّبِیْ غَیْرَكَ۔

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

آیت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ مشفوعٌ کے معنی مقرون کی بہترین مؤید ہے۔

احادیث مبارکہ سے آیۂ مذکورہ

۱۔ امام ابو نعیم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبریل امین سے اس آیت کے متعلق استفسار فرمایا کہ اللہ نے میرا ذکر کیسے بلند فرمایا۔ جبریل امین نے عرض کی۔

اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر

کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ (خصائص ج ۲ ص ۱۹۶)

فائدہ | ثابت ہوا کہ جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ بھی ہے ذکر خدا ذکر مصطفیٰ کے بغیر بیکار ہے حضور کا ذکر عین ذکر الٰہی ہے اگر کوئی ذکر الوہیت کیساتھ اقرار رسالت نہ کرے تو کافر ہے۔

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلَیْسَ خَطِیْبٌ وَّلَا مُتَشَہِّدٌ وَّلَا صَاحِبُ صَلٰوۃٍ اِلَّا وَھُوَ یُنَادِیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (خصائص ج ۲ ص ۱۹۶)

اللہ عزوجل نے حضور کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہے کوئی خطیب کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت الوہیت کے ساتھ شہادت رسالت ادا نہ کرے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذاں میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمدؐ

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل نے آکر عرض کی کہ رب جل وعز فرماتا ہے قربت اسمك مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی یعنی ہم نے آپ کے نام نامی کو اپنے نام سے ملایا پس نہ ذکر کئے جائیں گے ہم کسی جگہ یہاں تک کہ آپ ہمارے ساتھ ذکر کئے جائیں چنانچہ یہی دونوں جہاں میں معمول فرمایا گیا کہ جہاں اللہ کا نام ہے وہاں اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جہاں اللہ تعالٰی

کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کے پیارے حبیب کا ذکر ہوتا ہے کوئی کلمہ گو کوئی مصلّی کوئی مشہد کوئی موذن وخطیب ایسا نہیں جو اللہ کے نام اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کا ذکر کرتا ہو پنج وقتہ اذان واقامت نماز وکلمہ طیبہ وکلمہ شہادت وخطبہ وغیرہ اشیاء میں سوائے تین مقام عطسہ و ذبیحہ وآخر اذان کے سب جگہ برابر اللہ کے نام کے ساتھ حضور کا نام پکارا جاتا ہے اور اللہ کے ذکر کے ہمراہ حضور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ع خطبوں میں نمازوں میں اقامت میں اذاں میں
ہے نام سے اللہ کے ملا نام محمد

تمام آسمانوں حتیٰ کہ عرش معلے اور تمام جنتیں اور ان کی اشیاء حور وغلمان اشجار واثمار درو دیوار سب پر حضور کا نام نامی واسم گرامی منقوش وکندہ ہے۔ گویا یہ دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب اشیاء ملک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ہیں اور حضور سب کے مالک ومختار ہیں۔ بزار ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب میں آسمان پر بلایا گیا تو میں کسی آسمان پر نہ گزرا مگر اس پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منقوش پایا۔ طبرانی وغیرہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی کہ میری خطا کو صدقہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بخش دے فرمایا تو نے محمد کو کیسے پہچانا عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی تو میں نے سر اٹھایا۔ فرایت علے قوائم العرش وفی روایۃ فی کل موضع من الجنۃ مکتوبا لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللّٰہ فعلمت انہ کرم خلقک علیک۔

تو عرش کے پایوں پر اور جنت کے ہر گوشہ پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا پایا پس جان لیا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے

مُنقوشٌ فِی اللوح

اس صفت کے خلاف کسی منکر کی زبان اور قلم نے جنبش نہیں کی اگرچہ یہ بھی ان کے اصول و عقائد کے خلاف ہے لیکن چونکہ یہ عقل کے بندے ہیں اسی لیے خاموش رہے کہ لوح پر عموماً لکھا جاتا ہے فلہذا ممکن ہے آپ (صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم گرامی لکھا گیا ہے لیکن چونکہ ان کی گندی عادت کا مجھے علم ہے وہ آگے چل کر کسی بھی دور میں اس کا انکار کر دیں گے فقیر اس صفت کے متعلق چند روایات سپردِ قلم کرتا ہے۔

۱. قلم نے لوح محفوظ پر سب سے پہلے یہ عبارت لکھی۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ انی انا اللّٰہ لا الہ الا انا محمد رسولی۔ الخ۔ یعنی جو میری قضاو قدر کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا اور میری آزمائش و صبر اور میری نعمت پر شکر کرے گا اور میرے حکم پر راضی ہوگا تو میں اُسے صدیقوں سے لکھوں گا اور قیامت میں صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ لوح محفوظ کے صدر دروازے پر لکھا ہے۔ لا الہ الا اللّٰہ دینہ الاسلام محمد عبدہ ورسولہ جو ان پر ایمان لائے گا اللّٰہ تعالےٰ اُسے بہشت میں داخل کرے گا۔

مَنقُوشٌ فِی القَلَمِ

اس صفت پر اعتراض کرتے ہوئے پھلواروی صاحب نے لکھا کہ پھر نام مبارک (اِسمُہٗ) کا منقوش فی اللوح ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن منقوش فی القلم ہونا نرالی سی بات ہے اگر مَنقُوشٌ فِی اللَّوحِ بِالقَلَمِ ہوتا تو پھر بھی بات واضح ہو جاتی"

جواب از غزالی زمان قدس سرہ

پھلواری صاحب نے یہاں بھی ٹھوکر کھائی کہ اس لوح و قلم کا قیاس دنیا کی قلم اور تختی پر کر لیا اس لئے وہ فرما رہے ہیں کہ نام مبارک اِسمُہٗ کا منقوش فی اللوح ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن منقوش فی القلم ہونا نرالی سی بات ہے" الخ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ۔ لوح میں اسم مبارک کا منقوش ہونا آپ کی سمجھ میں آ گیا البتہ قلم میں منقوش ہونا صرف اس لیے آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ نے قیاس مع الفارق سے کام لے کر یہ سوچا کہ قلم لکھتا ہے اس پر لکھا نہیں جاتا مگر آپ کی یہ سوچ اس عالم بالا تک نہیں پہنچ سکتی جہاں لوح و قلم تو درکنار ساق عرش پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم مبارک منقوش ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسم مبارک کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے۔ کَانَ مَکتُوبًا عَلٰی سَاقِ العَرشِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔ اس حدیث کو طبرانی، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا حوالہ کے لیے دیکھیے (تفسیر فتح العزیز پ ۱ ص ۱۸۳ طبع نولکشور۔ روح المعانی جلد ۱ جزء ۱ ص ۲۳۷۔ روح البیان جلد ۱ ص ۱۱۳

طبع بیروت، خلاصۃ التفاسیر جلد ا ص ۲۹ طبع انوار محمدی لکھنؤ) اسی طرح در منثور میں بھی ہے (بحوالہ خلاصۃ التفاسیر) ایسی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے قلم میں منقوش ہونے کو نرالی سی بات کہنا بجائے خود نرالی سی بات ہے۔

علاوہ ازیں یہاں بھی قلم پر نام منقوش ہونے کی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں پھر اس کو نرالا سمجھنا سمجھ سے بالاتر ہے اسم مبارک کا لوح میں مکتوب ہونا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کوئی وجہ فضیلت نہیں۔ لوح میں تو ہر چیز مکتوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت عظمیٰ اور اہم ترین خصوصیت تو یہ ہے کہ نشان عظمت کے طور پر صرف لوح پر نہیں، قلم پر بھی اسم مبارک ثبت و منقوش ہے بلکہ ساقِ عرش پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس رفعتِ شان کی ایک جھلک ہے جس کا بیان اللہ تعالٰے نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ میں فرمایا۔ اگر پھلواروی صاحب اس کا انکار کریں تو ہمارے نزدیک ان کا یہ انکار پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا جب کہ آیت قرآنیہ اور اس کی مطابقت میں حدیث مذکور بھی حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی عظمت و رفعت شان کا اعلان کر رہی ہے۔ صاحبِ درو دِ تاج نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسم مبارک کے منقوش فی اللوح والقلم ہونے کا ذکر اسی نشانِ عظمت و رفعت کے طور پر کیا ہے۔ جیسے پھلواروی صاحب نے سمجھ سکے۔

جواب از علامہ حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ

نام اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قلم کے ساتھ منقوش فی اللوح ہونا خود قلم میں منقوش ہونے کے منافی نہیں دیکھئے مرد مومن ہر روز ہزاروں دفعہ نام مبارک زبان و قلم سے بولتا اور لکھتا رہتا ہے مگر خود اس کے اپنے جسم میں یہ نام نامی منقوش بھی ہے۔ عارف باللہ سیدنا عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ انسانی صورت قلم قدرت نے اسم محمد کی شکل پر بنائی ہے۔ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیونکہ سر میم کی طرح گول ہے۔ دونوں ہاتھ حاء کی طرح ہو جاتے ہیں اور پیٹ دوسری میم کی طرح ہے پاؤں دال کی شکل ظاہر کرتے ہیں اس کی نظیر ہاتھ ہے کہ وہ اسم اللہ کی شکل میں اور اس کے ساتھ والی دو انگلیاں دو لاموں کی اور اس کے ساتھ جب انگوٹھے سر مسبحہ کے وسط میں لگاؤ تو آخری حرف ھاء صاف نظر آنے لگتا ہے حضرت سیدنا احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

نام خدا ہے ہاتھ میں نام نبی ہے ذات میں
مُہر غلامی ہے پڑی لکھے ہوئے ہیں نام دو۔

علاوہ ازیں متعدد روایات میں ہے کہ جس طرح ہر شے پر حضور علیہ السلام کا اسم گرامی مکتوب ہے قلم پر بھی نام اقدس منقوش ہے اسی لیے یہ اعتراض بے جا اور غلط ہے (رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

عقلی گھوڑے

بر بد مذہب عقلی گھوڑے دوڑانے کے بڑے ماہر بالخصوص جس جماعت میں جعفر پھلواری میں

داخل ہے یہ تو ہیں ہی عقل کے بندے خصوصاً نبی علیہ السلام اور اولیاء کے بارے میں تو گزارہ ہی صرف عقل پر ہے حالانکہ نبوت و ولایت فہمی کے لیے عقل سے عشق کی زیادہ ضرورت ہے ورنہ ظاہر ہے جس قلم میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی منقوش ہے وہ دوسرے ایسے عالم میں ہے جہاں کی ہر شے ہماری دنیا سے کئی گنا زیادہ ہے

سوال :۔ جعفر پھلواری کی طرح ایک دہریہ نے مجھ سے سوال کیا کہ تم (سنی مسلمان) کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے خزانوں کی چابیاں جبریل علیہ السلام کے ذریعہ ابلق گھوڑے پر اپنے محبوب علیہ السلام کے ہاں بھجوائیں (دلائل النبوۃ ابونعیم ملخصا) اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں چالیس اونٹ اٹھاتے تھے یہ کیسے ۔

جواب اویسی :۔ فقیر اویسی غفرلہ نے اسے کہا کہ جس عالم کا وہ ابلق گھوڑا تھا اسی شان سے چابیاں لے آیا وہاں کے گھوڑے (براق) کا تو یہ حال ہے کہ جہاں بینائی رکتی وہاں اس کا پہلا قدم پہونچتا ۔ دہریہ جواب سنکر مان گیا اس لیے کہ وہ ضدی نہ تھا اور ہمارے حریف تو ضدی بلاکے ہیں یہ دوزخ میں جانا منظور کریں گے لیکن ضد کو چھوڑنا گوارہ نہ کریں گے۔

سَیِّدُ العَرَبِ وَالعَجَم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف عرب و عجم کے سردار ہیں بلکہ جملہ عالمین کے آقا و مولیٰ ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قرآن مجید :(۱) وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِلعٰلَمِین۔

(۲) تَبٰرَکَ الَّذِی نَزَّلَ الفُرقَانَ عَلٰی عَبدِہٖ لِیَکُون

لِلعَالَمِینَ نَذِیرًا۔

ترجمہ:۔ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین رحمۃ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمتی ہیں کیونکہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں اس میں یہ سب داخل ہیں ملائکہ کو اس سے خارج کرنا جیسا کہ جلالین میں شیخ محلی سے اور کبیر میں امام رازی سے اور شعب الایمان میں بیہقی سے صادر ہوا بے دلیل ہے اور دعویٰ اجماع غیر ثابت چنانچہ امام سبکی اور بارزی و ابن حزم و سیوطی نے اس کا تعاقب کیا اور خود امام رازی کو تسلیم ہے کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں پس وہ تمام خلق کو شامل ہے ملائکہ کو اس سے خارج کرنے پر دلیل نہیں بہر حال حضور جملہ عالمین کے رسول ہیں تو رسول اپنی امت کے سردار ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

احادیث مبارکہ: (۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ارسلت الی الخلق کافۃ (مسلم، مشکوۃ)

میں مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اَنَا سَیِّدُ العَالَمِینَ (بیہقی) میں ساری کائنات کا سردار ہوں۔

۲۔ احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی ہیں حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَومَ القِیٰمَۃِ وَھَل تَدرُونَ مِمَّا ذٰلِکَ یَجمَعُ اللّٰہُ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ فِی صَعِیدٍ وَّاحِدٍ

الحدیث بطولہ (میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں۔ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا) پھر یہ حدیث طویل شفاعت ارشاد ہوئی صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے لیے ثرید وگوشت حاضر آیا۔ حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں) پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا

اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں) جب حضور نے دیکھا کہ مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے فرمایا اَلَا تَقُوْلُوْنَ کَیْفَہٗ۔ پوچھتے نہیں کہ یہ کیونکر ہے۔

فائدہ :۔ صحابہ کو اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی مع ہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون وچرا کی کیا مجال، لہٰذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہو تاکہ اوقع فی النفس ہو۔ آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرما کر سوال لیا اور جواب ارشاد کیا۔ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ صحابہ نے عرض کی۔ کَیْفَ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے) فرمایا یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے) پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

۳۔ مسلم، ابو داؤد انہیں سے راوی ہے حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ

يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو)

(۴) احمد، ترمذی ابن ماجہ، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ الحدیث (میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں کہتا۔ اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میری زیر لوا ہوں گے)

۵۔ دارمی، بیہقی، ابو نعیم، انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی ہیں، حضور سیّد المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَا فَخْرَ۔

(میں قیامت میں سردار مردماں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور کچھ افتخار نہیں)

۶۔ حاکم وبیہقی کتاب الرویۃ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَنْتَظِرُ الْفَرَجَ وَاِنَّ مَعِيَ لِوَاءَ الْحَمْدِ اَنَا اَمْشِيْ وَيَمْشِي النَّاسُ مَعِيَ حَتّٰى اٰتِيَ بَابَ

الجَنَّةِ فَأَستَفتِحُ فَيُقَالُ مَن هٰذَا فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيُقَالُ مَرحَبًا بِمُحَمَّدٍ فَإِذَا رَأَيتُ رَبِّي خَرَرتُ لَهٗ سَاجِدًا أَنظُرُ إِلَيهِ۔

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔ ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان (جھنڈے) کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا میں جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ در جنت پر تشریف لے جاکر کھلواؤں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے میں کہوں گا محمد۔ کہا جائے گا مرحبا محمد کو صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا)

۸۔ ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

أُرسِلتُ إِلَى الجِنِّ وَالإِنسِ وَإِلَىٰ كُلِّ أَحمَرَ وَأَسوَدَ وَأُحِلَّت لِيَ الغَنَائِمُ دُونَ الأَنبِيَاءِ وَجُعِلَت لِيَ الأَرضُ كُلُّهَا طَهُورًا وَمَسجِدًا وَنُصِرتُ بِالرُّعبِ أَمَامِي شَهرًا وَأُعطِيتُ خَوَاتِيمَ سُورَةِ البَقَرَةِ وَكَانَت مِن كُنُوزِ العَرشِ وَخُصِصتُ بِهَا دُونَ الأَنبِيَاءِ وَأُعطِيتُ المَثَانِيَ مَكَانَ التَّورَاةِ وَالمِئِينَ مَكَانَ الإِنجِيلِ وَالحَوَامِيمَ مَكَانَ الزَّبُورِ وَفُضِّلتُ بِالمُفَصَّلِ وَأَنَا سَيِّدُ وُلدِ آدَمَ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ وَلَا فَخرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَن تَنشَقُّ الأَرضُ عَنِّي وَ

عَنْ اُمَّتِیْ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَجَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ تَحْتَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاِلَیَّ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیْ تُفْتَحُ الشَّفَاعَةُ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا سَابِقُ الْخَلْقِ اِلَی الْجَنَّةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَمَامُهُمْ وَاُمَّتِیْ بِالْاَثَرِ۔

میں جن وانس اور ہر سُرخ و سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لیے تمام غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے "سورۃ بقر" کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں یہ خاص میرا حصّہ تھا سب انبیاء سے جدا اور مجھے توریت کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حمٓ کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی اور سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہے اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں لواءالحمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھ سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں ۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْهُمْ وَفِیْهِمْ وَمَعَهُمْ بِجَاهِهٖ عِنْدَكَ (آمین) فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث کو حفظ کرلے تاکہ اپنے آقا کے فضائل و خصائص پر مطلع رہے،

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۹۔ احمد، بزار، ابو علے اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء الاولین والاخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی ہیں لوگ آدم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلاۃ والتسلیم کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہوں گے۔ حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے۔ لَیْسَ ذَاکُمْ عِنْدِیْ وَلٰکِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰی سَیِّدِ وَلَدِ آدَمَ (تمہارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جاؤ جو تمام بنی آدم کا سردار ہے) لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے حضور والا جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے۔ رب تبارک و تعالیٰ اذن دے گا۔ حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے رب عز مجدہٗ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہو گی اور شفاعت کرو کہ قبول ہو گی۔ حضور اقدس سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے۔ فوراً پھر سجدے ہی گر یں گے ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے رب جل جلالہ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا۔ حضور سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے۔ اَیْ رَبِّ جَعَلْتَنِیْ سَیِّدَ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ (اے رب میرے تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں (الی اخر الحدیث)

۲۔ حاکم و بیہقی (صححہ الحاکم قالہ ابن حجر المکی فی افضل القری واقرہ علیہ وفی الحدیث قصۃ قلت وَاَمَّا اَنَا فَاِنَّمَا اَوْرَدْتُہٗ فِی الْمُتَابِعَاتِ) فضائل الصحابہ میں

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ (میں تمام عالم کا سردار ہوں)

۱۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں دراقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرا بولا حضرت موسیٰ سے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں۔ چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ و سلامہ علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ بیشک ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَحْتَہٗ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّکُ حَلَقَ الْجَنَّۃِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ فَیُدْخِلُنِیْھَا وَمَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ۔

سن لو اور میں اللہ کا پیارا حبیب ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روز قیامت "لواء الحمد" اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعت ہوں اور کچھ

افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

جسمِ مقدس

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے تقدس کا کیا نہیں کہ آپ پیدائشی طور طاہر و مطہر و معطر و معنبر ہیں کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کا جسم اس طرح ہے جس طرح دوسرے عام انسانوں کا تو وہ غلط بلکہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔

حضور امام ربانی سیدنا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نورِ حق جل و علی مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقتُ مِن نُورِ اللّٰہ۔

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسب نہیں رکھتے اس لیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل و علیٰ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

(مسئلہ) امام الفقہا حضرت علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کرنے کے دوران میں کہا

کہ حضور مخرج بول سے نکلے ہیں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اسکی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اگر آپ کا ذکر صلحا کے ذکر میں کیا یا ارادہ کیا کہ آپ بشر ہیں پھر ایسی بات کہی تو اسے قتل تو نہیں کیا جائے گا مگر سخت مار پیٹ کی جائے گی اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنے کلام میں کیا تو وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا یعنی اسے سزا ضرور ملیگی۔

صحیح حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں میری مانند کوئی نہیں کہیں فرمایا تم میں کون میری مانند ہے۔ میں رات کو اپنے رب کا مہمان ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے، کہیں فرمایا تم میں کوئی میری طرح نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے میرے لیئے کھلانے پلانے والا مقرر کیا جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے کہیں فرمایا اللہ تعالےٰ کے ساتھ میری ملاقات کا ایک ایسا وقت مقرر ہے کہ اس میں کسی نبی یا رسول یا مقرب فرشتے کی رسائی نہیں۔ کہیں فرمایا کہ میں جسم کی ساخت میں بھی تم جیسا نہیں ہوں۔

فائدہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کے بول و براز کا نشان زمین پر نظر نہیں آتا تھا زمین اسے جذب کر لیتی تھی آپ کے لعاب دہن سے کھارا پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔ بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ صحابہ کرام وضو کے وقت آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے آپ کے کھنکھار اور لعاب کو ہاتھوں پہ لیتے تھے اور جسم پر مل لیتے تھے جن سے مشک و عنبر جیسی خوشبو آتی تھی آپ جس طرح اپنے سامنے دیکھتے اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے جیسے قریب سے دیکھتے اسی طرح دور سے بھی دیکھتے تھے تاریکی اور روشنی میں آپ یکساں دیکھتے تھے آپ کی انگشت مبارک کے اشارے سے سورج پلٹا۔ چاند دو ٹکڑے ہوا۔ انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے

بہے۔

یہ معجزات تھے کس کے؟ آپ کے نورانی اور روحانی وجود جس کا مادیت سے کوئی واسطہ دور کا بھی نہ تھا۔

فائدہ آپ کی جسمانی پیدائش کے بارے میں ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ ناف بریدہ، ختنہ شدہ، سرمگیں آنکھوں کے ساتھ پیدا ہوئے حکماء کی تحقیق یہ ہے کہ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اپنی غذا ناف کے ذریعہ حاصل کرتا ہے ماں جو کچھ کھاتی ہے اس کا کچھ حصہ ناف کے راستے سے بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے اور اس غذا سے اس کی نشوونما ہوتی ہے پیدا ہونے کے بعد یہ ناف کاٹ دی جاتی ہے پھر بچہ منہ کے ذریعہ سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔

حکماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حمل کے دوران عورت کی ماہواری ختم ہوجاتی ہے اور یہ خون بھی بچہ کی غذا کا کام کرتا ہے

حضور جب ناف بریدہ پیدا ہوئے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شکم مادر میں آپ کی پرورش بچوں کی طرح نہیں ہوئی اور کوئی ایسی غذا ماں کے ذریعہ سے آپ کو نہیں ملی جو بطن مادر میں بچوں کو ملا کرتی ہے۔ یہاں بھی آپ کے جسم کی نشوونما ایسی روحانی غذا سے ہوئی جس میں کوئی بچہ آپ کا شریک نہیں لہٰذا یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ کی جسمانی ولادت بھی ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی مثال ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا کہنا ہے کہ میں ان تمام کیفیات سے دوچار نہیں ہوئی جن کا عام طور پر تمام عورتوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور نہ آپ کی جسمانی ولادت کے وقت میں نے کوئی آلائش دیکھی جیسے کہ بچوں

کی ولادت کے وقت دیکھنے میں آتی ہے۔

مزید براں

یہ وہی جسم مقدس ہے جسکا سایہ نہیں یہ وہی جسم مقدس ہے جس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

یہ وہی جسم مقدس ہے جس میں جوئیں نہیں پڑتی تھیں۔ یہ وہی جسم مقدس ہے جس سے ہر وقت خوشبو مہکتی تھی۔ یہ جسم مقدس وہی ہے جس کے پسینہ سے خوشبو مدتوں تک رہتی بلکہ پشتوں تک۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فقیر کا رسالہ "خوشبوئے رسول"

جسمِ معطّر" صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کے جملہ اعجازات میں سے ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ وہ خوشبودار تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ خوشبو استعمال فرماتے تھے لیکن خوشبو کی محتاجی نہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کی خوشبو اتنی نفیس و دلربا تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔

بوقت ولادت خوشبو

آپ کے جسم اطہر کا یہ اعجاز تھا کہ بوقت ولادت ہی خوشبو کے "حلّے" چھوٹ رہے تھے چنانچہ امام ابونعیم اور خطیب رحمہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کائنات میں ظہور ہوا۔

نَظَرتُ اِلَیہِ فَاِذَا	میں نے زیارت کی تو میں نے آپ کے
ھُوَ کَالقَمَرِ لَیلَتَہٗ	جسم اطہر کو چودھویں رات کے چاند

البَدَرِ ریحہ یسطع کالمسك الاذفر (زرقانی علی المواہب ص ۳۲۳ ج ۴)

کی طرح پایا جس سے تر و تازہ کستوری کی خوشبو کے حلّے پھوٹ رہے تھے۔

حلیمہ کے گھر میں خوشبو

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

لما دخلت به الی منزل لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا شممنا منه ریح المسك والقیت محبته صلی الله علیه وسلم فی قلوب الناس حتی ان احدهم کان اذا نزل به اذی فی جسده اخذ کفه صلی الله علیه وسلم فیضعها علی موضع الاذی فیبراء باذن الله تعالی سریعا وکذالك اذا اعتل لهم بعیرًا اوشاةً فعلوا ذالك۔

(سبل الہدیٰ صفحہ ۲۷۴ ج ۱ تا ۲۷۵)

جب میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے دیہات میں داخل ہوئی (پہنچی) تو قبیلہ بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اس قدر پیدا ہو گئی کہ ان میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر اپنے جسم پر لگاتا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فی الفور صحت مند ہو جاتا اسی طرح ان کا اگر کوئی اونٹ بکری وغیرہ بیمار ہو جاتا تو آپ کے دستِ اقدس کو اس کے جسم پر لگاتے جس سے وہ تندرست ہو جاتا۔

ابوطالب اور جسمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو

امام فخر الدین رازی (رحمہ اللہ تعالیٰ) ابو طالب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے بھائی حضرت عباس کو کہا۔

الا اخبرك عن ما رائيت منه؟	کہ میں آپ کو وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں دیکھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مجھے ضرور بتائیں اس پہ ابو طالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا۔

"جب سے حضور علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ سے اتنی محبت ہو گئی ہے کہ میں رات اور دن میں ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ رات کو بھی میں آپ کو اپنے پاس سلاتا ہوں۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کپڑے پہن کر سوتے تھے۔ کپڑے اتار کر سونا آپ کو پسند نہ تھا۔

فامرته ليلة ان يخلع ثيابه وينام معى فرائيت الكراهة فى وجهه لكنه كره ان يخالفنى.	ایک رات میں نے کہا کہ کپڑے اتار دیں اور پھر سوئیں میں نے آپ کے چہرہ اقدس سے محسوس کیا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں لیکن چونکہ میری بات کو آپ ٹالنا بھی نہ چاہتے تھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا۔

يا عماه اصرف بوجهك عنى حتى اخلع ثيابى اذ لا	اے چچا میں کپڑے اُتارتا ہوں مگر اپنے چہرے کو دوسری طرف کر لے

ینبغی لاحد ان ینظر الی جسدی ۔ تاکہ میرے ننگے جسم کو تو نہ دیکھ پائے کیونکہ میرے جسم کو اس حال میں دیکھنا کسی کے لیے جائز نہیں ۔

ابو طالب کہتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا مگر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تاکہ یہ کپڑے اتار لیں جب آپ کپڑے اتار کر بستر پر لیٹے ۔

فلما دخلت معہ الفراش اذ بینی و بینہ ثوب میں بھی بستر پر لیٹا لیکن میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا (جس کی وجہ سے میں آپ کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا تھا ۔

دوسری بات میں نے یہ دیکھی ۔

واللّٰہ ما ادخلتہ فراشی فاذاھو فی غایۃ اللین وطیب الرائحۃ کانہ غمس فی المسک کہ آپ کا جسم اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبویا ہے ۔

فجھدت لانظر الی جسدہ فما کنت اری شیئًا میں نے آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی مگر میں نہ دیکھ سکا ۔

وکثیرا ما کنت افتقدہ من فراشی فاذاقمت لاطلبہ نادانی یا عم فارجع ولقد کنت کثیرا میں بہت دفعہ آپ کو بستر سے گم پاتا تو بستر سے اُٹھ کر تلاش کرنے نکلتا اور آواز دیتا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کہاں ہے آپ فرماتے اے چچا میں یہاں ہی ہوں ۔

ما اسمع منہ کلاماً یعجبنی ذلک عند مضی اللیل و کنا لا نسمی علی الطعام والشراب ولا نحمدہ بعدہ وکان یقول فی اوّل الطعام بسم اللہ الاحد فاذا فرغ من طعامہ قال الحمد ثم لم ارمنہ کذبۃ ولا ضحکاً ولا جاہلیۃ ولا وقت مع الصبیان یلعبون

والیس آجاؤ جب رات ڈھل جاتی تو میں بہت دفعہ آپ سے ایسی گفتگو سنتا جس سے مجھے بہت تعجب ہوتا۔ ہم کھانے پینے سے پہلے اور بعد اللہ کا نام نہیں لیتے تھے آپ کھانے سے پہلے بسم اللہ الاحد (اللہ کے نام سے جو ایک ہے) پڑھتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو الحمد للہ کہتے میں نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا ہمہ وقت متفکر رہتے کبھی کھل کر نہ ہنستے ہوئے دیکھا اور بچوں کے ساتھ فضول کھیل میں وقت ضائع کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

انس صحابی رضی اللہ عنہ کی گواہی

حضرت انس رضی اللہ عنہ جسم اقدس کی خوشبو کے بارے میں فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ وسلم احسن الناس لوناً واطیب الناس ریحاً

(تہذیب ابن عساکر ص ۳۲۱ ج ۱)

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا رنگ سب سے حسین تھا اور اس کی خوشبو نفیس تر تھی۔

ایضاً انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

لا شممت مسکا

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ولا عطرًا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم (بخاری کتاب المناقب ص۲۷۴ ج۱)

جسمِ اطہر کی خوشبو سے بڑھ کر کستوری اور عطر کو نہیں پایا۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

وانی شممت العطر کلہ فلم اشم نکہۃ اطیب من نکہتہ علیہ السلام۔ (ابن عساکر ص۳۳۸ ج۱)

میں نے تمام عطروں کو سونگھا ہے مگر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کی نکہت سے بڑھ کر کسی کو نفیس نہیں پایا۔

میں نے اس دنیا میں مختلف خوشبوؤں کو استعمال کر کے دیکھا مگر جو مہک اللہ تعالی نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس میں رکھی تھی اس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔

شہادت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

آپ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے مجھے اپنے قریب ہونے کا حکم دیا۔

فدنوت منہ فما شممت مسکا ولا عنبرًا اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

میں جب قریب ہوا تو میں نے آپ کے جسمِ اقدس میں ایسی مہک محسوس کی جو کسی بھی کستوری اور عنبر میں نہیں۔ (خصائص کبری ص ج۱)

گواہی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

آپ بیان کرتے ہیں۔

لقد کنت اصافح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسّ جلدی جلدہٗ فاتعرفہ بعد فی یدی فانہ لاطیب رائحتہ من المسک

(سبل الہدیٰ ص ۱۰۱/۲ ج)

میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کا شرف پاتا یا میرا جسم آپ کے جسم اطہر سے مس ہوتا تو میں جدا ہونے کے بعد اپنے ہاتھ میں ایسی خوشبو پاتا جو کسی بھی کستوری میں نہیں ہو سکتی۔

گواہی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور علیہ السلام کی معیت میں فجر کی نماز ادا کر کے مسجد نبوی سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ باہر اہل مدینہ کے بچے آپ کے استقبال کے لیے کھڑے ہیں آپ نے ان کے سروں اور چہروں پر دستِ شفقت پھیرا۔

مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدی فوجدت یدہ بردًا وریحًا کانّما اخرجہ یدہ من جونتہ عطار (مسلم شریف ص ۲۵۶/۲ ج)

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت میرے رُخسار پر رکھا میں نے آپ کے دست اقدس کو نہایت ہی ٹھنڈا اور ایسا خوشبودار پایا جیسے آپ نے اسے عطار کے خوشبودانی سے نکالا ہے۔

یزید بن اسود رضی اللہ عنہ

آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میری طرف

بڑھا یا وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔

خوشبو سے خبر رسانی

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خوشبو سے محسوس کر لیتے تھے کہ اب آقائے دو جہاں تشریف لا رہے ہیں۔

کنا نعرف رسول اللہ علیہ وسلم اذا اقبل بطیب ریحہ (خصائص کبریٰ ص ۶۷ ج ۱)

ہم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد آپ کی مبارک خوشبو سے محسوس کر لیتے تھے۔

ایضاً: امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرف باللیل بریح الطیب۔ (الدارمی ص ۳۴۸)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں جسم اقدس کی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جا سکتے تھے

کوچے بسا دیئے

احادیث مبارکہ میں ہے کہ جب کوئی صحابی آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا اور آپ گھر پر نہ ہوتے تو راستے کی مہک بتا دیتی کہ آپ فلاں مقام پر تشریف لے گئے ہیں لہذا اس صحابی کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی بلکہ جس راستے پر مہک ہوتی وہ اس پر چل کر اپنے محبوب کریم کو پا لیتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

چوں یکی از اصحاب بقصدِ ملازمت — جب کوئی غلام آپ کی زیارت
آں حضرت می آمد و در خانہ نمی یافت — کے ارادے سے حاضر ہوتا اور
بہ نشان بوئے خوش در راہے — آپ اپنے درِ دولت پر تشریف
کہ آنحضرت ازاں راہ گذشتہ — فرما نہ ہوتے تو وہ اسی راہ پر چل کر
بود می رفت۔ — آپ کو پالیتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
(مدارج النبوۃ ص ۲۴ ج ۱) — کی مخصوص مہک کا پتہ دے رہی ہوتی۔

؎ عنبر زمین، عبیر ہوا، مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگذر کی ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ — جب بھی کوئی شخص مدینہ طیبہ کی کسی
ہر کہ در کوچہ از کوچہائے مدینہ — گلی سے گذرتا اور آپ صلی اللہ
طیبہ میگذشت بوئے خوش — علیہ وسلم کی مخصوص) مہک کو پالیتا
بیافت و میدانست کہ آنحضرت — تو جان جاتا کہ ادھر سے حضور علیہ
ازیں راہ گذشتہ است۔ — السلام کا گذر ہوا ہے

ایضاً: امام خفاجی اسی بات کو بیان کرتے ہیں۔

کان اذا مر فی بعض ازقۃ — جب آپ کا مدینہ کی کسی گلی سے گذر
المدینۃ علم مرورہ — ہوتا تو خوشبو سے آپ صلی اللہ علیہ
بہ برائحتہ (نسیم الریاض ص ۳۴۶ ج ۱) — وسلم کی خبر ہو جاتی تھی۔

ایک صحابی کا قصہ

فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نہ ملے تو میں حسب دستور گلیوں کوچوں میں آپ کی خوشبو کے سہارے پر چل پڑا۔ لیکن یہاں مدینہ پاک میں کہیں پتہ نہ چلا تو میں شہر

سے باہر نکل کر خوشبو نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہارا لیا اس طرح مجھے قبا شریف کی طرف خوشبو نبوی محسوس ہوتی میں ادھر چل پڑا مسجد قبا میں تو آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔ ادھر ادھر گھوما تو آپ کو ایک کنواں پر بیٹھا پایا۔ اس طرح سے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا (آئینہ حرم)

زائرین رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن خوش بخت حضرات کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے ان کی زیارت والی جگہ سے تا دیر خوشبو مہکتی رہتی ہے واقعات کی تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "زائرین مصطفےٰ" کا مطالعہ کیجیے۔

قبور معطر بکثرت درود شریف پڑھنے والوں اور حدیث پاک سے شغف رکھنے والوں کا مزارات سے خوشبو کا ہونا متعدد اولیاء مشائخ کے متعلق مشہور ہے حضرت امام بخاری اور صاحب دلائل الخیرات کے مزارات کی خوشبو مشہور عام ہے۔

صدی گذشتہ کے ایک بزرگ مولانا فیض الحسن سہارنپوری کا مزار ان کے دفنانے کے بعد مہک اٹھا اس لیے کہ آپ ہر شب جمعہ تمام رات بالالتزام درود شریف پڑھتے رہتے تھے (وغیرہ وغیرہ)

لطیفہ مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی جب فوت ہوا تو اس کے متعلقین بازار سے عطر خرید کر کے اس کی قبر پر چھڑک دیتے پھر عوام کو اس کی بزرگی منوانے کے لیے خوشبو کی نوید سناتے۔ لیکن قدرت نے ان کا پردہ فاش کر دیا جب کسی منچلے نے اس کارگذاری کو دیکھ کر واویلا مچایا تو عوام کو یقین ہوا کہ اس جماعت میں کبھی ایسا بھی

ہوتا ہے۔

مدینہ مہک رہا ہے آج بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات حقیقیہ کی بہتر دلیل آپ کا سارا مدینہ پاک ہے کہ آپ کے جسم معطر کی عطر بیزیوں سے سارا شہر مدینہ شریف خوشبو سے مہک رہا ہے اسی لیے مدینہ پاک کے اسماء طیبہ۔ طیبہ۔ طاہر۔ طیبہ ہے لیکن یہ خوشبو اسے نصیب ہوتی ہے جس کے ایمان کی ناک ہر گندی الائش سے پاک اور صاف ہے اور جن کے ایمان کی ناک نہیں یا شرک و بدعت کے نزلہ و زکام سے ماؤف ہے اسے خوشبو تو نہ نصیب اس کو مدینہ پاک کی فضا ہی ناخوشگوار ہے۔

رہگزر معطر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح خوشبو دار بنایا تھا کہ جس جگہ، گلی راستے سے آپ کا گذر ہو جاتا وہ خوشبو سے مہک اٹھتے۔ بعد میں گذرنے والا ہر شخص یہ محسوس کر لیتا کہ اس راہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کا گذر ہوا ہے کیونکہ وہ ان راستوں پر ایسی خوشبو پاتا جو آپ ہی کے جسم اطہر کا حصہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ اذا مر فی طریق من طرق المدینۃ وجد منہ رائحۃ الطیب و قالوا مر رسول اللہ من ھذا الطریق (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۷)	محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی مہک پاتے کہ پکار اٹھتے کہ ادھر سے اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی گذر ہوا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تاریخ کبیر میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

لم یکن النبی یمر فی طریق فتیبعہ احد الا عرف انہ من طیبہ (شفا شریف ص۸۷ ج۱)

آپ جس راستے سے بھی گزر جاتے بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔

گندے ذہن کا گندا سوال

جو لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف اور صرف اپنے جیسا بشر مانتے ہیں وہ کہتے ہیں چونکہ حضور علیہ السلام بہت زیادہ خوشبو استعمال فرماتے تھے یہ وہی خوشبو تھی نہ کہ جسم کے اندر سے کوئی خوشبو تھی۔

جواب یہ مہک اور خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ استعمال کردہ خوشبو کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشبو کے محتاج نہ تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو استعمال نہ بھی فرماتے تو پھر بھی یہی کیفیت رہتی۔ محققین و محدثین کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خصوصیات سے نوازا ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا خوشبودار ہونا بھی ہے۔

جواب امام نووی

کانت ھذا الریح الطیبۃ صفتہ صلی اللہ

مہک آپ کے جسم اطہر کی صفات میں سے تھی اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

علیه وسلم وان لم یمس طیبًا (نووی علی المسلم ص۲۵۶ ج۲)

خوشبو استعمال نہ فرماتے۔

۲۔ امام اسحاق بن راہویہؒ اس بات کی تصریح ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

اِنَّ ھٰذا ہٖ الرائحۃ طیبۃ کانت رائحۃ رسول اللہ ﷺ من غیر طیب (سبل الہدی ص۱۳۰ ج۲)

یہ پیاری مہک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ اس خوشبو کی جس کو آپ استعمال فرماتے تھے۔

۳۔ امام خفاجیؒ اسے آپ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

ریحھا الطیبۃ طبعیًا خلقیًا خصہ اللہ بہ مکرمۃ ومعجزۃً لہ

اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر میں خلقتًا اور طبعًا مہک رکھ دی تھی۔

۴ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اسی صفت کا بیان یوں کرتے ہیں۔

یکی از صفات عجیب آنحضرت طیب ریح است کہ ذاتی وی صلی اللہ علیہ وسلم بودے آنکہ استعمال طیب از خارج کند و ہیچ طیب برابر نمیرسید (مدارج ص۲۴ ج۱)

آپ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔

۵۔ علامہ احمد عبد الجواد الدومی لکھتے ہیں۔

کان رسول اللہ طیبًا من غیر طیبٍ ولکنہ کان یتطیب ویتعطر توکید الرائحۃ وزیادتی

آپ کا جسم اطہر خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن آپ اس کے باوجود پاکیزگی و نظافت میں اضافے کے لیے خوشبو استعمال

فی الاز کا (شرح شمائل ص۲۶۳)   فرما لیتے۔

۶۔ شیخ ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں۔

وقد کان صلی اللہ علیہ	احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ
وسلم طیب الرائحۃ	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وان لم یمس طیبا کما	کے جسم اطہر سے خوشبو کی دلآویز
جاء فی الاخبار الصحیحۃ	مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہی
لکنہ کان یستعمل	ہاں آپ خوشبو کا استعمال فقط
الطیب زیادۃ فی الطیب	اضافہ کے لیے کرتے تھے۔
الرائحۃ (مواہب لدنیہ ص۱۰۹ ج۱)	

سوال | آپ کے جسم اطہر میں خوشبو واقعہ معراج کے بعد پیدا ہوئی فلہذا یہ خوشبو آپ کی بشریت کی نہ ہوئی بلکہ خارجی اسباب سے۔

جواب نمبر۱ | مذکورہ بالا جتنی روایات ہیں یہ تمام کی تمام اس بات کی دلائل ہیں کہ خوشبو ہمیشہ سے آپ کے جسم اطہر کا حصہ تھی۔
خصوصاً سیدہ آمنہ، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہما اور ابوطالب کی روایات میں تو اس بات کی تصریح ہے کہ ولادت کے وقت ہی سے بدن خیر البشر معطر و خوشبودار تھا جس کا تذکرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا (ریحہ لیسطع کالمسک الاذفر) آپ کی خوشبو تروتازہ کستوری سے بڑھ کر تھی) اور سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہ نے لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا شممنا منہ ریح المسک (آپ کی برکت کی وجہ سے بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی) کے الفاظ میں کیا ہے۔

جواب نمبر۲ | جن لوگوں کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک

روایت سے مغالطہ ہوا ہے اس کی وجہ سے انہوں نے یہ قول کیا ہے۔ کہ خوشبو معراج سے پہلے آپ کے جسم کا حصّہ نہ تھی بلکہ واقعہ معراج کے بعد حاصل ہوئی یہ ان کی غلط فہمی ہے جیسے ان کی عادت ہے کہ احادیث مبارکہ سے اپنی غلط مزاجی سے اپنا مطلب نکال لیتے ہیں فقیر اصل حدیث پیش کرتا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسری بہ ریحہ ریح عروس واطیب من ریح عروس (سبل الہدیٰ ج ۲ ص ۱۲۱)	جب رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب اسریٰ کا دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم اطہر سے دلہن کی خوشبو کی طرح خوشبو آتی تھی بلکہ آپ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھی۔

مذکورہ روایت کی تحقیق

محققین محدثین اور شارحین احادیث فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حضرت انس کا مقصد معراج سے پہلے خوشبو کی نفی نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ معراج کے بعد آپ کی جسمانی خوشبو میں مزید اضافہ ہوا اور پہلے سے بھی زیادہ عجیب مہک کا حامل ہو گیا یہی وجہ ہے کہ اسے دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر قرار دے رہے ہیں چونکہ خوشبو دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو مطلق خوشبو ہے جو ہر کوئی ہر موقعہ پر استعمال کرتا ہے لیکن خوشبو کی ایک دوسری قسم ہے جسے مخصوص اوقات میں استعمال میں لایا جاتا ہے جیسے حجلہ عروسی کے لیے مخصوص خوشبو جسے بالعموم دلہنیں ہی استعمال کیا کرتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ واضح فرما رہے ہیں کہ جب ہمارے آقا صلی

اللہ علیہ وسلم کو شب معراج دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو پہلے سے بھی زیادہ عجیب تھی۔

تصریحات

شارحین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا دلالتہ فیہ علی ان صلی اطیب ریح جسدہ من لیلتہ الاسراء کما زعم اذ ریح عروس اخص من مطلق الرائحتہ طیبتہ فلا ینافی انہ طیب الرائحتہ من حین ولد۔ (المواہب مع الزرقانی صـ ۲۲۳ ج ۴)	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی دلالت اس بات پر ہرگز نہیں کہ آپ کا جسم اقدس معراج کے بعد خوشبودار ہوا بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اب آپ کے جسم اقدس کی مہک میں اس طرح اضافہ ہوا کہ اب دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو محسوس ہوئی کیونکہ دلہن کی خوشبو دوسری خوشبوؤں سے ممتاز ہوتی ہے لہٰذا آپ کا یہ قول ان روایات کے منافی نہیں جن میں یہ موجود ہے کہ آپ کے جسم اقدس میں ولادت کے وقت سے خوشبو تھی۔

۲۔ علامہ خفاجی بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو اضافہ پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انہ طیب العنصر لکنہ لما اتصل بالملاء	یہ مسلم ہے کہ آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا لیکن معراج کے موقعہ پر جب آپکا

الاعلیٰ والجنان وھبت علیہ نفحات القدس ازداد ریحان صلی اللہ علیہ وسلم طیب لا یشبہ طیب الدنیا فلہ طیب ذاتی و طیب مکتسب من العالم القدس لا یفارقہ وھو اطیب الطیب (نسیم الریاض صہ ۳۴۸ ج ۱)

گذر ملا اعلیٰ، جنان سے ہوا اور تجلیات باری کے انوار کی فضاؤں نے آپؐ کے جسم اطہر کو مس کیا تو اب اس کی جھلک بھی دکھائی دیتی حالانکہ پہلے بھی آپؐ کے جسم میں ایسی خوشبو تھی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو نہیں کر سکتی تھی گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے جسم اطہر میں دو طرح کی خوشبوئیں تھیں ایک تو ذاتی جو ولادت سے پہلے ہی موجود تھی اور ایک کسبی جو عالم قدس و انوار کا مظہر تھی اور یہ خوشبو بھی پھر آپ کے جسم اطہر کا حصّہ بن گئی اور یہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر تھی۔

دائمی خوشبو

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان طیب الریح دائمًا۔ (جمع الوسائل صہ ۲ ج ۲)

اے مسلمان اس بات پر یقین رکھ کر آپ کا جسم اطہر ہمیشہ سے خوشبودار تھا۔

خوشبو بعد وصال

یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ انسانی جسم سے جب روح پرواز کر جاتی ہے تو اس کے بعد

وہ بے اختیار ہو جاتا ہے اس کے بعد جسم کی تر و تازگی بحال نہیں رہتی۔ جسم مصطفوی کا بھی یہ امتیاز ہے کہ وصال کے بعد وہ نہ صرف تر و تازہ رہا بلکہ اس کی مہک بھی اسی طرح قائم رہی جس طرح قبل از وصال تھی۔

شفا شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

غسلت النبی فذھبت انظر ما یکون من المیت فلم اجد شیئاً فقلت طبت حیاً ومیتاً (شفاء قاضی عیاض ص۸۹ ج۱)	میں نے رسالتمآبؐ کو غسل دیا جب میں نے آپ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی ایسی کوئی چیز نہ پائی جو دیگر اموات سے خارج ہوتی ہے تو پکار اٹھا کہ اللہ کے محبوب ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں پاکیزگی کا منبع ہیں۔

اور پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

وسطعت منہ ریح طیبۃ لم نجد مثلھا قط (شفاء ص۸۹ ج۱)	(غسل کے وقت ہی) آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو کے جھلکے شروع ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی نہ سُنی۔

فائدہ | ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب میں نے آپ کے مبارک پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو بس ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی۔

فاح ریح المسک فی البیت لما فی بطنہ (شرح شفا ملا علی ص۱۶۱ ج۱)	تمام گھر خوشبو سے مہک اٹھا۔

فائدہ | حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک روایت میں

یہ بھی ہے کہ جب آپ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا۔

قیل وانتشر فی المدینۃ تو تمام مدینہ خوشبو سے مہک اٹھا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

وضعت یدی صدر رسول اللہ یوم مات فمر بی جمع آکل واتوضاء ما یذھب ریح المسک من یدی۔ (خصائص کبریٰ ص۲۷۴)

میں نے وصال کے بعد آپ کے سینہ اقدس پہ ہاتھ رکھا اس کے بعد مدت گزر گئی کھاتا بھی کھاتی ہوں وضو بھی کرتی ہوں (یعنی کام کاج کرتی ہوں) لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

؎ واہ رے عطر خداداد مہکنا ترا۔

خوشبودار مزار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہو چکے تو سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر انور پر حاضر ہوئیں۔

فاخذت قبضۃ من تراب القبر فوضعتہ علیٰ عینھا وبکت وانشأت

تربت مبارک کی خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ما ذا علی من شم تربۃ احمد
ان لایشم مدی الزمان غوالیا

جس شخص نے آپ کی تربت مبارکہ کی خاک کی خوشبو کو سونگھ لیا اسے اس کے بعد دنیا میں کسی خوشبو کی ضرورت نہیں رہتی۔

زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ خوشبو

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ جن راستوں سے گذر جاتے وہ آپ کے جسم اطہر کی خوشبو سے مہک اُٹھتے تھے اس پر اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ آج بھی آپ کا مدینہ پاک خوشبو سے مہک رہا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف محبوب مدینہ۔

جسمِ مطہّر

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کی طہارت کا کیا کہنا کہ وہ اشیاء (فضلات) جو دوسرے بشروں کے بدبودار اور پلید ہیں وہ آپ کے طاہر و مطہر بلکہ معطر و معنبر تھے مثلاً

خون مبارک

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک نہ صرف پاک بلکہ اس میں عجیب قسم کی مہک تھی۔

امام حاکم، بزار، طبرانی نے بیان کیا ہے کہ ایک موقع پر آپ نے پچھنے لگوائے ان کی وجہ سے جو خون برتن میں جمع ہوا آپ نے عبد اللہ بن زبیر کو حکم دیا کہ اس کو کہیں باہر دفن کر آؤ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر جب یہ خون مبارک لے کر باہر آئے تو سوچا کہ اسے کہاں دفن کروں؟ اچانک خیال آیا کہ آج تو اسے بطور تبرک پی ہی لینا چاہیے کیونکہ ایسا موقعہ شاید دوبارہ نہ آئے۔ آپ نے یہ سوچ کر خون پی لیا۔

فبلغ رسول اللہ فعلہ	رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب
فقال اما انہ لا تصیبہ	اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے
النار (شرح الشفاء ص ۱۶۱ ج ۱)	فرمایا عبد اللہ بن زبیر کے جسم کو جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی۔

خونِ اقدس شہد سے میٹھا تھا

مشہور تابعی امام شعبی بیان کرتے ہیں۔

نقیل لابن الزبیر	عبداللہ بن زبیر سے لوگوں نے پوچھا
کیف وجدت طعم الدم	کہ بتایئے آپ کے خون کا ذائقہ کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا۔
اما الطعم فطعم العسل	ذائقہ شہد کی طرح اور اس کی خوشبو
واما الرائحة فرائحة المسک۔	کستوری سے بڑھ کر تھی۔

وصال کے وقت تک منہ سے خوشبو آتی رہی

امام قسطلانی کتاب الجوہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

لما شرب عبد اللہ بن زبیر دمہ تضوع فمہ مسکاً وبقیت رائحتہ موجودۃ فی فمہ الی ان صلب۔	جب سے عبداللہ بن زبیر نے آپ کا خون مبارک نوش کیا تھا اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ خوشبو آتی تھی حتیٰ کہ وہ خوشبو ان کے منہ میں اس دن تک رہی جب تک ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔

(فائدہ) جسم کی طہارت کا اس سے بڑھ کر اور کونسا کمال ہوگا۔ کہ جس پر بھی جسم کا کوئی حصہ مس کر جاتا وہ بھی معنبر و معطر ہو جاتا۔

عطری بنادیا اس طرح خوشبودار تھا کہ اگر کسی بھی شخص کا جسم آپ کے ساتھ مس ہو جاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہو جاتی شلاً اگر کسی نے آپ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہوتی۔ اگر آپ نے کسی کے جسم پہ دستِ شفقت پھیر دیا تو اس کے جسم سے خوشبو آتی رہتی۔ جس بچے کے سر پہ آپ اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتے وہ اس کی برکت سے آنے والی خوشبو کی وجہ سے اس طرح دوسروں سے ممتاز ہو جاتا کہ ہر کوئی کہتا کہ اس کے سر پہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

وکان کفہ کف عطار مسّہا طیب لم اریمسّہا بہ یصافحہ المصافح فیظل یجد ریحہا ویضع یدہٗ علی راس الصبی فیعرف من بین الصبیان من ریحہا من راسہ (مواہب لدنیہ)	کہ آپ دنیاوی خوشبو استعمال فرمائیں یا نہ فرمائیں آپ کے مبارک ہاتھ ہر وقت اس طرح خوشبودار رہتے جس طرح کسی عطار کا ہاتھ ہوتا ہے اگر کوئی شخص آپ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کر لیتا تو تمام دن اس کے ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی اسی طرح اگر آپ کسی بھی بچے کے سر پہ اپنا دستِ شفقت رکھ دیتے تو وہ بچہ اس کی خوشبو سے تمام بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

لعاب دہن طبرانی میں حضرت عتبہ بن فرقد (جنہوں نے فاروقِ اعظم کے عہد مبارک میں موصل کو فتح کیا) کے بارے

میں ان کی اہلیہ امِ عاصم سے مروی ہے کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر ایک اپنے خاوند کی خاطر ایک دوسرے سے زیادہ اور اچھی خوشبو استعمال کرتی لیکن اس کے باوجود عتبہ کے جسم کی خوشبو ہماری خوشبو سے غالب رہتی۔ اس طرح جب عتبہ کسی محفل یا اجتماع میں جاتے تو لوگ ان سے پوچھتے کہ آپ یہ خوشبو کہاں سے لاتے ہیں ایسی خوشبو تو ہمیں میسّر نہیں ایک دن ہم تمام خواتین نے ان سے پوچھا کہ ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ سے کام لیتی ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کے جسم کی خوشبو بغیر خوشبو کے استعمال کے اس پر غالب آجاتی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟

اس پر حضرت عتبہ نے یہ واقعہ سُنایا۔

اخذنی الشری علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتیته فشکوت ذلك الیه فامرنی ان اتجرد فتجردت وقعدت بین یدیه والقیت ثوبی علی فرجی فنفث فی یده ومسح ظهری وبطنی بیده فعبق بی هذا الطیب من یومئذ (رواه الطبرانی)

میرے جسم پر رسالتمآب صلی اللہ وسلم کی ظاہری حیات میں پھنسیاں نکل آئیں۔ میں نے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر ان کے بارے میں عرض کیا آپ نے مجھے کپڑے اُتارنے کا حکم دیا۔ میں نے کپڑے اُتار کر اور ستر ڈھانپ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اپنے دستِ مبارک پر دم فرما کر میری پشت اور پیٹ پر پھیرا جس دن سے میرے آقا نے دستِ مبارک پھیرا ہے اسی دن سے میرا جسم اس عمدہ خوشبو سے لبریز رہتا ہے۔

(المواہب اللدنیہ ج۱ ص۲۸۲ حجۃ اللہ علی العالمین)

فائدہ | یہاں مقصود ان کی پھنسیوں کا علاج تھا مگر آپ کے لعاب اطہر نے ان کے جسم پر ایسا اثر کیا کہ نہ صرف ان کو پھنسیوں اور بیماریوں سے نجات ملی بلکہ جسم کو ہمیشہ کے لیے خوشبودار بنا دیا حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ خوشبو بھی استعمال کرنے سے اس کا اثر دو چار روز تک نہیں رہتا۔ اس کے بعد اس کا ازالہ ہو جاتا ہے مگر لعاب دہن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر دیکھئے کہ اس نے جسم کو ہمیشہ کے لیے معطر کر دیا۔

فضلات رسول کی خوشبو

فضلات لغت میں زوائد کو کہتے ہیں اور عرف میں پیشاب پاخانہ اور ہماری مراد ان کے علاوہ تھوک، کھنکار، رینٹھ وغیرہ ہے اہلسنت کے نزدیک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ فضلات مبارکہ طیب و طاہر اور بیماریوں کی شفاء اور موجب نجات اور بہشت کے دستاویز ہیں چنانچہ حضرت امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

وَمَا طیب ریحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعرقہ وفضلاتہ فقد کانت الرائحۃ الطیبۃ صفتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مواہب لدنیہ)

بہر حال آپ کی خوشبو اور پسینہ و فضلات مبارک خوشبو والے تھے اور خوشبو مہکتی ہوئی آپ کی جنت سے تھی۔

اس کے بعد یہی امام لکھتے ہیں۔

وروی انہ کان یتبرک ببولہ ودمہ صلی اللہ

مروی ہے کہ آپ کے بول مبارک اور خون مبارک سے تبرک حاصل

علیہ وآلہ وسلم۔ کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وہیچکس اثر فضلہ الیشان را بر روئے زمین ندیدہ زمین می شگافت وفرو می رود وازاں مکان بوئے مشک شمیدند (تفسیر عزیزی ص۳۱۹ پ ۳۰)

کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلہ پاک کا نشان زمین پر نہ دیکھا بلکہ زمین نگل لیتی اس سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے۔

فائدہ اس مسئلہ میں فقیر کی کتاب ''الدلائل القاہرہ'' عرف ''فضلات رسول'' خوب ہے قارئین کے لیے یہاں چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

فہرست حوالہ جات تصنیفات اسلاف در طہارۃ فضلات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	نام کتاب اسم مصنف رحمہ اللہ تعالےٰ	صفحہ
۱	بخاری شریف امام البخاری رحمہ اللہ الباری	ج۱۔ ۲۷۰
۲	عمدۃ القاری للامام بدرالدین العینی رحمہ اللہ	ج۱ ۱۹
۳	الخصائص الکبریٰ الامام السیوطی رحمہ اللہ	۲۵۲/۹ ج۲/ج۱
۴	کشف الغمہ لامام الشعرانی رحمہ اللہ	ج۲۔ ۵۰
۵	مواہب لدنیہ لامام القسطلانی مع شرح الامام الزرقانی رحمہ اللہ	ج۴۔ ۲۳۳ ج۱۔ ۱۷۰
۶	مدارج للشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ	ج۱۔ ۲۴/۲۵
۷	اشعۃ اللمعات ″ ″ ″	ج۱۔ ۲۴۴
۸	ردالمختار لاامام ابن العابدین شامی رحمہ اللہ	ج۱ ۲۳۳
۹	مرقات شرح مشکوٰۃ لاامام علی القاری رحمہ اللہ	ج۱۔ ۳۴۰

۱۰	جمع الوسائل شرح الشمائل للامام علی القاری رحمہ اللہ	۳/۲ ، ج۱
۱۱	شرح الشفاء علی الخفاجی " "	۳۵۳/۳۵۴ ، ج۱
۱۲	شفا شریف للقاضی عیاض احمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۳/۵۴ ، ج۱
۱۳	تہذیب الاسماء واللغات للامام النووی شارح مسلم رحمہ اللہ	
۱۴	تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ	پ ۳۰ ص ۲۱۹ سورۃ انشقاق
۱۵	دلائل النبوۃ الامام ابی نعیم رحمہ اللہ	ص ۲۸۰ ، ۲۸۱
۱۶	زرقانی علی المواہب للامام عبدالباقی الزرقانی رحمہ اللہ شرح الاشباہ للبیری رحمہ اللہ	۲۲۷/۲۲۸ ، ۲۲۸/۲۲۲ ج۴
۱۷	کبیری شرح منیہ للامام الحلبی رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۸۰
۱۸	فتح الباری شرح بخاری للامام ابن حجر رحمہ اللہ	۲۱۸ ، ج۱
۱۹	فیض الباری حاشیہ بخاری از انور کشمیری دیوبندی	۲۵۰/۲۵۱ ، ج۱
۲۰	جواہر البحار الامام النبہانی رحمہ اللہ جلد اول کے صفحات	۲۰۴ تا ۲۷۸
۲۱	انوار الباری شرح بخاری احمد رضا بجنوری دیوبندی	
۲۲	نشر الطیب (اشرف علی تھانوی)	
۲۳	جمال باکمال (مفتی جامعہ عباسیہ) بہاولپور	

حقیقت فضلات

ہماری غذا کے اثرات پلید اور غلیظ اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غذا مبارک کے فضلات شریفہ طیب وطاہر بلکہ دارین کی نجات کے ضامن۔ لیکن بے سمجھ کے بارے میں ظاہر ہے کہ اسے دفتر بھی بے کار پھر وہ بے سمجھی کے ساتھ ضدی بھی ہو تو۔۔۔

بول اقدس

صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول اقدس پینا نصیب ہوا انہوں نے عمداً بول سمجھ کر پیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم

ہوتا تو بجائے اظہار ناراضگی کے دارین کے انعامات کی نوید سے نوازتے چند خوش قسمت صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کے واقعات میں سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

اُم ایمن رضی اللہ عنہا

بی بی اُم ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اٹھ کر ایک جانب برتن میں پیشاب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی خادمہ جن کا نام اُم ایمن یا برکہ ہے وہ فرماتی ہیں مجھے پیاس لگی تو میں نے پانی سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب مبارک پی لیا۔ صبح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ حضور وہ میں نے پی لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تجھے کبھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی (نسیم الریاض جلد نمبر ا ص ۴۴۸/۴۴۹)

فائدہ

محدثین کرام ملا علی قاری، علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اسی لئے دارقطنی محدث نے امام بخاری اور امام مسلم پر الزام عائد کیا کہ جب یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے موافق صحیح تھی تو انہوں نے اسکو اپنی صحیحین میں کیوں درج نہ کیا اگرچہ یہ الزام صحیح نہیں اس لیئے کہ شیخین نے کبھی اس بات کا التزام نہیں کیا کہ جو حدیث ہماری مقرر کی ہوئی شرط پر صحیح ہوگی ہم ضرور اس کو صحیحین میں لائیں گے لیکن دارقطنی کے اس الزام سے یہ بات ضرور ثابت ہوگئی کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین صحیح ہے۔ (نسیم الریاض جلد نمبر ا ص ۴۴۸ اور شرح شفا ملا علی قاری ص ۱۶۳ ج ۱)

طہارۃ بول اقدس

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بول (پیشاب) مقدس کی طہارت اور ان میں شفاء

اور داخلہ بہشت کے متعلق اسلاف صالحین میں اختلاف نہیں یہاں تک فضلائے دیوبند نے بھی اس مسئلہ میں اہلسنت سے اتفاق کیا۔ صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

رسالہ شیم الحبیب قلمی ص۵ مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی رحمن کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے مستند اور متبرک سمجھ کر نشر الطیب میں بتمامہا نقل کیا ہے۔ در اصل وہ چند احادیث کا خلاصہ ہے۔ وہ احادیث یہ ہیں اور تھانوی صاحب نے یہی نقل کر کے ہماری تائید کی۔

قال انس ما شممت عنبرًا قط و مسکا اطیب من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و کان یصافح فیظل یومہ یجد ریحہا و یضع یدہ علی راس الصبی فیعرف من بین الصبیان بریحہا و نام فی دار انس فجاءت امہ بقارورۃ تجمع فیہا عرقہ فسألہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک فقالت نجعلہ فی طیبنا وھو اطیب الطیب و ذکر امام البخاری فی التاریخ

حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کی خوشبو کو مشک اور عنبر وغیرہ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ پایا اور آپ کسی سے مصافحہ فرماتے ہاتھ ملاتے تو سارا دن اس کے ہاتھوں میں خوشبو پائی جاتی آپ کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ اپنے بچوں میں خوشبو کی وجہ سے ممتاز ہوتا۔ آپ حضرت انس کے گھر میں سونے لگے تو اس کی ماں ایک شیشی میں آپ کا پاک پسینہ جمع کرنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیوں؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اسے خوشبو کے طور پر استعمال کریں گے

الكبير عن جابر لم
يكن يمر النبي صلى الله
عليه وسلم فيتبعه
احد الا عرف انه سلك
من طيبه قال اسحٰق بن
راهويه ان تلك كانت
رائحته بلا طيب وروى
ابراهيم بن اسماعيل
المزني عن جابر انه
اردفني رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فالتقمت
خاتم النبوة بفي فكان ينم
عليّ مسكا وروى انه اذا
تغوط انشقت الارض
فابتلعت غائطه وبوله
وفاحت لذلك رائحة
طيبة كذا روت عائشة
ولذا قيل بطهارة
الحدثين منه حكاه
ابو بكر بن سابق
المالكي وابو نصر

اور یہ بہترین خوشبو ہے اور امام بخاری
نے تاریخ کعبہ میں حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے ذکر کیا ہے کہ آپ جس کوچہ
سے گذر جاتے راستہ چلنے والوں کو کوچہ
کے معطر ہونے کی وجہ سے پتہ چل جاتا
کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔
حضرت اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ آپ
کی یہ خوشبو کسی خوشبو کے استعمال کی وجہ
سے نہ تھی حضرت ابراہیم بن اسماعیل مزنی
نے فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ ایک بار حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر
لیا اور میں نے آپ کی مہر نبوت کو
منہ میں لے لیا تو مشک کی لپٹیں آنے
لگیں اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ جب
قضائے حاجت فرماتے تو زمین پھٹ
جاتی اور آپ کے فضلات کو نگل جاتی
اور اس جگہ سے پاکیزہ خوشبو آتی رہتی
جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
روایت کیا ہے اور اسی لیے حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں حدیثوں سے

وشرب عبد اللہ بن زبیر دم حجامۃ وشربت برکۃ بولہ وام ایمن خادمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم تجد اہ الا کماء عذب طیب۔	باکی کا قول کیا گیا ہے اسے ابوبکر بن سابق مالکی اور ابونصر نے بیان کیا ہے اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے روز آپ کے زخم کو چوسا اور خون پی لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آگ نہیں پہنچے گی اور عبداللہ بن زبیر نے آپ کے پچھنے کا خون پی لیا اور برکت اور ام ایمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی نے بے خبری میں آپ کا پیشاب پی لیا اور انہیں ایسا معلوم ہوا کہ پاکیزہ خوشبودار اور آب شیریں ہے۔

فائدہ | بول اقدس کا خوشبودار ہونا آئمہ اور مخالفین کی تصریح سے ثابت ہو گیا بلکہ پینے والوں نے اس کے خوشبودار ہونے کی تصدیق و تائید فرمائی اس کے باوجود کوئی نہ مانے تو۔۔۔۔

فضلات خوشبوناک

اس حدیث سے اور اسی مضمون کی دیگر احادیث صحیحہ سے جلیل القدر آئمہ دین اور اعلام امت محدثین کرام اور فقہاء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک بلکہ جمیع فضلات شریفہ کی خوشبو اور طہارت کا قول کیا جیسا کہ بالتفصیل عبارات نقل کی گئیں بلکہ بعض روایات حضرات محدثین و شارحین کرام نے اسی مضمون میں فرمائی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول و براز مبارک مشک عنبر سے زیادہ خوشبودار تھا

کئی پشتوں تک خوشبو

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول مبارک پینے والے صحابہ وصحابیات کے ذکر میں ایک روایت بیان فرمائی۔

در بعضے روایات آمدہ است کہ مردے بول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راخوردہ بود پس بوئے خوش می دمید از اولاد وے و تا چند پشت۔ (مدارج النبوۃ)

بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک صحابی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بپشاب مبارک پیا تو اس سے خوشبو مہکتی تھی بلکہ کئی پشتوں تک خوشبو مہکتی رہی۔

ازالہ وہم

پشتوں تک کسی اثر کا باقی رہنا عقلاً مخالفین بھی مانتے ہیں مثلاً موروثی بیماریاں و دیگر عادات اطبا کو مسلم ہیں اور معجزات میں تو عقل کو کوئی دخل نہیں آنکھیں بند کر کے ماننا ایمان بالغیب کا خاصہ ہے اور مذکورہ بالا معجزہ ہے اور اس طرح کا معجزہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو پشتوں تک مسلم اور صحاح کی احادیث سے ثابت بلکہ مشاہدہ ہے حضرت امام قسطلانی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جس بچی کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ نصیب ہوا اس کی اولاد کو میں نے اپنے دور میں دیکھا کہ ان سے عطر سے بڑھ کر خوشبو مہکتی تھی امام مذکور کا دور دسویں صدی کا ہے تو جب پسینہ کی خوشبو صدیوں تک ماننے میں کسی کو اشکال نہیں تو پیشاب مبارک میں بھی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ بھی فضلہ وہ بھی فضلہ اور اپنے اوپر قیاس کرنا بھی غلط اس لیے کہ تمہارے فضلات غلیظ پلید اور بدبودار اور حضور علیہ السلام کے فضلات سارے طیب طاہر نفیس

لطیف اور خوشبودار۔

بول نوشِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اسی مدارج میں ہے۔

یار دیگر زنے بود کہ نام وے برکۃ بود نیز خدمت می کرد آں حضرت را پس بخورد بول را و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیمار نمے شد آں زن ہرگز مگر بیماں بیماری کہ دراں روز از عالم رفت۔

نیز دوسری بار ایک اور بی بی جس کا نام برکت تھا رضی اللہ عنہا جو حضور علیہ السلام کی خدمت کرتی تھی اس نے بھی آپ کا بول مبارک پیا۔ آپ نے اسے فرمایا اے ام یوسف (اس کی کنیت تھی) تو تندرست رہے گی وہ بیمار نہ ہوئی بس آخری بیماری سے وفات پائی۔

یہی شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

و در بعضے روایات آمدہ است کہ مردے بول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راخوردہ بود پس بوے خوش می دمید از وے و اولاد وے تا چند پشت انتھے۔

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ کسی ایک مرد (صحابی) نے حضور علیہ السلام کا پیشاب وغیرہ پیا تو اس کے منہ سے خوشبو مہکتی تھی بلکہ چند پشتوں تک اس کی اولاد سے بھی۔

پھر یہی شیخ لکھتے ہیں۔

در روایت است کہ مردم تبترک میکردند ببول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما بول مذکور شد احادیث

اور مروی ہے کہ عوام (صحابہ کرام) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشاب متبرک سمجھتے تھے چند روایات ہم نے

آن۔ بیان کردی ہیں۔

فائدہ جس ذات مبارکہ و مطہر کا بول و خون تبرک ہو اُس کا موجب برکت نہ ہونا اس کے کوئی معنی نہیں اور جب صحابہ کرام بول اور خون سے برکت حاصل کریں اور خون و پیشاب کو تبرک گردانیں تو ہم اُمتی بدرجہ اولیٰ تبرک مانیں لیکن اُمتی وفادار ہوں ورنہ غدار اُمتی تو اسے بجائے متبرک ماننے کے اسے شرک بتا رہا ہے ایسے غدار اُمتی کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَرَدَةُ الجنّ والانس میں شامل فرمایا یعنی اعلان فرمایا کہ مجھے ہر شے جانتی اور مانتی ہے کہ میں کس شان کا مالک ہوں سوائے چند بد بخت انسانوں اور جنوں کے ایسے غداروں سے حضور علیہ السلام نے "فاحذروھم" ان سے بچ کر رہنا اور فرمایا، اِیّاکُم وَاِیّاھُم (خود کو ان سے دور رکھنا اور انہیں اپنے سے) فقیر نے ان کی علامات الاحادیث النبویہ میں مفصل بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی امت کو مشرک گردانیں گے۔

گل گلاب اندر حدیث شریف میں ہے جو چاہے کہ اسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو اسے چاہیئے کہ وہ گلاب کا پھول سونگھے اس لئے کہ شب معراج آپ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے (حاشیہ دلائل الخیرات)

گلاب کی خوشبو بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج گل سفید اللہ تعالےٰ نے میرے پسینہ سے پیدا فرمایا ایک روایت میں ہے کہ گل سُرخ حضور علیہ السلام کے پسینہ سے پیدا ہوا۔ ایک روایت میں ہے حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج کی واپسی پر میرے پسینہ کا ایک

قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنسی اس لئے گل سرخ پیدا ہو گیا جو شخص مجھے سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھ لے (مواہب لدنیہ)

ازالہ وہم بعض لوگ گلاب کی احادیث پر شک کرتے ہیں حضرت شاہ محدث عبد الحق محقق فنِ حدیث رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ محدثین کی اصطلاحی حق ہے لیکن فضیلت محبوب حق بھی حق ہے اسی لیے امام ابوالفرح ہردانی محدث رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ان احادیث میں وارد ہوا ہے وہ نبی مختار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بحر فضل وفضیلت بے کنار کا ایک قطرہ ہے جو عزت پروردگار عالم نے اپنے حبیب کریم رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی ہے اور جس مرتبہ پر آپ کو بلند فرمایا ہے یہ ان کے بڑے حصّے کی ایک معمولی سی مقدار ہے (مواہب لدنیہ)

مزید دلائل کے لئے فقیر کی تصنیف الدلائل القاہرہ فی ان فضلات النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طیبّہ طاہرہ میں ملاحظہ ہوں۔

براز مقدس انسان کے پیشاب میں بدبو آتی ہے تو معمولی اور غیر محسوس لیکن قضا حاجت کی بدبُو تو جملہ حیوانات سے زیادہ بدبو ہوتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنی قضائے حاجت سے خود بھی نہ صرف بیزار ہوتا ہے بلکہ ناک پر کپڑا رکھتا ہے لیکن حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں یہ تصوّر جہنم میں لے جائے گا بلکہ احادیث صحیحہ کی تشریح سے بشریت کی رٹ لگانے والوں کے منہ پر طمانچہ چند روایات پڑھ کر ایمان تازہ کیجیے کہ براز مبارک میں وہ خوشبو تھی کہ دنیا کے تمام عطریات شرمائیں۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عرض کی کہ

رأيت يارسول الله انك تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرك فما اری شيئا الا انی اجد رائحة المسك۔

یارسول اللہ میں آپ کو بیت الخلاء داخل ہوتے دیکھتی ہوں آپ کی فراغت کے بعد اس میں کچھ نہیں ہوتا سوائے اس کے میں اس سے مشک کی سی خوشبو پاتی ہوں۔

اس کے جواب میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

انا معاشر الانبياء تنبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنة فما خرج منها شیٔ ابتعلته الارض (رواہ ابو نعیم و شفا خصائص صـ ج ۱ زرقانی صـ۲۲۶ ج ۴)

ہم انبیاء علیہم السلام وہ ہیں جن کے اجسام اہل جنت کی ارواح پر ہوتے ہیں اس سے جو کچھ خارج ہوتا ہے اسے زمین نگل جاتی ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ انه صلی الله علیه و آله وسلم اذا اراد ان یتغوط انشقت الارض وابتلعت بوله وغائطه وفاحت لذلك رائحة طیبة (جمع الوسائل و شفاء)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضا حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی وہ آپ کے بول و غائط شریف کو نگل جاتی اسی لیے وہاں سے خوشبو مہکتی رہتی تھی۔

کمال عقیدت جابر رضی اللہ عنہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضا حاجت فرمائی فراغت کے بعد تشریف لائے ہیں اس ارادہ پر گیا کہ آپ سے جو کچھ خارج ہوا کھاؤں گا لیکن وہاں تو کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ اس کے کہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی ہے۔

فائدہ کتنا کمال عقیدت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلہ مبارک کھانے کے لیے بیت الخلا گئے کیا وہ نہیں سمجھتے تھے کہ بشر کا فضلہ پلید اور نجس بلکہ بدبودار تھے لیکن وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر نہیں بلکہ نورِ الٰہ سمجھتے تھے۔

مسئلہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ پیشاب اقدس اور براز مقدس وغیرہما ہمارے لئے نہ صرف دنیا بلکہ بہشت کی ہر نفیس سے نفیس تر غذا سے بڑھ کر ہے لیکن شانِ نبوت اتنا بلند قدر ہے کہ آپ کے لیے فضلات مبارکہ اسی طرح ہیں جیسے ہمارے لیے اپنے فضلات۔ مزید فتاویٰ رضویہ جلد اوّل میں یا فقیر کی کتاب الدلائل القاہرہ فی فضلات الرسول طیبہ وطاہرہ کا مطالعہ کیجئے۔

استنجے کے ڈھیلے کی خوشبو

قضائے حاجت سے فراغت کے بعد مٹی کے تین ڈھیلوں سے استنجا سنت ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم امت کے لیئے ڈھیلے استعمال فرمائے لیکن عام بشر کے صفائی کے ڈھیلوں کا وہی حال ہے جو اس کی قضاء حاجت کا کہ بدبو ہی بدبو لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن ڈھیلوں کو استعمال فرمایا اوّلاً تو وہ بھی بعد فراغت غائب ہو جاتے اگر کچھ بچ گیا تو اس کی خوشبو کا حال صحابی سے سنیئے۔

حضرت مُلا علی القاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ

رُوِیَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ رَاَیْتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَعُدُّ فِی الذَّهَبِ فَلَمَّا خَرَجَ نَظَرْتُ فَلَمْ اَرَ شَیْئًا وَرَاَیْتُ فِی ذٰلِکَ الْمَوْضِعِ ثَلَاثَةَ اَحْجَارٍ اللَّاتِی اسْتَنْجٰی بِهِنَّ یَفُوْحُ مِنْهُنَّ رَوَائِحُ الْمِسْکِ فَکُنْتُ اِذَا جِئْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمَسْجِدَ اَخَذْتُهُنَّ فِیْ جَیْبِیْ فَتَغْلِبُ رَوَائِحُهُنَّ رَوَائِحَ مَنْ تَطَیَّبَ وَتَعَطَّرَ (شرح شفا شریف لعلی القاری جلد نمبر اصفحہ ۱۶۳ و مواہب لدنیہ)

(صحابہ کرام میں سے) ایک مرد سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت رفع کرنے کے لیے بہت دور تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے اس جگہ نظر کی کچھ نہ پایا۔ البتہ ڈھیلے پڑے تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استنجا فرمایا تھا میں نے انہیں اٹھالیا ان ڈھیلوں سے مشک کی خوشبوئیں مہک رہی تھیں جمعہ کے دن جب میں مسجد آتا تو وہ ڈھیلے آستین میں ڈال کر لاتا ان کی خوشبو ایسی مہکتی کہ تمام عطر اور خوشبو لگانے والوں کی خوشبو پر غالب ہو جاتی۔

تعجب بالائے تعجب

ایسی روایات سے وہابی دیوبندی کو اگر شک و شبہ ہو تو وہ مجبوری ہے اس لیے کہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتا ہے لیکن مجھے تعجب ہے ان بعض اہلسنت پر جو آپ کو نوری بشر کے قائل ہیں تو ایسی روایات پہ شک و شبہ کیوں اور پھر روایات نقل کرنے والے بھی معمولی شخصیات نہیں وہ پایۂ کے محدث اور چوٹی کے فقیہہ بلکہ بقول مخالفین مجدد یعنی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ

جو احناف میں ناقد الحدیث اور تحقیق علمی میں عدیم المثال ہیں اور صاحب مواہب بخاری کے شارح اور شوافع میں بلند قدر محقق انہوں نے حدیث شریف مذکور کے علاوہ فضلات مبارکہ کی طہارت اور خوشبو ناک ہونے کی متعدد روایات واحادیث نقل فرماتی ہیں اسی لئے علمی طور تو بھی شک کو گنجائش نہیں اور مذہب عشق میں تو ایسا شک کفر سے کم نہیں۔

محدثانہ گفتگو مخالفین کے ذہن میں ابن تیمیہ کی تعلیم نے یہ تاثر کالمنقش فی الحجر بیٹھا دیا ہے کہ فضائل وکمالات کی روایات ضعیف بلکہ موضوع ہیں لیکن ان کے جو محققین کہلاتے ہیں وہ کبھی غور وفکر سے کام لیتے ہیں اسی لئے ان کے لیے مندرجہ سوال وجواب حاضر ہے۔

سوال امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فضلات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات از ابن علوان موضوع ہے ہم صرف حدیث کے موضوع ہونے کی وجہ سے منکر ہیں اگر کسی حدیث صحیح سے ثابت ہو جائے تو ہم ماننے کو تیار ہیں۔

جواب یہ صرف زبانی بات ہے ورنہ ہم اسی طہارۃ فضلات کو صحیح ثابت کر دکھاتے ہیں حضرت امام جلال الدین سیوطی پر اللہ تعالےٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرماتے وہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام بیہقی کا قول درست نہیں کیونکہ یہی حدیث سات سندات صحیحہ سے مروی ہے اس کے بعد سات سندات بیان فرمائیں فقیر اویسی غفرلہٗ ان کی تلخیص کر کے لکھتا ہے۔

نقشہ سبع سندات

نمبر شمار	سند کا متن	حوالہ
۱	اسماعیل ۔ عتبہ ۔ محمد ۔ ام سعد ۔ عائشہ صدیقہ	ابونعیم
۲	محمد ۔ علی ۔ زکریا ۔ شہاب ۔ عبدالکریم ۔ ابوعبدالکریم کنیز عائشہ (رضی اللہ عنہا)	ابونعیم
۳	مخلد ، محمد ۔ موسیٰ ۔ ابراہیم ۔ المنہار لیلی کنیز عائشہ صدیقہ)	حاکم فی المستدرک
۴	محمد بن سلیمان باہلی ۔ محمد بن احسان اموی ۔ عبدہ بن سلیمان ، ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا ، امام سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ سند کے اعتبار سے اعلیٰ ہے ابن دحیہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا یہ سند ثابت ہے محمد بن حسان بغدادی ثقہ ہے اور صالح شخص ہے اور عبدہ شیخین کے راویوں سے ہے ۔	دار قطنی فی الافراد
۵	عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی ، عبدالملک بن عبداللہ بن ولید از ذکوان (مرسلاً)	حکیم ترمذی
۶	یہ سند امام سیوطی و فدجنات میں لائے ہیں ۔	
۷	وہی سند جسے سوال میں موضوع کہا گیا ۔	

جِسمُہٗ مُنَوَّرٌ فِی البَیتِ وَالحَرَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	البیت

سے بیت اللہ اور الحرم سے حرم نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ۔ یہ قید اتفاقی ہے ۔ اس لیے کہ آپ صرف حرمین میں نُورٌ عَلٰی نُور نہیں بلکہ آپ علے الاخلاق نور ہیں جس پر قرآن

قرآن مجید :۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا
مِصْبَاحٌ ۔ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ
اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔

ہمارا عقیدہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے اپنے پیارے محبوب و مکرم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور مبارک کو پیدا فرمایا اور ہمیں اس نور عظیم کی پہچان کرانے کے لیے قرآن کریم میں صاف صاف بیان فرمایا۔ بڑے بڑے مفسرین و محدثین کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے آیات مذکورہ میں کلمہ نور "مثل نورہ" "سراجاً منیراً" اور "نور اللہ" سے نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وجود اطہر مراد لیا ہے۔ جس کی تفصیل تصانیف اہلسنت میں ہے۔

احادیث مبارکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت مقدسہ کے متعلق بیشمار احادیث مبارکہ کتب احادیث و تفاسیر میں موجود ہیں منجملہ ان کے حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بہت مشہور ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتا دیجیے کہ سب سے پہلے اللہ عز و جل نے کیا چیز بنائی فرمایا: اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں

خدانے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح وقلم، جنت ودوزخ، فرشتے آسمان۔ زمین۔ سورج، چاند۔ جن۔ آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ اس نور کے چار حصّے بنائے۔ پہلے سے قلم دوسرے سے لوح۔ تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصّے کئے الیٰ آخر الحدیث۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں روایت کیا اور بہت کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے مثلاً دلائل النبوۃ، ابو نعیم، مدارج النبوۃ، خصائص کبریٰ وغیرہ۔

اقوال العلماء والمشائخ

۱۔ منطق الطیر میں شیخ عطار رحمۃ اللہ نے فرمایا۔

آفتاب شرع دریائے یقین نور عالم رحمۃ للعالمین

وجہ کونین سلطان ہمہ۔ آفتاب جان و ایمان ہمہ

نور او مقصود مخلوقات بود۔ اصل معدوت و موجودات بود

ترجمہ:۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آفتاب شرع اور یقین کے بحر بے پایاں اور سب جملہ عالم کے نور اور رحمۃ للعلمین ہیں۔ آپ کونین کی اصل اور سب کے سلطان ہیں اور آپ ایمان وجان کے آفتاب ہیں تمام مخلوقات کا مقصود آپ کا نور ہے آپ ہی اصل و موجودات ہیں۔

۲۔ مطالع المسرات میں امام فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِسمُہٗ صَلَّے اللّٰہُ تَعَالٰے عَلَیہِ وَسَلَّمَ مُحیِی لاحیاءِ جَمِیع الکَونِ بِہٖ صَلَّے اللّٰہُ تَعَالٰے عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ رُوحُہٗ وَحَیَاتُہٗ وَسَبَبُ وَجُودِہٖ وَلِقَائِہٖ۔

ترجمہ :۔ حضور اقدس کا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک محی ہے۔ زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے

تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اُس کے باوجود بقا کے سبب ہیں غرضیکہ اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب اُن کے عکس و ظہور ہیں ۔

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔

تو اصل وجود آمدی از نخست ۔۔۔ دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست ۔۔۔ ہمہ نور ہا پرتو نور اوست

اسی طرح تمام اسلاف کا عقیدہ ہے تفصیل کتب اہلسنت میں ہے ۔

شَمسُ الضُحیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | آپ ضُحیٰ کے آفتاب ہیں یہ صرف اظہار کمال کے لیے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جملہ کائنات کے آفتاب ہیں

ازالہ وہم | جن لوگوں کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا انکار ہے انہیں آپ کی نورانیت کا بھی انکار ہے ہم یہاں مختصراً نورانیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات نقل کردیتے ہیں تاکہ کسی کو شک وشبہ نہ رہے ۔

دُعائے نور | بخاری و مسلم وغیرہ ہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دُعائے منقول جس کا خلاصہ یہ ہے ۔

اَللّٰھُمَّ اجعل فی قلبی نورا و بصری نورا و فی سمعی

نوراً او فی عصبی نوراً و فی لحمی نوراً و فی دمی نوراً و فی شعری نوراً و فی بشری نوراً و عن یمینی نوراً و عن شمالی نوراً و امامی نوراً و خلفی نوراً و فوقی نوراً و تحتی نوراً و اجعلنی نوراً۔

اے اللہ میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت پوست وخون اور استخوان اور میرے زیر و زبر اور بالا و پس و پیش اور چپ و راست اور ہر عضو میں نور رہ مجھے نور کر دے۔

فائدہ علامہ عینی شارح بخاری و دیگر ائمہ نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر دعا مستجاب ہوتی اور من جملہ یہ دعا قبول ہوئی تو آپ کو نور یعنی آپ کی بشریت کو بھی نوری ماننا چاہیئے۔

سوال اس دعاء سے یہ ثابت ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہلے نور نہ تھے دعا مانگی تو نور ہوتے حالانکہ تم اہلسنت کہتے ہو کہ آپ پیدائشی نور ہیں بلکہ اول الخلق ہونے کی حیثیت سے سب سے پہلے نور ہیں۔

جواب:۔ ضروری نہیں کہ جب دعاء مانگی جائے اور وہ شے اس سے پہلے نہ ہو بلکہ کبھی شے پہلے بھی ہوتی ہے لیکن استقامت یا اضافہ و برکت کے لیے دعا مانگی جاتی ہے مثلاً ہم نماز میں پڑھتے ہیں "اِھدِنا الصراط المُستَقِیم" ہدایت کی دعا مانگنے سے یہاں استقامت مراد ہے۔

بدر الدجیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ظلمات اور تاریکیوں کو ہٹانے کے چودھویں کے چاند ہیں۔ الدجیٰ

سے ظلمات کفر وضلالت بھی مراد ہو سکتی ہیں اور ظاہری تاریکیاں بھی اس لیے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) معنوی نور بھی ہیں جس کی بھی چند روایات حاضر ہیں۔

انتباہ مخالفین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معنوی نور تو مانتے ہیں لیکن حسی نور کے منکر ہیں۔ فقیر ذیل میں چند روایات عرض کرتا ہے۔

عقیدہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا مسروراً تبرق اساریر وجھہ (بخاری ص ۵۰۲ ج ۱)

ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش اور مسرور ہو کر میرے پاس آئے درآنحالیکہ حضور کی پیشانی کے خطوط چمک رہے تھے۔

ازالہ وہم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشراً من البشر (مشکوٰۃ)

حضور علیہ السلام بشروں میں ایک بشر تھے۔

مخالفین یہ روایت کرتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے اس لیے کہ ہم حضور علیہ السلام کو بشر مانتے ہیں لیکن اپنے جیسا نہیں بلکہ آپ کی بشریت بھی نوری مانتے ہیں جس کی تفصیل گزری۔

حدیث:۔ عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہا قال سألت خالی ھند

بن ابی ھالۃ ربیب النبیؐ صلے اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وَ کان وصافاً عن حلیۃ النبیؐ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم و انا اشتھی ان یصف لی منھا شیئًا التعلق بہٖ فقال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فخما مفخمًا یتلالؤ القمر لیلۃ البدر (شمائل ترمذی ص۲)

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ربیب ہند بن ابی ہالہ سے جو حضور کے بہترین وصاف تھے حضور کا حلیہ مبارک دریافت کیا میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حلیہ مقدسہ سے کچھ بیان کریں اور میں اس سے پوری طرح متعارف ہو جاؤں تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عظیم اور معظم تھے آپ کا چہرہ ایسا چمکتا اور روشنی دیتا تھا جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے اسی حدیث میں آگے چل کر فرماتے ہیں لہ نور یعلوہ۔ حضور کی ناک مبارک کا نور ناک مبارک پر اور آپ کی ذات مقدسہ کا نور ذات پاک پر غالب رہتا تھا۔

شرح علامہ شیخ ابراہیم بیجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ومعنی یتلالؤ یضیٔ ویشرق کاللوٗلوٗ وقولہ تلالوٗ القمر لیلۃ البدر ای مثل تلالوٗ القمر لیلۃ البدر۔

(شرح شمائل ص۲۳ مطبوعہ مصر)

یتلالوٗء کے معنی روشن ہونے اور چمکنے کے ہیں جیسے موتی چمکتا ہے اور تلالوٗ القمر لیلۃ البدر کے معنے یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اس طرح چمکتا ہے جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے۔

حدیث : عن جابر بن سمرۃ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر فلھو عندی احسن من القمر۔

(شمائل ترمذی ص۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ چاندنی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ پر سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ تھا میں حضور کو بھی دیکھتا اور چاند پر بھی نظر کرتا تو حضور میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

شرح :۔ علامہ شیخ ابراہیم بیجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وفی روایۃ فی عینی بدل عندی والتقیید بالعندیۃ فی الروایۃ الاولٰی لیس للتخصیص فان ذالک عند کل احد رآہ کذالک۔

ترجمہ : اور ایک روایت میں عندی کے بجائے فی عینی آیا ہے اور پہلی روایت میں "عندی" کی قید تخصیص کے لیے نہیں ہے یعنی یہ مطلب نہیں کہ میرے نزدیک حضور چاند سے زیادہ حسین تھے بلکہ فی الواقع ہر دیکھنے والے کے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھے اس کے بعد اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

وانما کان صلے اللّٰہ علیہ وسلم احسن لان ضوءہ یغلب علی ضوء القمر بل وعلی ضوء الشمس ففی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی لم یکن لہ ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوءہ علی ضوء الشمس ولم

یقلو مع سراج قط الا غلب ضوءہ علی ضوء السراج"

ترجمہ :- اور حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین اس لئے تھے کہ حضور کی روشنی چاند کی روشنی بلکہ سورج کی روشنی پر غالب رہتی تھی کیونکہ حضرت ابن مبارک اور علامہ ابن جوزی کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور حضور سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر حضور کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔ (المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ ص۳۰)

حدیث :- عن ابی اسحاق قال سأل رجل البراء بن عازب اکان وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر" (بخاری ص۵۰۲ ج۱، شمائل ترمذی ص۳)

حضرت ابواسحاق سے روایت ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں، بلکہ چاند کی طرح تھا۔

شرح :- حضرت علامہ شیخ ابراہیم بیجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قولہ- اکان وجہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم مثل السیف ای فی الاستنادۃ والاستطالۃ والسوال عنہما معًا وقولہ لا بل مثل القمر ای لیس مثل السیف فی الاستنادۃ والاستطالۃ بل مثل القمر المستدیر الذی ھو انور من السیف۔ (المواہب اللدنیہ ص۳۰ مطبوعہ مصر)

ترجمہ :- یعنی کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور روشنی اور لمبائی میں تلوار کی طرح تھا۔ اس کلام میں روشنی اور لمبائی دونوں کے متعلق سوال ہے۔

حضرت براء بن عازب نے دونوں باتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ چہرہ انور روشنی اور لمبائی میں تلوار کی طرح نہ تھا بلکہ گول چاند کی طرح نورانی تھا جو تلوار سے کہیں زیادہ انور اور روشن ہے۔

حدیث :- عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رؤی کالنور یخرج من بین ثنایاہ (شمائل ترمذی)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانتوں کے درمیان کشادگی والے تھے یعنی دندان مبارک کے درمیان جھریاں تھیں جب حضور کلام فرماتے تھے تو دندان مبارک کے درمیان جھریوں سے نور یا نور کی مانند کوئی چمکدار چیز نکلتی ہوئی دیکھی جاتی تھی۔

شرح مواہب اللدنیہ کی شرح میں علامہ بجوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ای ذی شیٔ لہ صفاء یلمع کالنور یخرج من بین ثنایاہ ویحتمل ان یکون الکاف زائدۃ للتفخیم ویکون الخارج حینئذ نوراً حسیاً معجزۃ لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

ترجمہ :- حدیث کے معنے یہ ہیں کہ نور کی طرح صاف شفاف چیز چمکتی ہوئی دیکھی جاتی تھی جو حضور کے نورانی دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی اور یہاں یہ

احتمال بھی ہے کہ کالنور میں کاف زائد ہو تفخیم کے لیئے بڑھا دیا گیا ہو۔ اس تقدیر پہ نور حسی تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک کے درمیان سے بطور ظہور معجزہ چمکتا تھا۔

نیز مواہب اللدنیہ میں امام قسطانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وقال ابوھریرہ واذا ضحك صلى الله عليه وسلم تيلألؤ فی الجدر رواہ البزار والبیہقی ای یضئ فی الجدر بضم الجیم والدال جمع جدار وھو الحائط ای یشرق نورہ علیھا اشراقاً کاشراق الشمس علیھا (مواہب اللدنیہ ص۲۷۱ ج ۱۰)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ حضور علیہ السلام نے ایک مرد کے چہرہ پہ نورانی اور مبارک ہاتھ پھیرا اُس کے چہرہ پہ ہمیشہ نور رہا اور حضرت قتادہ بن ملحان کے چہرہ پہ ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرہ میں روشنی اور چمک تھی یہاں تک کہ اُس کا چہرہ آئینہ کی طرح تھا کہ ہر چیز اُس کے چہرے سے نظر آتی تھی (خصائص کبری ص ۸۰-۸۱ ج ۱)

اخرج الطبرانی عن ابی قرصافۃ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انا وامی وخالتی فلما رجعنا قالت وامی وخالتی یا ابنی ما را ینا مثل ھذا الرجل	امام طبرانی ابو قرصافہ سے راوی حضرت ابو قرفہ نے فرمایا میں اور میری والدہ اور میری خالہ نے حضور سے بیعت کی۔ جب ہم واپس لوٹے مجھ سے میری والدہ اور خالہ نے فرمایا اے پیارے بیٹے ہم نے حضور کی مثل حسین چہرہ والا اور صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا نہ دیکھا اور ہم نے دیکھا آپ

احسن وجهاً ولا انقى ثوبا
ولا الين كلاما ورأينا
ان النور يخرج من فيه

کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا۔
(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲)

حضور علیہ السلام نور ہیں۔

ساله الطفيل بن عمرو
آية لقومه وقال اللهم
نور له فسطع له نور
بين عينيه فقال اخاف
ان يكون مثلة فتحول الى
طرف سوطه وكان يضيئ
في الليل المظلم فسمي ذا
النور واعطى قتادة بن
النعمان لما صلى معه العشاء
ليلة مظلمة مطيرة
عرجونا وقال انطلق به
فانه سيضيئ لك من بين
يديك عشرا ومن خلفك
عشرا فاذا دخلت بيتك
فسترى سوادا فاضربه
حتى يخرج فانه شيطان
فكان كذالك ومسح وجه

فرماتے تھے حضرت طفیل بن عمرو نے
اپنی قوم کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے کوئی نشانی طلب کی حضور قاسم نور
نے کہا "اللھم نور لہ" اے اللہ اس
کے لیے نور کر دے تو حضرت طفیل
کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا۔ فرمایا
میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ
مثلہ (صورت بگڑا ہوا آفت زدہ)
ہو تو وہ نور حضرت طفیل کے کوڑے
چابک کی طرف منتقل ہوا اور اندھیری
رات میں وہ چابک روشن رہتا تھا۔
اسی لیے طفیل کا نام ذوالنور نور والا
رکھا گیا اور حضرت قتادہ بن نعمان نے
جب اندھیری، بارش والی رات میں
حضور معطی نور کے ساتھ عشاء کی نماز
پڑھی حضور نے ان کو عرجون (کھجور کہ
کھجور کی جڑ ٹیڑھی ہوتی ہے)

رجل فما زال علے وجهه ملحان فکان لوجهه بریق حتی کان ینظر فی وجهه لما ینظر فی المرآۃ الی غیر ذلک ۔ فیض القدیر ص۷۳ ج ۵

چل دس (ہاتھ یا گز) تیرے آگے اور دس پیچھے تیرے پیچھے روشنی ہوگی اور جب تم اپنے گھر داخل ہو گے تو تم سیاہی دیکھو گے تم اسے مارنا تاکہ وہ نکل جائے وہ شیطان ہے تو ایسا ہی ہوا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب ہنستے تھے تو حضور کا نور دیواروں پر چمکتا تھا اس حدیث کو امام بزار اور بیہقی نے روایت کیا حضرت امام قسطلانی حدیث کے معنے بیان فرماتے ہیں کہ حضور کا نور دیواروں پر ایسا چمکتا اور روشن ہوتا تھا۔ جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر پڑتی ہے اور چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

گم شدہ سوئی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں۔

میں کپڑا سی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا اس لیے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے آئے حضور کے چہرہ انور سے ایسا نور نکلا کر سوئی ظاہر ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ)

مطلع القمرات میں علامہ ابن سبع علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔

کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یضئی البیت المظلم من نورہٖ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے تاریک گھر روشن ہو جاتا ہے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی

مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "نشر الطیب" مطبوعہ تاج کمپنی صفحہ ۱۶۰ پر بھی یہ روایت مندرج ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا. گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۶ پر ہے جب ہنسنے میں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں میں سے نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا۔

بحمدہ تعالےٰ بدلائل قاہرہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نور مطلق ہیں مقید نہیں۔ نور ہدایت۔ نور عالم۔ نور ایمان۔ نور جسم۔ نور جان۔ نور ارض۔ نور سماء۔ تمام نوروں کا نور آپ ہیں. آپ کی نورانیت حقیقی اور جسمانی ہے آپ اعیان ومعانی یعنی ذات وصفات دونوں کے جامع ہیں۔

خاتمہ:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم کانت روحہ نوراً بین یدی اللہ تعالےٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یُسَبِّحُ ذالک النور وتسبیح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم القٰی ذالک النور فی صلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ

الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل اللّٰہ ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی الارحام الطاھرۃ حتیٰ اخرجنی من ابوی فلم یلتقیا علیٰ سفاح قط۔

(الشفاء صـ۲۸ جلد اوّل مطبوعہ مصر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس بحیثیت نور اللہ تعالےٰ کے حضور موجود تھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتا تھا اور ملائکہ حضور کی تسبیح کی اتباع کرتے ہوئے تسبیح کرتے تھے پس جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حضور کے نور کو اس کے صلب میں ودیعت فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلب آدم میں مجھے زمین پر اتارا۔ اور مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی صلب میں منتقل فرمایا اور پھر مجھ کو صلب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں منتقل کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے اصلاب کریمہ سے پاک ارحام میں منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے نکالا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک تمام مرد و عورت بدکاری سے محفوظ رہے۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا اس میں اچھی خصلتیں، شرافت، نجابت تھی اور جن کی پشتوں یا بیٹوں میں یہ نور رہا وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے۔ حضور کے والدین اور دادا، نانا سب کے سب مومن، موحد اور پرہیزگار تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور تو

نور ہوں حضور کی نسل۔ آباء و اجداد نار والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور نورانی لوگوں میں رکھا۔ (اشعۃ اللمعات)

فائدہ | یہی نور اقدس شکل بشر میں آیا جو عالم بالا میں تھا۔ جیسا کہ حدیث مذکور میں تصریح ہے۔

نبی پاک صلی اللہ | صَلِّ رُ الْعُلٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم جیسے عالم سفلی مقتدا و پیشوا ہیں۔ ایسے ہی عالم بالا کے۔ اس کا معنی و مطلب شب معراج ظاہر اور واضح ہوا۔ چنانچہ بطور نمونہ معراج کا ایک مضمون ملاحظہ ہو۔

صحیح بخاری، مسلم، بیہقی میں بروایت ابو سعید ہے کہ بیت المقدس سے فارغ ہونے کے بعد امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے حکمت خداوندی سے ایک نورانی سیڑھی لگا دی گئی اور آپ براق پر سوار ہو کر آسمانِ دنیا پر پہنچ گئے جبریل نے دروازے پر دستک دی۔ ملائکہ محافظین نے پوچھا کون ہے جبریل نے جواب دیا میں جبریل ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے جبریل نے جھوم کے یوں کہا۔

سہ وہ حبیب خدا سید المرسلین خاتم الانبیاء شاہِ دنیا و دین
بزم قوسین میں ہوں گے مسند نشین جشن معراج کا آج کی بات ہے۔

یہ سنتے ہی فرشتوں نے مرحبا اہلاً و سہلاً کا غلغلہ بلند کیا اور دروازہ کھول دیا تو آپ نے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا پر استقبال کے لیے موجود پایا پھر دیکھا آدم علیہ السلام اپنی دائیں جانب دیکھتے ہیں تو کچھ صورتیں نظر آتی ہیں انہیں دیکھ کر وہ مسکراتے ہیں پھر بائیں جانب کچھ صورتیں دیکھ کر رو دیتے ہیں جبریل نے کہا کہ اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام اپنی دائیں

طرف کی صورتیں دیکھ کر اس لیے مسکراتے ہیں کہ وہ سب لوگ جنتی ہیں اور بائیں جانب کی صورتیں دیکھ کر اس لیے روتے ہیں کہ وہ دوزخی ہیں پھر اس کے بعد آنحضرت جبریل کی معیّت میں دوسرے آسمان پر پہنچے جبریل نے دستک دی آواز آئی کون ہے جبریل نے کہا۔ میں جبریل ہوں۔ آواز آئی تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ اللہ کی طرف سے بلائے گئے ہیں پھر فرشتوں نے مرحبا کہا اور دروازہ کھل گیا اور آپ نے وہاں یحیٰی علیہ السلام اور عیسٰے علیہم تسیما کو استقبال کے لیے موجود پایا۔ آپؐ نے انہیں سلام کہا اور انھوں نے مرحبا واہلاً وسہلاً کہا پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم جبریل کے ہمراہ تیسرے آسمان کی طرف چلے۔ دروازہ کھلا۔ ملائکہ نے مرحبا کا غلغلہ بلند کیا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے آپ کا استقبال کیا۔ اس کے بعد آپ چوتھے آسمان پر گئے اور وہاں ادریس علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السّلام آپ سے ملاقی ہوتے چھٹے آسمان پر موسٰے علیہ السّلام کو پایا۔ پھر ساتویں آسمان کی جانب رواں دواں ہوئے تو وہاں اپنے جدّامجد ابراہیم علیہ السّلام کو موجود پایا کہ آپ بیت المعمور کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ نے بھی امام الانبیاء کو مرحبا کہتے ہوئے آپ کا استقبال کیا۔

ملائکہ کی امامت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب میں بیت المعمور میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس کا طواف کر کے سب میرے انتظار کے لیے کھڑے تھے کہ اچانک فرمان خداوندی سے اذان ہوئی اور جبریل نے عرض کیا کہ اے حبیبِ خدا جس طرح آپ نے بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کی۔ اسی طرح یہاں بھی ملائکہ کرام کی امامت فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام ملائکہ کی امامت

کرائی اور انہیں دو رکعت نماز پڑھائی

فائدہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے اس باجماعت نماز پڑھنے سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میری امت کے لیے بھی ایسی ہی جماعت مقرر فرمائی جائے۔ حکم خداوندی ہوا۔ کہ ہم نے تمہاری آرزو پوری کی اور ہم آپ کی خواہش پہ آپ کی امت کو نماز باجماعت کا عطیہ مرحمت فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ ہر جمعہ کو ملائکہ کرام بیت المعمور میں جس قدر عبادت کرتے ہیں اس کا ثواب بھی میں آپ کے ان امتیوں کو دوں گا جو جمعہ کے پڑھنے پہ مداومت کریں گے

انتباہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے لیے کیسے کیسے انعامات لائے لیکن افسوس کہ امت کا یہ حال ہے کہ ان کے اکثر نماز باجماعت سے محروم ہیں بلکہ بہت سے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے اور جمعہ کی حاضری سے بھی اکثر محرومی کا شکار ہیں۔

نور الہدیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے کامل نور ہدایت ہیں کہ انبیاء رسل بھی آپ سے اکتساب فیض کرتے ہیں امام بوصیری رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے

کلهم من رسول اللہ ملتمس ۔ غرفا من البحر اور شفا من الدیم ترجمہ: انبیاء علیہم السلام سب کے سب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتمس ہیں تاکہ انہیں بلجائے آپ کے دریائے سے ایک چلو یا قطرہ از ابر کرم

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

شرح اس شعر کے مصرع اول میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام کمالات حضور علیہ السلام کے کمالات کی ظل تھے وہ اپنے اپنے وقت میں کمالات دکھاتے رہے جب حضور علیہ السلام تشریف لائے ان سب کے کمالات آپ کے کمالات میں ایسے پوشیدہ ہو گئے جیسے سورج کے آنے پر ستارے ایسے پوشیدہ ہو جائے حضرت امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اندرج فی نوره کل نور	نور محمدی میں تمام نور مندرج
والطوی تحت منشور	ہو گئے اور تمام انبیاء علیہم
آیاتہ کل آیتہ نصیرة	السلام کے معجزات وآیات
ودخلت الرسالات کلها	حضور علیہ السلام کے دفتر آیات
فی سلک نبوة والنبوات	میں لپٹ گئے، اور تمام رسالتیں

تحت ورد رسالة (مواهب ج ۱ ص ۳۷۹) — سلیب نبوۃ مصطفویہ میں اور تمام نبوتیں لوائے رسالت محمدیہ میں داخل ہو گئیں۔

فائدہ حضور فضل و شرف کے سورج اور حسن و خوبی کے چاند ہیں اسی فضل کے سورج سے نور لے کر تمام انبیاء کرام چمکے ہیں یعنی حضور اصل ہیں اور سارے انبیاء فرع ہیں آپ سورج ہیں اور سارے رسل تارے ہیں۔

سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا
نیّرِ نور ہو تم سارے رسل تارے ہیں

جس طرح ستارے آفتاب سے نور لے کر چمکتے ہیں لیکن کب چمکتے ہیں جب کہ آفتاب چھپا ہو اسی طرح تمام انبیاء کرام اسی آفتابِ فضل سے نور لے کر چمکے اور اس وقت تک چمکتے رہے جب تک کہ آفتابِ نبوّت کے نیّرِ اعظم نے صحنِ عالم میں قدم نہ رکھا۔

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

حوالہ جات

(۱) علامہ قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں

فَجَمِيعُ مَا ظَهَرَ عَلٰى اَيدِى الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنَ الْاَنْوَارِ فَاِنَّمَا هِيَ مِنْ نُورِهِ الْفَائِضِ

انبیاء کرام و رسل عظام سے جو معجزات ظاہر ہوئے وہ سب حضور کے فیض کا ظہور تھا (مواہب ج ۱ ص ۳۷۹)

(۲) علامہ مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

سب سے اوّل جو فیضانِ نور محمدی ظاہر ہوا وہ پیشانی آدم علیہ السّلام میں ہوا جبکہ اللہ عزّ وجلّ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو اپنا نائب بنا کر تعلیم اسماء فرمائی اور مقام جوامع الکلم محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے نوازا اور حضرت آدم نے ملائکہ پر وہ علم الٰہی ظاہر کیا حتیٰ کہ مخلوق الٰہی کا ظہور ہوا اور اصلاب وانساب بدلتے زمانہ سید المرسلین آیا۔

(۳) حضرت علامہ بوصیرہ رحمۃ اللہ نے فرمایا۔

وکلہم من رسول اللّٰہ ملتمس غرفاً من البحر او رشفاً من الدیم

تمام پیغمبران عظام کلہم حضور علیہ السّلام کے دریائے معرفت سے پانی کے چلو یا قطرہ آپ سے ملتمس

یہ مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل سے مؤید ہے

قرآن مجید

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ	یعنی اور یاد فرمائیے اے محبوب
النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ	جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں
کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ	سے کہ جو میں تمہیں کتاب وحکمت
رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ	دوں پھر تمہارے پاس آئے
لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ	رسول تصدیق فرمایا اس کی جو
قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ	تمہارے ساتھ ہی تو ضرور ہے
عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا	اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور
اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا	اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم
مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝	نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝ ذمہ لیا سب نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں سو جو اس کے بعد پھریگا تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

فیضان نبی پر ہر نبی وولی نہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا میثاق بلکہ عالم ارواح میں آپ سے مستقل طور نبی علیہ السّلام نے فیض پایا (روح المعانی) بلکہ اپنے اپنے دور نبوت میں ہر ایک نے آپ سے ہی علمی عملی پیاس بجھائی قرآن مجید میں ہے۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ یہ نبی تمہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں اور ان علوم کی تعلیم دیتے ہیں جو تم نے نہیں جانتے

فائدہ آیت کے عموم کا تقاضا یونہی ہے جس کی تائید حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے عمل سے ہوتی ہے۔

تعلیم عیسیٰ علیہ السّلام امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ عیسی علیہم السلام اذا نزل یجتمع بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الارض فلا مانع یاخذ عنہ ما احتاج الیہ من احکام شریعۃ، (الحاوی للفتاوی صہ ۲۹ ج ۲) بے شک عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پہ تشریف لائیں گے اور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوا کریگی تو اس میں کوئی مانع نہیں کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے آپ کی شریعت کے

احکام حاصل کریں گے جو انہیں ضرورت ہو گی اس موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ نے مستقل رسالہ لکھا ہے

۱۹ علوم بحکم عیسیٰ علیہ : جو الحاوی للفتاوی جلد دوم

السلام مطبوع مصر کے ص۱۷۷ تا ص۲۹۹ تک پھیلا ہوا ہے

کہف الوریٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) | جملہ مخلوق کی جائے پناہ حضور نبی پاک

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسی لیے امام بوصیری قدس سرہٗ نے اس جملہ کی ترجمانی فرمائی ہے ۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواک عند حلول الحادث العمم

اس کا فارسی میں ترجمہ فارسی منظوم مولانا عبدالمالک مشیر مال بہاولپوری مرحوم نے یوں کیا

کیست جز تو نامرم اے بہترین کائنات تا پناہ جویم بدور انقلاب و حادثات

(ترجمہ) اے اشرف المخلوقات سوائے آپؐ کے بوقت نزول احادثات عام کوئی ایسا نہیں ہے جس کے پاس میں جاکر پناہ لوں اس شعر کی شرح میں مولانا عبدالمالک مرحوم نے لکھا جس شخص کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہو اس کے حضور علیہ السلام جائے پناہ ہیں کیونکہ محض خالصاً لوجہ اللہ حضور علیہ السلام کی محبت واطاعت ۔ عین محبت واطاعت الٰہی ہے پس جب کوئی ابن وآن سے قطع تعلق کر کے حضور کے دامان محبت سے وابستہ ہو جائے تو یقیناً وہ مستحق شفاعت ہو گا اور حوادثات دنیویہ میں بھی بوقت دعا توسل بحضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم موجب امن وامان ہے مولانا عبدالمالک مرحوم فرماتے ہیں بعض منکرین اس شعر سے ناک چڑھایا کرتے ہیں مگر بیچارے بے خبر کیا

کریں بات بات پر شرک کا حکم لگانا ان کے ہاں ایک معمولی امر ہے یہی وجہ ہے کہ فیضان باطنی سے محروم رہتے ہیں مولانا موصوف نے فرمایا۔

اگر ایک لاکھ اور ایک دفعہ یہ شعر ان علماء کو جمع کر کے جو صحیح تلفظ سے پڑھتے ہوں پڑھایا جائے تو ہر ایک مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔

فائدہ اس شعر کے متعلق مزید تفصیل و تحقیق کے لیے فقیر کی شرح قصیدہ بردہ شریف دیکھئے۔

(نوٹ) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دور میں ہر ایک کو مشکل میں مدد فرمائی اور اس طرح تاقیامت پھر میدان حشر میں سب کی مشکل کشائی فرمائی یہاں تک کہ حیوانات، پرند، چرند وغیرہ بھی آپ سے پناہ لیتے یہ موضوع خاصہ طویل ہے حضرت امام یوسف قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف شواہد الحق میں اسے خوب بیان فرمایا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف نے ہر موضوع کے ہر گوشہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

چند نمونے فقیر بھی عرض کر دے۔

آنکھ دکھنے پر فریاد علامہ نبہانی شواہد الحق میں ... عبدالرحمٰن جزولی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کی یا رسول اللہ! میں حضور کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے" پس مجھے آرام آ گیا اور حضور کی برکت سے اب تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

یوسف نبہانی کی فریاد

علامہ نبہانی اپنی کتاب سعادت الدارین میں خود اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں ایسے نا خدا ترس دشمن نے میرے اوپر ایسا افتراء باندھا کہ سلطان عبدالحمید خان نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور علاقہ میں بھیج دیا جائے یہ سن کر مجھے بیقراری ہوئی جمعرات کا دن تھا جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

مجھے نیند آگئی آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا جمعہ کی شام ہی کو سلطان ہی کی طرف سے تار آگیا کہ مجھے بحال رکھا جائے اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مفتری کو رسوا کرے۔

امت کا فریاد رس صلی اللہ علیہ وسلم

فقیہہ ابو محمد اشبیلی نے اپنی کتاب فضیلت حج میں لکھا ہے کہ اہل غرناطہ میں سے ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج سے اطباء عاجز آگئے اور شفا سے مایوس ہو گئے وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک نامہ بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ شریف پر پڑھے گئے تو بیمار اپنے وطن میں اسی وقت تندرست ہو گیا نامہ لے جانے والے نے واپس آکر اسے دیکھا تو ایسا تندرست پایا کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا (وفاء الوفا ص۴۲۳ج۲)

نبی علیہ السلام امتی سے دور نہیں

ابو محمد عبداللہ بن ازدی کی حال جو اندلس میں ایک نیک شخص تھا بیان کرتا ہے کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہو گیا وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے کیلئے اپنے شہر سے نکلا راستے میں کوئی اس کا واقف ملا اس نے کہا کہاں جاتے ہو اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیوں رومیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور تین سو دینار زرفدیہ قرار دیا ہے مجھ میں استطاعت نہیں اس واقف نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ ہر جگہ مفید ہے مگر وہ نہ مانا جب مدینہ پہنچا تو روضہ شریف پر حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اور حضور علیہ السلام سے توسل کیا اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن میں لوٹ جاؤ جب وہ اپنے شہر میں واپس آیا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالیٰ نے رہائی دی ناگاہ وہ رات وہی تھی کہ اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا (شواہد الحق)

دشمن کا طعنہ نہیں سنتے

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا اور بیڑیوں اور کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا ویستغیث ویقول یا رسول اللہ یا رسول اللہ ۔ پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کافر نے طنزاً کہا قُلْ یُنقذک ۔ اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ اذان دو وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں

باوجود نہ ملا ہیں نے مدینہ طیبہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا) کی طرف منہ کر کے بدیں الفاظ فریاد کی۔
یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا مُسْتَغِیْثٌ بِکَ فوراً اونٹ مل گیا حجۃ اللہ ص۱۵)

قرض اتر جائے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے تنگ دستی کی شکایت کی آپ نے اسے وظیفہ بتایا کہ جب تو گھر جائے تو سلام کہہ پھر میری بارگاہ میں بھی سلام پیش کر پھر میری بارگاہ میں بھی سلام پیش کر پھر سورۂ اخلاص پڑھ اس نے اس پر عمل کیا تو چند دنوں میں تنگ دستی کی بجائے فراغ دست ہو گیا
(جلاء الافہام ص۲۵۵ نسیم الریاض ص۴۶۴ ج۳)

(ف) دیکھئے اللہ والوں کو دکھ درد یہاں تک کہ قرض اتارنے کی پریشانی دور کرنے کے لیے بھی درخواست اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دی اور اس کریم نے منگتے کی جھولی بھر دی۔

آپ کی مہربانی چاہیے

حضرت محمد سالم علیہ الرحمتہ نے کہا ہیں مدینہ طیبہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا) کی طرف پیدل گیا راستہ میں جب کمزوری لاحق ہوتی تو عرض کرتا اَنَا ضَیْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ - اے اللہ کے رسول! میں آپ کا مہمان ہوں) فوراً کمزوری دور ہو جاتی ہے حجۃ اللہ ص۸۱۵

کنوئیں سے نکالا

حضرت احمد بن احمد علیہ الرحمتہ ایک دفعہ کنوئیں میں گر گئے انہوں نے یا حَبِیْبِیْ یا محمد کہا فوراً باہر آ گئے ص۸۱۵ ج۲)

کس حال میں ہوں پھر اس نے اذان کہی جس وقت وہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل گئیں جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا (شواہد الحق وحجۃ اللہ علی العالمین ص۸۰۹)

مشکل میں آنا یا رسول اللہ

ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ نکل سکا بالآخر مسلمان قیدیوں سے کہا کہ تم جہاز نکالو فَقُلْنَا بِاَجْمَعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ہم مسلمان قیدیوں نے مل کر یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کا نعرہ لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا حالانکہ ہم صرف چار سو پچاس تھے (حجۃ اللہ ص۱۴۱ ج۲)

قید سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

حضرت ابو یونس علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ دو سو علماء کو امیر بلدۃ نے گرفتار کر لیا ہے ابو یونس نے ان کی رہائی کے لیے حضور اقدس صلی علیہ وسلم کی بارگاہ میں بدیں الفاظ فریاد کی یَا اَحْمَدُ یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ یَا مَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ غَدًا یُطْلَقُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰہ (ترجمہ) کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کر دیئے گئے (حجۃ اللہ ص۱۴۱ ج۲)

مدینہ کو منہ کر کے

حضرت ابو اسحاق نے کہا کہ ایک دفعہ میرا اونٹ گم ہو گیا تلاش بسیار کے

جہاز کنارے لگا

صالح بن شوشا نے کہا ہم کشتی پر سوار تھے کہ دشمن کے جہاز نے ہمارا تعاقب کیا قریب تھا کہ جہاز کشتی کو ڈبو دیتا میں نے عرض کیا یا محمد اغثنا فی ھذا الیوم یا رسول اللہ ہم آپکی مہمانی ہیں یکدم جہاز کا بادبان ٹوٹ گیا اور ہم بخیریت تیونس پہونچ گئے (حجۃ اللہ علی العالمین) ص۱۴۶

مصباح الظلم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکیوں کے چراغ ہیں معنیً بھی اور حسیً کہ آپ نے کفر و شرک اور گمراہی کی تمام جڑیں اکھاڑ کر رکھدیں اور حسیاً کہ آپ کا جسم اطہر نور علی نور تھا چند روایات فقیر نے سابق اوراق میں لکھی ہیں تبرکاً چند یہاں عرض کرتا ہوں۔

گم شدہ سوئی

سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کنت اخیط سقطت منی الابرۃ فطلبتها فلم اقدر علیها فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجہہ فاخبرتہ (رواہ ابن عساکر ج۲ ص۳۶)

اسی حدیث کا ترجمہ فرمایا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

انتباہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسی نور بھی تھے اور معنوی بھی حسی نور بطور خرق عادت واضح طور پر محسوس ہوتا۔

دور سے جائے اسے قہقہہ کہتے ہیں اگر آواز تو ہو اور دور سے نہ سنا جائے تو ضحک کہتے ہیں اگر بالکل آواز نہ پائی جائے تو اسے تبسم بولتے ہیں پس یوں سمجھیئے کہ حضور اکثر اوقات تبسم کی حد سے تجاوز نہ فرماتے شاذو نادر ضحک کی حد تک پہنچتے کیونکہ کثرتِ ضحک دل کو ہلاک کرتا ہے اور قہقہہ کبھی نہ مارتے کیونکہ یہ مکروہ ہے (سیرت رسول عربی)

احادیث مبارکہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذْ تَكَلَّمَ رُءِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ (دارمی مشکوٰۃ ص۵۱۸)

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندانِ مبارک کشادہ تھے جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا ہے

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَؤُ فِى الْجُدُرِ (بزار و بیہقی خصائص الکبریٰ ص۸۴)

کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خندہ فرماتے (تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں) جن سے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا كَانَ ضَحِكُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا تَبَسُّمًا

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا سوائے تبسم کے نہ تھا

چہرہ اقدس کی چمک

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پاتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

رفی شمائل محمدیہ قالت حلیمہ ماکنا نحتاج الیٰ سراج من یوم اخذناہ لان نور وجہہٗ کان انور من السراج فاذا احتجنا الیٰ السراج فی مکان جئنا بہ فتنورت الامکنہ ببرکتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انتہی (تفسیر مظہری جلد ۵ ص۲۴۶)

اور شمائلِ محمدیہ میں ہے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جس دن سے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو لیا اس دن سے ہمیں چراغ کی حاجت نہ رہی اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا نور چراغ سے زیادہ روشن تھا چنانچہ جب کسی جگہ ہمیں چراغ کی ضرورت ہوتی تو وہاں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو لے آتے اور اس مکان کی ہر جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی برکت سے روشن ومنور ہو جاتی۔

قاعدہ

حسّی نور اکثر وبیشتر حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تبسم مبارک سے ظاہر ہوتا رہتا تھا اسی لیے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے عرض کیا ع ؎

تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم عموماً تبسّم فرمایا کرتے تھے تبسّم مبادی ضحک سے ہے اور ضحک کے معنیٰ چہرہ کا انبساط ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں اگر آواز کے ساتھ ہو اور

(ترمذی کتاب المناقب)

صحابہ کرام کی گواہیاں رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ

مَا رَأَيْنَا مِثْلَ هٰذَا الرَّجُلِ اَحْسَنَ وَجْهًا وَلَا اَنْقٰى ثَوْبًا وَلَا اَلْيَنَ كَلَامًا وَرَأَيْنَا كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ فِيْهِ

ہم نے اس شخص کی مثل خوبصورت چہرے والا پاکیزہ لباس والا نرم اور میٹھے کلام والا کوئی نہیں دیکھا اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کے وقت اس کے منہ سے نور نکلتا ہے

(زرقانی علے المواہب ص۴۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَنْوَرَهُمْ لَوْنًا لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفٌ قَطُّ اِلَّا شَبَّهَ وَجْهَهٗ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَكَانَ عَرَقُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ (زرقانی علے المواہب ص۲۲۵)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے جس کسی نے بھی آپ کی توصیف کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ میں یوں معلوم ہوتی تھی جیسے موتی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم

اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ	
حَتّٰی کَاَنَّہٗ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ	مسرور و شادماں ہوتے تو آپ
(بخاری شریف ص)	کا چہرہ ایسا منور ہو جاتا کہ چاند
کا ٹکڑا معلوم ہوتا۔	

نہایہ ابن اثیر میں ہے

اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم
كَانَ اِذَا سُرَّ فَكَاَنَّ وَجْهَهٗ	مسرور و خوش ہوتے تو آپ کا
الْمِرْاٰةَ الَّتِيْ تُرٰى فِيْهَا	چہرہ مثل آئینے کے ہو جاتا کہ
صُوَرُ الْاَشْيَاءِ وَكَانَ	اس میں اشیاء کا عکس نظر آتا
الْجُدُرُ تُلَاحِكُ وَجْهَهٗ	اور دیواریں آپ کے چہرہ میں
اَيْ يُرٰى الْجُدُرُ فِيْ وَجْهِهٖ	میں نظر آجاتیں۔
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	
(زرقانی علی المواہب ص)	

وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں۔ ضحیٰ اشارہ ہے نور جمال مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور واللیل کنایہ ہے حضور پُرنور کے گیسوئے عنبرین سے (خزائن العرفان)

اے کہ شرح والضحیٰ آمد جمال روئے تو
نکتہ واللیل وصف زلف عنبر بوئے تو

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک میں وحی الٰہی معجزات اور دیگر دلائل نبوت کا اثر و ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ چہرۂ مبارک ہی آپ کی دلیل نبوت

کو کافی نہ تھا (زرقانی علی المواہب ص ۲ ج ۴)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) فرماتے ہیں کہ جب حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کو دیکھنے آرہے تھے میں بھی آیا۔

فَلَمَّا رَاَیْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّهٗ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ الْكَذَّابِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

(المستدرک ص ۱۶ ج ۴ خصائص کبریٰ ص ۱)

تو جب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں آپ اس وقت فرما رہے تھے اے لوگو سلامتی پھیلاؤ اور صلہ رحمی یعنی اپنوں سے محبت کرو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اللہ کی عبادت کرو اور سلامتی سے جنت میں جاؤ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم صورت و سیرت تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔

(بخاری شریف ص مسلم شریف ص ۲۵۹ ج ۲)

چہرہ اقدس کے متعلق مزید روایات اور تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ

چہرۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں دیکھئے۔

جمیل الشیم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جمیل عادات وخصائل حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جب کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا "کان خلقہ القرآن" آپ کی عادات قرآن ہی تھیں اس معنیٰ پر آپ کا ظاہر و باطن قرآن ہی قرآن تھا اسی لیے ایمان کی تکمیل کے لیے اس بات کا یقین ضروری اور اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کو اس انداز سے پیدا فرمایا کہ نہ آپ سے پہلے کسی انسان کی تخلیق اس طریقہ سے ہوئی اور نہ بعد میں آپ کو جو کمالات عطا ہوئے ایسا کون شخص ہے جو آپ کے مرتبۂ کمال کو پہنچے اور آپ کے مرتبہ ومقام کو اندازہ لگا سکے یا جس سے آپ کے کمالات معلوم کرنے کی امید ہو خالق کائنات نے آپ کو اپنا حبیب ٹھہرایا اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا آپ کائنات میں سب سے افضل و اشرف ہیں مالک دوجہاں نے آپ کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا آپ کی رحمت تمام جہانوں کے لیے ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہادیٔ کل بنا کر بھیجا تو آپ کی ہدایت سب کے لیے ہیں تو تمام انسانوں سے زیادہ بزرگ و برتر ہیں آپ کی نبوت و رحمت سے کوئی چیز باہر نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو امین و صادق بنایا تو آپ اللہ کی امانت کے سب سے بڑے امین ہیں غیب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور چونکہ اجازت مالک کے بغیر امانت میں تصرّف کرنا خیانت ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کے دریافت کرنے کے باوجود بھی غیب کی کوئی بات

نہیں بتائی تو اس سے آپ کی لاعلمی ثابت نہیں بلکہ آپ کا امین ہونا ثابت ہوتا ہے۔

آپ کی شان تو یہ ہے لولاک لما خلقت الافلاک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ کو پیدا نہ فرماتا تو کائنات کو پیدا نہ فرماتا یہ کمال بھی صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اور آپ نے بلاحجاب دیدارِ الٰہی کیا آپ اللہ اور اللہ کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں آپ کائنات کی ہر شے سے زیادہ طیّب و طاہر، اکمل، افضل بزرگ و برتر ہیں آپ کی خاکِ پا سے عرش کو زینت ملی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حاضر و ناظر بنایا تو کائنات کی کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں جب آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا جو سب سے بڑا غیب ہے تو کون سی ایسی شے ہے جو آپ کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنا اور آپ کی حقیقت کو پہنچ جانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں آپ وہ ہیں کہ آپ کا حال باطن اور حال ظاہر کامل ہے پھر اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اس نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور تمام انسانوں کو خوشخبری دی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پس ثابت ہوا کہ آپ کی اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کیا جا سکتا۔

انا ارسلنٰک شاھداً ومبشراً ونذیراً، بے شک ہم نے بھیجا آپ کو گواہ بنا کر خوشی دیتا اور ڈر سناتا یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے تمام افعال، اقوال، اعمال و احوال سب معلوم ہیں۔

آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا اور نہ

ان پر مطلع ہو سکتا ہے روایت ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے ساتھ گئے تو ایک قبیلہ کے سردار نے آپ سے پوچھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیجئے خالدؓ نے اس سردار سے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا سردار نے کہا ! مجمل طور پر آپ کا وصف بیان کرو خالدؓ نے کہا ! رسول مرسل کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے یعنی بھیجنے والے کا جیسا مرتبہ ہوتا ہے ویسا ہی وہ قاصد بھیجتا ہے خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کو بجز اللہ اور کوئی نہیں جان سکتا آفتاب وماہتاب وغیرہ کی تشبیہات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وارد ہیں برسبیل تقریب اور تمثیل ہیں ورنہ آپ کی ذات اقدس کی تشبیہہ کی محتاج نہیں۔

سراپا حُسن وجمال

یہاں پر آپ کے ظاہری حسن وجمال کا تذکرہ مناسب ہے تاکہ عاشق رسول اس طرز ادا کو تصور میں لائے ممکن ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے زیادہ حسین وجمیل ہیں کہ بعض علماء سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں ہوا اگر آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کی طاقت نہیں رکھتیں آپ کا چہرہ انور آفتاب وماہتاب سے بھی زیادہ روشن اور پر کشش ہے آپ کا سر مبارک بڑا ہے جو عظمت کی نشانی ہے اور دماغی قوت، پر دلیل اور اس کی وجہ سے انسان اپنے غیر سے تمیز کیا جاتا ہے آپ کا چہرہ مبارک نہایت روشن وتاباں ہے نہ آپ زیادہ لانبے ہیں اور نہ ٹھگنے بلکہ آپ کا قد مبارک

میانہ ہے آپ کے حسن وجمال سے دن رات منور ہیں آپ کا چہرہ مبارک نہ بالکل گول ہے اور نہ بالکل لانبا بلکہ متناسب ہے جب آپ مسکراتے تو آپ کی پیشانی مبارک کے خطوط اس مسرت سے روشن ہوتے اور چمکنے لگتے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین وبہتر کسی چیز کو نہیں دیکھا بخاری ومسلم میں حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی چشمان مبارک بڑی بڑی اور پلکیں لانبی لانبی اور آنکھوں میں سرخی کی آمیزش اور آپ کا دہن مبارک کشادہ اور آپ کے قدم مبارک پر گوشت نہیں تھے ایڑیاں پتلی پتلی تھیں محاربی نے اشعث سے انہوں نے ابن اسحٰق سے انہوں نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چاندنی رات میں ایسے حال میں دیکھا جس میں اوّل سے آخر تک چاندنی ہوتی ہے نہ اندھیرا ہوتا ہے نہ ابر کہ آپ سرخ حُلہ پہنے ہوئے تھے کبھی میں آپ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف البتہ آپ میری آنکھوں میں چاند سے احسن تھے ترمذی اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلمؐ کی صفت بیان کی اور یوں کہا آپ حسن وجمال میں چودھویں کے چاند کی طرح تھے آپ کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے آپ گورے تھے رنگ میں سرخی تھی اور آپ کا چہرہ مبارک ملیح تھا بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ رات میں تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن میں ضوء میں دیکھتے تھے آپ کی پیشانی مبارک نہایت کشادہ اور ابروئے مبارک باریک باریک

اور باہم متصل تھے جسم اطہر بہت ہی خوبصورت آپ کی جبین مبارک اپنی چمک اور نورانیت کی وجہ سے عمامہ کے کناروں کو روشن و نمایاں کرتی تھی آپ کے گیسوئے مبارک سے مشک وعنبر کی خوشبو کی مہک آتی تھی آپ کا چہرہ تروتازہ رہتا تھا جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے آپ کامل واکمل تھے مقاتل ابن حیان سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اسے پاکدامن کنواری دنیا سے بے رغبت عورت کے فرزند سن اور اطاعت کر کہ میں نے تجھ کو بے باپ کے پیدا کیا اور تمام اہل جہان کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنایا پس میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی بھروسہ رکھ اور اہل سوران کو خوشخبری سنا دے کہ میں ہی خدائے حیّ و قیوم ہوں ہمیشہ سے ہوں ہمیشہ رہوں گا تم کو چاہیے کہ اس نبی اُمیّ پر ایمان لائیں جو اونٹ پر بیٹھنے والے ہیں ذرہ زیب تن کرنے والے ہیں اور عمامہ باندھنے والے ہوں گے اور جن کے پیر میں نعلین اور ہاتھ میں عصا ہوگا جن کے بال گھنگھریالے ہوں گے اور پیشانی کشادہ ہوگی ابرو ملے ہوں گے ناک اونچی، رخسار بھرپور اور ریش مبارک گھنی ہوگی پلکیں لانبی لانبی سیاہ ہوں گی اور آنکھیں بڑی بڑی سیاہ ہوں گی چہرۂ اقدس پر پسینے کے قطرے مانند موتی کے چمکتے ہوں گے اور اس کی خوشبو مشک کی طرح مہکتی ہوگی اور ان کی گردن چاندی کی ابریق کی طرح ہوگی سبحان اللہ کیا شان ہے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی آپ کا دہان مبارک فراغ اور عظیم تھا جس سے ہمیشہ حق نکلتا ہے آپ کے رخسار نرم تھے آپ کے دانت جدا جدا اور نہایت خوبصورت چمکدار تھے آپ کا لعاب دہن ظاہری اور باطنی بیماریون

کو شفا بخشتا تھا ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھوں میں آپ نے اپنا لعاب دہن ڈالا تھا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گئے گویا ان کی آنکھوں کو کوئی بیماری نہ تھی (امام بخاری اور امام مسلم کی احادیث) آپ نے ایک دفعہ کنوئیں میں کلی فرمائی اس کنوئیں سے مشک کی خوشبو مہکنے لگی حضرت انس کے مکان میں ایک کنوئیں میں آپ نے کلی کی اس کی برکت سے مدینہ منورہ میں کوئی کنواں اس کنوئیں سے زیادہ شیریں نہیں تھا آپ نے ایک دفعہ اپنی زبان مبارک حسن بن فاطمہ رضی اللہ عنہما کے منہ میں دیدی اس وقت وہ نہایت پیاسے تھے انہوں نے آپ کی زبان مبارک چوسی یہاں تک کہ سیراب ہو گئے (ابن عساکر کی حدیث) آپ کا کلام مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شیریں تھا اور ایسے شیریں اور لطیف الفاظ سے کلام فرماتے تھے کہ سننے والوں کا ذہن اس کے معانی کی طرف پہنچ جاتا تھا آپ تمام مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شیریں گفتار و شیریں کلام تھے گویا آپ کا کلام جمیع قلوب کو لے لیتا تھا گویا سننے والوں کے دل آپ کے ہاتھ میں ہوتے تھے جس طور پر آپ چاہتے ان کو پھیر لیتے تھے اور آپ کا کلام سن کر لوگوں کی روحیں اس کی لذت محو ہو جاتی تھیں جو شخص اپنے غم کو آپ سے کہتا آپ اس کی شدتِ غم کو رفع فرما دیتے تھے اور اس کو آپ کے شیریں بیان کو سن کر غم سے نجات مل جاتی تھی ہر مجروح کی شفا آپ کے کلام میں تھی جس وقت آپ تکلم فرماتے جملہ بندگان خدا سے زیادہ فصیح تھے اور جس وقت آپ وعظ فرماتے مخلوق الٰہی سے زیادہ آدمیوں کے واسطے ناصح تھے کوئی بشر آپ کے کلام کے مساوی کلام کی قدرت نہ رکھتا اور نہ ایسا کلام کر سکتا ہے اور نہ کسی نے کیا اور نہ کبھی کرے گا جس وقت

آپ کلام کرتے تو کلام لوگوں کی سمجھ میں اس طرح آجاتا تھا کہ ان کو کسی قسم کا شک نہ ہوتا تھا آپ عجلت میں اور جلدی جلدی باتیں نہیں فرماتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ صاف صاف ملیس اور نرم و شیریں لہجہ میں ادا فرماتے تھے آپ کی زبان مبارک سے ہمیشہ حق کلمہ نکلتا تھا آپ کے کلام کا لوگوں کے قلوب پر براہ راست اثر ہوتا تھا آپ کی فصاحت اس حد تک تھی کہ اس کا اثر فوراً سننے والے کے ذہن میں ہوتا تھا اور آپ کی آواز پر وقار سننے والوں کے کانوں میں رس گھولتی تھی آپ کی جنتوں کے سامنے بڑے بڑے جھگڑا کرنے والے ساکت ہو جاتے تھے آپ کی زبان سے نکلے ہوئے جملے تقدیر الٰہی کا حکم رکھتے ہیں آپ کی زبان مبارک سے کبھی نہ کا لفظ نہیں نکلا آپ جس بات کا اعلان فرما دیں وہی حکم ربی آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات بارگاہ الٰہی میں فوراً درجۂ قبولیت حاصل کرتے تھے ادھر آپ نے دعا فرمائی ادھر پلک جھپکتے ہی بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی آپ کی زبان غمگین لوگوں کے لیے ٹھنڈک اور مرہم کا کام کرتی تھی آپ کی آواز پر ملک جن و انس حجر و شجر چاند و سورج غرض کائنات کا ذرہ ذرہ لبیک کہنے کے لیے بے قرار رہتا ہے۔

تمام امتوں کی شفاعت شفیع الامم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سہرا صرف اور صرف

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے دوسرے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کی شفاعت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت پر موقوف ہے آپ کی شفاعت کبریٰ کے بعد ہی وہ اپنی امتوں کی شفاعت کر سکیں گے۔

شفاعت اس موضوع پر بے شمار تصانیف موجود ہیں فقیر نے شفاعت کا منظر کتاب میں تفصیل سے لکھی ہے چند نمونے بطور تبرک عرض کرتا ہوں۔

لواء الحمد یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات عالیہ میں سے ایک مقام ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں سمیت حضور کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے اس مرتبہ اور مقام کا ذکر متعدد دفعہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

احادیث مبارکہ (۱) لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہو گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو کسی نہ کسی خصوصی دعا کا حق دیا گیا ہے جس کو اس نے اس دنیا میں ہی پورا کر لیا مگر میں نے اپنی امت کے لیے شفاعت کی دعا محفوظ رکھی ہوئی ہے قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوں گا مجھے اس پر فخر نہیں میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے نمودار ہو گا۔

وبیدی لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونہ تحت لوائی ولا فخر (مسند احمد صفحہ ۲۸۱/۱)

اور "حمد" کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا مگر اس پر مجھے فخر نہیں آدم اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام انبیاء پر مجھے چھ ایسی چیزوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں مجھے اگلے اور پچھلے لوگوں پر مغفرت کی بشارت دی گئی ہے مجھ پر مال غنیمت حلال کر دیا گیا میری امت کو تمام امم سے بہتر اور تمام روئے زمین کو میری خاطر مسجد بنا دیا گیا اور پاک کر دیا گیا مجھے حوض کوثر عطا کیا گیا مجھے رعب، ودبدبہ دیا گیا۔

والذی نفسی بیدہ ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ ادم فمن دونہ مجمع الزوائد ص۲۶۹ ج۸)
قسم مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے روز قیامت تمہارے نبی کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اور اس کے نیچے آدم سمیت تمام انبیاء ہوں گے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خطیب بنوں گا لوگ جب مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں بشارت کے ذریعے سہارا دوں گا۔

لواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد ادم علی ربی ولا فخر
اس دن "حمد" کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا اور میں اپنے رب کی بارگاہ میں بنی آدم میں سب سے مکرم ومعزز ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہی ارشاد گرامی ان الفاظ میں مروی ہے بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواہ الا تحت لوائی (الترمذی، کتاب المناقب)
حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا مگر مجھے فخر نہیں اور حضرت آدم سمیت

تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

تمام اولاد آدم میرے جھنڈے تلے ہو گی۔

دخول جنت

وہ حضور ہی ہیں جو سب سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى اَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا

اور حضور سے پہلے انبیاء کو اور حضور کی امت سے پہلے اور امتوں کو جنت میں داخلہ حرام ہو گا۔

حدیث شریف

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اتانی آت من عند ربی فاخبرنی ان یدخل نصف امتی الجنة وبین الشفاعة فاخترت الشفاعة وھی لمن لا یشرک باللّٰہ شیئا (رواہ الترمذی مشکوٰۃ)

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہو گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔

تشریح۔ قیامت کا قائم ہونا برحق اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے قیامت کے روز اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن اٹھیں گے کوئی پیدل ہو گا اور کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدان حشر کو جائیں گے اس دن زمین تانبے کی ہو گی سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہو گا گرمی اور تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے اور گرمی کی حالت میں کثرت

سے پسینہ نکلے گا اور پیاس کی جو کیفیت ہو گی وہ محتاج بیان نہیں زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی ان مصیبتوں کے باوجود کسی کا کوئی پرسان حال نہ ہو گا بھائی سے بھائی بھاگ جائے گا ماں باپ، اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہو گا کوئی کسی کا مددگار نہ ہو گا اس پریشانی کے عالم میں اہل محشر مشورہ کریں گے کہ اپنا کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو قیامت کے پچاس ہزار سال کے دن میں ان مصیبتوں سے رہائی دلائے لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر انبیاء السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت فرمائیں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے ارشاد ہو گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہو گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے اور اس دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے طفیل بے شمار گنہگار جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

صاحب الجود الکرم صلی اللہ علیہ وسلم | آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جود و کرم کا کیا کہنا حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ نے دو لفظوں میں اجمالاً بتا دیا کہ

فان من جودک الدنیا | آپ کے جود کا دنیا و آخرت
وضرتہا | کی نعمتیں ایک حصہ ہے

ہمہ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | مواہب لدنیہ شریف میں ہے هو صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم خزانۃ البر و موضع نفوذ الامر ولا ینقل خیرا عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزانہ رازی الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار سے اس عقیدہ کی پختگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں تھی۔

واقعہ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ | سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس شرح میں بار بار لکھا جا چکا ہے

ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرما رہے ہیں تو انہیں او غیر ذلک فرماتے ہیں اس لیے جنت وہی دے سکتا ہے جو مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون و مختار ہو۔

نکتہ عجیبہ | جب دریائے رحمت جوش میں آیا تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا سَلْ (مانگ) لفظ سل کی عظمت

و رفعت اور عموم و اطلاق پر غور کیجیے شہنشاہِ کونین کس بے نیازی سے فرما رہے ہیں کہ ربیعہ مانگو" یہ نہیں فرماتے فلاں چیز مانگو بلکہ ارشاد ہوتا ہے جو جی میں آئے مانگو کیونکہ لفظ سل میں عموم و اطلاق ہے اور اتنا بڑا عظیم دعویٰ وہی کر سکتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ساری خدائی ہو پھر ربیع کے مانگ لینے پر حضور فرماتے ہیں کہ ربیعہ کچھ اور بھی مانگ لو جو اس امر

پر دال ہے کہ جنت ہی کیا ہم ہر چیز عطا فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز وہی دے سکتا ہے جو ہر چیز کا مالک ہو۔

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

از اطلاق سوال کرد کہ فرمودہ کہ سل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ہر چہ خواہد وہر کہ خواہد بہ اذن پروردگار خود بدہد (اشعۃ اللمعات)

کہ حضور نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ کارخانہ الٰہیہ کی باگ ڈور حضور کے دست تقدس میں ہے آپ جسے چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے۔

آتا فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

واللہ عاصمہ جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اللہ تعالیٰ ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محافظ ونگہبان ہے قرآن مجید:۔ واللہ یعصمک من الناس پ۶ المائدہ ۶۷)۔
اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے

اس کے علاوہ اور بھی متعدد آیات اس کی شاہد ہیں پھر عملی طور پر جو اللہ تعالیٰ سے حفاظت ہوئی اس کی شمار ناممکن ہے

چند جو احادیث مبارکہ اور تواریخ صحیحہ سے ثابت ہیں

اس کا نام عبدالعزیٰ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی چچا تھا حضور

ابولہب | علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بعثت کے بعد قریش کو اکٹھا کیا اور اللہ کا پیغام سنایا تو سب سے

پہلے ابولہب ہی نے تکذیب کی اور کہا کہ (معاذ اللہ)

تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا — تیرا ناس ہو کیا تو نے اسی لیے اکٹھا کیا تھا۔

اسی پر یہ صورت نازل ہوئی۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ — ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہوا

واقعہ بدر کے سات روز بعد ابولہب کو زہریلہ دانہ نکلا بیماری متعدی تھی کوئی قریب نہ بھٹکتا تھا سارے بدن میں زہر سرایت کر گیا اسی حالت میں ختم ہوا تین دن تک لاش پڑی رہی فضا متعفن ہو گئی اس کے گھر والے اس اندیشے سے کہ اس کی بیماری کہیں انہیں نہ لگ جائے اسے ہاتھ نہ لگاتے تھے چند حبشی مزدوروں کو بلا کر لاشے کو اٹھوایا گیا مزدوروں نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے دھکیل کر اس کے لاشے کو گڑھے میں دھکیل دیا اس کا تفصیلی واقعہ تفسیر فوض الرحمان میں ہے۔

عاص و ابوجہل | ابوجہل اس امت کا فرعون تھا اس کی انانیت کو اس طرح ختم کیا گیا کہ دو بچوں کے ہاتھوں قتل ہوا

عاص بن وائل سہمی حضرت عمرو بن العاص کے والد تھے آپ کا ٹھٹھا اڑاتے تھے حضور کے ہاں جتنے بیٹے پیدا ہوئے ان کی زندگی ہی میں وفات پا گئے عاص نے کہا۔

اِنَّ مُحَمَّدًا اَبْتَرُ لَا یَعِیْشُ لَهٗ وَلَدًا

(ترجمہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محمد مقطوع النسل ہیں ان کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ   آپ کا دشمن ہی مقطوع النسل ہے

ہجرت کے ایک ماہ بعد کسی جانور نے پیر پر کاٹا اس قدر پھولا کہ کہ اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اسی میں اعاص کا خاتمہ ہوا (ابن الاثیر ۱۱ج ۲)

اسود بن مطلب | اور اس کے ساتھی جب کبھی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھتے آنکھیں مٹکاتے آپ نے بددعا فرمائی کہ اے اللہ اسود کو اس قابل نہ چھوڑ کہ یہ پر آنکھیں مٹکا سکے اسود ایک کیکر کے نیچے جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے لڑکوں کو آواز دی

مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ میری آنکھوں میں کوئی کانٹے چبھو رہا ہے لڑکوں نے کہا ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا۔

اسود چلاتا رہا مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ! میری آنکھوں میں کوئی کانٹے چبھو رہا ہے یہ کہتے کہتے وہ اندھا ہو گیا۔

اسود بن عبد یغوث | حضور کی شان میں گستاخی کرتا تھا اسے اپنی عقل پر بڑا ناز تھا سر میں پھوڑے اور پھنسیاں نکلیں اور اسی تکلیف میں مرا

حارث بن قیس

حارث بن قیس بھی سخت یاوہ گو تھا ایسی بیماری ہوئی کہ منہ سے پاخانہ آتا تھا اور اسی بیماری میں فوت ہوا تفصیل اس آیت کی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ایذا دینے والوں کی ہلاکت اور تباہی کی تفصیلات حافظ ابن کثیر حضرت امام جلال الدین سیوطی، طبرانی اور بیہقی نے دی ہیں

ابن ابی سراح

عبداللہ ابن ابی سرح کو وحی لکھنے کی خدمت سپرد تھی کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ مرتد ہوا اور آپ کو عیب لگانے لگا جب وہ مر گیا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے قبر سے باہر نکال کر پھینک دیا اس کے اقرباء سمجھے کہ شاید اصحاب رسول نے اس کو نکال دیا ہے لہذا اور زیادہ گہرا گڑھا کھود کر دفن کیا مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا اور نکال باہر پھینکا غرض کئی بار دفن کیا مگر نعش باہر آگئی اور بارگاہ رسالت سے نکالا ہوا قبر سے بھی نکالا گیا۔

عتبہ بن ابولہب

ابولہب کے بیٹے عتبہ نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی تو اللہ کے حبیب نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ	اللہ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما

ابولہب نے کہا میرے بیٹے کی خیر نہیں اس کے بعد نگرانی ہونے لگی

ایک بار عتبہ تجارتی قافلہ کے ساتھ گیا ابولہب نے نوکروں سے اس کی نگرانی کی وصیت کی اور درمیان میں سلانے کی وصیت کی شام کے ملک میں کسی علاقہ میں رات کو سو رہے تھے کہ شیر نکلا سب کو سونگھا بالآخر عتبہ کا منہ سونگھ اسے پھاڑ ڈالا مدارج النبوۃ۔

جبریل خادمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام صدر الملائکہ اور نہایت ہی مقرب ترین بارگاہ ہیں لیکن ہیں خادم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے فرمایا ع جبریل امین خادم دربان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو پیدا ہی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے چنانچہ حضرت امام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ نے جواہر البحار ص ۷۵۴ ج ۱

وسیدنا جبریل علیہ السلام انما خلق لخدمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا جبریل علیہ السلام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں

جبریل امین خادم و دربان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام جملہ ملکوت کے سربراہ ہونے کے باوجود ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان اور خادم ہیں بلکہ غور و فکر سے دیکھا جائے تو جبریل علیہ السلام کی تخلیق بھی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے ہوئی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا

خدمات جبریل علیہ السّلام

خدمت جبریل علیہ السلام کی فہرست طویل ہے فقیر چند نمونے یہاں عرض کرتا ہے۔

معرکۂ بدر

(۱) امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ بدر کی لڑائی میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ھٰذَا جِبْرِیْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ	یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے
فَرَسِہٖ عَلَیْہِ اَدَاوَۃُ	کی لگامیں پکڑے ہوئے ہیں ان
الْحَرْبِ (خصائص ج ۱ صنہ ۲۰)	کے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے

(۲) ابو یعلیٰ وحاکم وبیہقی علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر میں تین مرتبہ سخت آندھی آئی ایسی آندھی میں نے کبھی نہ دیکھی پہلی آندھی جبریل تھے جو ایک لاکھ ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے دوسری آندھی میکائیل تھے جو ایک ہزار ملائکہ کی فوج کے ساتھ آئے اور حضور کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے اور تیسری آندھی۔

اِسْرَافِیْلُ نَزَلَ بِاَلْفٍ	اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں
مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَنْ مَیْسَرَۃِ	کے ساتھ آئے اور حضور صلی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میسرہ تھے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	

(خصائص ج ۱ صنہ ۲۰)

(۳) امام بیہقی ربیع سے راوی حضرت انس نے فرمایا جنگِ بدر میں جن کا فرِ

کو ملائکہ نے قتل کیا ان کو ہم اس طرح جانتے ہیں۔

مِمَّنْ قَتَلُوْهُمْ يُضْرَب — جن کو فرشتے قتل کرتے تھے

فَوْقَ — ان کی

تعارف جبریل علیہ السّلام

جبریل کا قد نہ بہت بلند ہے اور نہ بہت چھوٹا اس کو سفید رنگ کا لباس پہنایا جو جواہر و یواقیت سے مرصع ہے۔ جبریل کے چہرے کا رنگ برف کی طرح سفید ہے اس کے اگلے دانت روشن اور چمکدار ہیں اسکے گلے میں خوبصورت موتیوں کا ہار ہے اور اس کے سرخ یاقوت کے ایک ہزار چھ سو بازو ہیں ہر دو بازوؤں کے درمیان پانچ سال کی مسافت کے برابر فاصلہ یا بعد ہے اس کی گردن بڑی خوبصورت اور لمبی ہے اس کے قدم سرخ اور پنڈلیاں زرد ہیں اس کے پر جن سے پرواز کرتا ہے زعفران سے بنتے ہوئے ہیں جن کی تعداد ستّر ہزار ہے یہ پر سر سے لے کر اس کے قدموں تک ہیں ہر ہر پر پر چاند اور ستارے ہیں اور اس کی آنکھوں کے مابین شمس ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو میکائیل سے پانچ سو سال بعد پیدا کیا جبریئل ہر روز جنت کی ایک نہر میں نہاتا ہے اور پھر اپنے بدن کو جھاڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے پھر وہ فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جبریئل ہر روز سحر کی وقت نور کی نہر سے جو عرش کے دائیں طرف غسل کرتا ہے اس کا نور پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے ایسا ہی اس کا حسن و جمال بھی دوبالا ہو جاتا ہے اور اس کی عظمت بھی زیادہ ہو جاتی ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے

تو اس کے ایک ایک پر سے ستّر ستّر ہزار قطرے جھڑتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ایک ایک قطرے سے ستّر ستّر ہزار فرشتہ پیدا کرتا ہے ان میں سے ہر روز ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور میں اور ستر ہزار بیت اللہ شریف میں داخل ہوتا ہے۔

جبرئیل علیہ السّلام حضور علیہ السلام کو سدرہ پر لائے اور زمین ادب چوم کر رخصت چاہی حضور نے فرمایا مجھے اس وقت کیوں تنہا چھوڑتے ہو عرض کی مجھے یہاں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں وما منا الا لہ مقام معلوم ہم میں کوئی اپنے مقام مقررہ سے تجاوز نہیں کر سکتا اب آپ آگے تشریف فرما ہوں جسے میں اپنی خدمت پوری کر چکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے مجھ سے اللہ تک لیجانے کا وعدہ نہ کیا تھا تو اب کیوں ٹھہرتے ہو یہ فرمایا اور جبرئیل کا ہاتھ پکڑ کر ایک قدم آگے بڑھایا کہ ناگاہ جبرئیل ہیبت الٰہی سے مثل چڑیا کے ہو کر لرزتے اور کانپنے لگے اور باہ وزاری عرض کی یا رسول اللہ مجھے میرے مقام پر جلد واپس فرمایئے ورنہ اگر ایک پورہ بھر آگے قدم بڑھاؤں گا ہیبت وجلال باری سے جل جاؤں گا۔

اگر یکسر موئے برتر پرم ۔۔۔ فروغ تجلی بسوزد پرم

تب حضور نے فرمایا اے جبرئیل قسم ہے عزت وجلال الٰہی کی میں جتنا آگے بڑھتا اور نزدیک ہوتا ہوں شوق وصال زیادہ ہوتا ہے

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک ۔۔۔ آتشِ شوق تیز تر گردد

اور جبرئیل کو ہیبت الٰہی سے پگھلا ہوا اور قریب نابود ہوتے کے

دیکھ کر دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ پانچ سو برس کی راہ جو ایک قدم میں طے فرمائی تھی ایک اشارے میں طے فرما کر انہیں ان کے مقام پر پہنچایا ندا آئی اے محمد تو نگر میں تھا کہ میری امت حشر کے دن راہ دور دراز قیامت و پل صراط کس طرح طے کریگی اب دیکھ کہ اشارے میں پانچ سو برس کی راہ طے کی اور ایک قدم میں جبرئیل کو پانچ سو برس کی راہ لے آیا اگر قیامت کے دن بھی اسی طرح لب شفاعت ہلا کر پچاس ہزار برس کی ایک دم میں قطع کر لے اور اپنی امت کو آن واحد میں اس دور و دراز اور پر خطر سے سلامت لیجائے تو کیا عجب ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے حاجت روا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں ابراہیم کی پیشانی میں نور تھا اور ان کی پشت میں موتی تھا پھر جب ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے گوپھن کے پلہ میں بٹھا کر آگ میں پھینکنا چاہا اور جبرئیل علیہ السّلام نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو کہا الک حاجۃ" کیا تمہیں حاجت ہے ابراہیم نے کہا لیکن تیری طرف نہیں ہے جبرئیل نے پھر پوچھا ابراہیم نے وہی جواب دیا اخیر میں جبرئیل نے کہا کیا تمہیں اپنے رب کی طرف حاجت ہے ابراہیم علیہ السّلام نے کہا کہ کیا کوئی ایسا دوست ہے جس کو اپنے دوست کی طرف حاجت نہ ہو۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا پھر آپ اپنے رب سے سوال کریں

کہ وہ آپ کی اس حال میں مدد کریں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا
هُوَ اعلم بحالی من سوالی الیہ : وہ میرے سوال کرنے کے بغیر
میرے حال کو خوب اچھی طرح جانتا ہے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام
نے اس مقام پر فرمایا کہ میں نے جبرئیل کو اس وقت کہا کہ جب اللہ تعالیٰ
مجھ کو مبعوث کرے گا تو اے جبرئیل میں تیری اس نیکی کا جو تو نے میرے
باپ ابراہیم سے کی ہے بدلہ دوں گا آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج
ہوا اور جبرئیل میرے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم ایک مقام پر پہنچے کہ جبرئیل
وہاں ٹھہر گیا آگے جانے سے معذرت کے ساتھ انکار کیا تو میں نے جبرئیل
کو کہا کہ اے جبرئیل بھلا ایسے مقام میں بھی کوئی دوست کسی دوست سے
جدا ہوتا ہے جبرئیل نے کہا اے اللہ کے رسول یہ وہ جگہ ہے اس سے
آگے اگر میں تجاوز کروں تو نور مجھے جلا کر راکھ کر دے گا میں نے کہا کہ اللہ
کی طرف تیری کوئی حاجت ہے اس نے کہا ہاں آپ اپنے رب سے
میرے لیے اس بات کا سوال کریں کہ قیامت کے دن وہ مجھ کو حکم دے
کہ میں پلصراط پر اپنے پر بچھادوں اور آپ کی امت اس کے اوپر سے
گذر جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا بارک اللہ لک یا جبرئیل
اے جبرئیل اللہ تمہیں برکت دے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو دریائے نور میں غوطہ دے جبرئیل نے آپ کو غوطہ
دیا اس غوطے سے آپ ستر ہزار پردوں کو پھاڑ کر ان کے آگے نکل گئے
ان پردوں میں سے ہر پردے کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا
یہاں تک کہ آپ سونے کے فرش تک پہنچے وہاں ایک فرشتہ نمودار
ہوا اس نے آپ کو موتیوں کے حجاب تک پہنچایا فرشتہ نے اس

حجاب کو ہلایا حجاب کے پردے سے آئی کون ہے یہ فرشتے نے جواب دیا کہ میں فراش الذاہب کا فرشتہ ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس حجاب کے فرشتے نے کہا اللہ اکبر پھر اس نے حجاب کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور مجھ کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اسی طرح میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب کی طرف نقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے ستر ہزار حجاب سے تجاوز کیا ان میں سے ہر حجاب کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا اس کے بعد میں نور ابیض کے دریا پر پہنچا وہاں ایک فرشتہ تھا اگر کوئی پرندہ اس کے ایک کاندھے سے پانچ سو سال اڑتا رہے تو پھر بھی وہ اس کے دوسرے کاندھے تک نہ پہنچے اس کے بعد مجھ کو آگے چلایا گیا میں ایک نور احمر کے دریا تک پہنچا اس کے کنارے پر بھی ایک فرشتہ تھا وہ فرشتہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو یہ حکم دے کہ زمین و آسمان کو نگل جائے تو وہ نگل جائے پھر رفرف مجھ کو لے کر

جبریل علیہ السلام الوداع

اس وقت اس فرشتہ نے پس پردہ سے ہاتھ باہر کر کے آپ کو بمع براق اٹھا لیا اور حضرت جبریل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے آپ نے فرمایا اے جبریل آپ مجھے اس جگہ کیوں اکیلا چھوڑتے ہو تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی میں کیا کروں مجھے آگے پرواز کرنے کی طاقت نہیں اس لیے کہ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (پ ۲۳ ع ۹) اور ہم سب فرشتوں سے کوئی ایسا فرشتہ نہیں جس کا خاص مقام معلوم نہ ہو کہ اس کے آگے ہم کو تجاوز کا حق حاصل نہیں یہاں بھی آپ کی بدولت آگیا ورنہ میرا اصلی مقام

آگیا ورنہ میرا اصلی مقام وہ ہے جہاں سدرۃ المنتہی پر ملاحظہ فرمایا تھا جو کہ بہت دور رہ گیا ہے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قابو کر کے ایک قدم چلے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے حضرت جبرئیل علیہ السلام چڑیا کے برابر ہو گئے لرزہ براندام اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاَحْتَرَقْتُ بَالِیْ (مشکوٰۃ شریف)

اگر انگلی کے پورو ے کی مقدار بھی قریب ہوں تو میرے پر جل جائیں گے اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا اور ایک اشارہ فرمایا اور ایک اشارہ میں اس کو اپنے مقام پر پہنچا دیا روایت ہے کہ اس ایک قدم میں پانچ سو سال کی راہ طے ہو چکی تھی (معارج ص۵)

حضرت فریدالدین عطار ارشاد فرماتے ہیں۔

تو آئے روح القدس پیش جنابے
کہ ذات اوستودہ آفتابے
چرا چندیں غم نہ پر گرفتی
کہ بانگ لَوْ دَنَوْتُ بر گرفتی
ترا اندر درون پردہ راہ نیست
ہزاراں جاں ہمہ زر دریں راہ
ترا گو پر بسوز اے پیک درگاہ

البراق مرکبہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) | حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ براق دنیا کے جانوروں جیسا نہ تھا گدھے سے اونچا خچر سے

سے چھوٹا اس کا چہرہ انسانوں جیسا تھا اس کی کافی آبدار موتیوں سی اور یاقوت کی شاخوں سے آراستہ اور تیز روشنی سے چمک رہی تھی اور اس کے دونوں کان سبز زمرد کے تھے اس کی دونوں آنکھیں چمکتے ستارے کی طرح تھیں اس کی شعاعیں سورج کی طرح بکھر رہی تھیں خاکستری رنگ چتکبرا اس کی تین ٹانگیں سفید تھیں ہاں آگے کی جانب دائیں ٹانگ سفید نہ تھی اس پر موتیوں اور جواہرات سے جڑی ہوئی پالان تھی اس کی مزید خوبیاں کیا ہی بتاؤں نہایت ہی خوبصورت اور آدمی کی طرح سانس لیتا تھا (الاسراء لابن عباس ص ۱۵/۱۴)

براق کا عشق نبوی

جبریئل بموجب فرمان رب جلیل بہشت میں براق لینے آئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق وہاں چر رہے ہیں اور سب کی پیشانی پر نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہے اور ان میں ایک براق نہایت مغموم و محزون سر نیچے ڈالے ایک سمت کھڑا ہے دریائے اشک آنکھوں سے بہا رہا ہے جبریئل نے اس کے پاس جا کر باعث رنج و ملال دریافت کیا گیا اسے جبریئل چالیس ہزار برس سے آتش عشق محمدی دل میں شعلہ زن ہے جس کے باعث نہ رات کو آرام نہ دن کو چین ہے پس جبریئل نے اسی براق کو حضور کی سواری کے واسطے پسند کیا اور اپنے ہمراہ لے کر دولتسرائے سلطان انس و جان پر آئے (روض الاظہار ص ۲۱۷)

براق کی ناز برداری

حضور علیہ السلام براق پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا سبب پوچھا گیا تو کہا کل قیامت میں مجھے شرف نصیب ہو آپ نے اس کے ساتھ وعدہ فرما لیا (معارج النبوۃ ص ۵/۳)

شب معراج میں آپ کی سواریاں تھیں براق مکہ سے بیت المقدس تک معراج یعنی سیڑھی بیت المقدس سے آسمان دنیا تک، ملائکہ کے پر ساتویں آسمان تک جبرئیل کا پر سدرۃ المنتہی تک اور اس سے اوپر رفرف: قاب قوسین او ادنیٰ تک (۶) غوث اعظم شیخ جیلانی کی روح میں آپ کے معراج کی مسافت مقام او ادنیٰ سے مقام اوحی تک تین لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے بعض نے تین لاکھ پچاس ہزار سال بتائی ہے

(فائدہ) غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا کندھا پیش کرنے پر بعض عوام کو عموماً اور خوارج زمانہ کو خصوصاً اعتراض ہے اس کا تفصیلی جواب فقیر نے غوث اعظم میں عرض کیا ہے اجمالی جواب یہ ہے کہ روح غوث اعظم کو اس طرح شرف ملا جیسے براق اور رفرف کو یہ نہیں کہ (معاذ اللہ) حضور علیہ السلام کو ان کے کاندھے پیش کرنے کی ضرورت تھی اور ارواح عالم بالا میں مقید بھی نہیں ان کی پرواز کی کوئی حد بندی نہیں نہ دنیا میں آنے کے بعد عالم برزخ میں پابندی ہے عام ارواح کا خواب میں سہی عرش تک پہونچ جاتی ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کہ باوضو ہو کر سونے والے کی روح عرش تک چلی جاتی ہے) تو یہ روح غوث اعظم ہے جو جملہ ارواح اولیاء کی سردار اور پیشوا ہے

المراج سفرہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کی داستان طویل ہے یہاں بطور تبرک فقیر صرف حدیث معراج پر اکتفا کرتا ہے۔

حدیث معراج شریف

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حدیث معراج شریف اختصاراً عرض کر دوں تاکہ قصیدہ معراجیہ شریف کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

انس بن مالک حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی جس میں آپ کو معراج ہوئی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا میں حطیم کعبہ میں تھا یکایک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے لے کر یہاں تک چاک کیا راوی کہتا ہے کہ میں نے جارود سے پوچھا وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے انہوں نے بتایا کہ حلقوم شریف سے لیکر ناف مبارک تک حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر اس آنیوالے نے میرا سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا اس کے بعد میرا دل دھویا گیا پھر وہ ایمان وحکمت سے لبریز ہو گیا اس قلب کو سینہ اقدس میں اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اس کے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لیے لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا (جارود نے حضرت انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ کیا وہ براق تھا حضرت انس نے فرمایا ہاں) وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا اس پر سوار ہوا پھر جبرئیل مجھے لے کر چلے

مسلم شریف کی روایت میں آسمان پر جانے سے پہلے بیت المقدس تشریف لے جانے کا ذکر اس طرح وارد ہے حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور میں نے اپنی سواری کو اسی حلقے میں باندھ

دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا (مسلم شریف) اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ پھر نماز کا وقت آگیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی (مسلم شریف ص ۹۶) اور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ بیت المقدس شریف جاتے ہوئے میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اس کے بعد آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے! میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو پھر جبریل علیہ السلام (میرے ہمراہ) اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں اس (دوسرے آسمان کے دربان) نے کہا خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہما ملے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل علیہ السلام

نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا
ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی
صالح کو پھر جبریل علیہ السّلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ
کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ
کون ہے انہوں نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر دریافت کیا گیا وہ
بلائے گئے ہیں جبریل علیہ السّلام نے کہا ہاں اس کے جواب میں کہا گیا انہیں
خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت ہی مبارک ہے اور دروازہ
کھول دیا گیا پھر جب میں وہاں پہنچا تو یوسف علیہ السّلام ملے جبریل علیہ السّلام
نے کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے
سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح
کو اس کے بعد جبریل علیہ السّلام چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور اس کا دروازہ
کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل پھر دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ
کون ہے؟ جبریل علیہ السّلام نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر پوچھا گیا کیا وہ
بُلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں چوتھے آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش
آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا
گیا پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السّلام ملے جبریل علیہ السّلام نے
کہا یہ ادریس ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام
کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو پھر
جبریل علیہ السّلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر
چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا
پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل! دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون

ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں
انہوں نے کہا ہاں پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو
ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ہارون
علیہ السلام ملے جبریل علیہ السّلام نے کہا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے
ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی
صالح کے لیے پھر جبریل علیہ السّلام مجھے اوپر چڑھالے گئے یہاں تک کہ ہم
چھٹے آسمان پر پہنچے جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون انہوں
کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے
نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے میں وہاں
پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے جبریل علیہ السّلام نے کہا یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام
کیجیئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید
ہو اخ صالح اور نبی صالح کو پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے
پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو انہوں نے کہا میں اس لیے روتا ہوں کہ
میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت
سے زیادہ جنّت میں داخل ہوں گے پھر جبریل علیہ السّلام مجھے ساتویں آسمان
پر چڑھالے گئے اور اس کا دروازہ کھولا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا
جبریل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں تو اس
فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا اور نہایت
مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے جبریل علیہ

السّلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السّلام ہیں انہیں سلام کیجئے حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا تو اس درخت سدرۃ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبریل علیہ السّلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر میں نے پوچھا اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا انہوں نے کہا ان میں پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل و فرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا اس کے بعد مجھے ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا گیا میں نے دودھ کو لے لیا جبریل علیہ السلام نے کہا یہی فطرت (دین اسلام) آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے اس کے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السّلام کے پاس سے گذر ہوا موسیٰ علیہ السّلام نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا قسم ہے اللہ کی آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی قسم ہے اللہ کی آپ سے پہلے میں نے لوگوں کو آزمایا ہے اور میں نے بنی اسرائیل کو بے حد سمجھایا کہ وہ رب تعالیٰ کی عبادت کریں مگر انہوں نے عبادت نہ کی آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیں اور اس سے اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں آپ نے فرمایا پھر اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں

میں پھر جب موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی پھر میں رب تعالیٰ کی طرف، لوٹا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں اور گھٹا دیں پھر جب میں موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی میں پھر دربار الٰہی میں حاضر ہوا تو اس نے دس نمازیں اور کم کر دیں اور مجھ کو حکم ہوا کہ ہر روز دس نمازیں پڑھیں اس کے بعد بھی موسیٰ علیہ السّلام نے مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں نے پھر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا پھر اس نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا پھر میں موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا انہوں نے کہا اب کی بار کیا حکم ہوا میں نے کہا میرے رب نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے موسیٰ علیہ السّلام نے کہا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھے گی بے شک میں نے آپ سے قبل لوگوں کا خوب امتحان لیا ہے اور میں نے ان کے سمجھانے میں بڑی محنت کی ہے آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے اپنی امت کے لیے نماز کی تخفیف کا سوال کریں آپ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السّلام کو کہا کہ میں نے اپنے رب سے یہاں تک سوال کیا ہے کہ اب مجھ کو حیا آتا ہے لیکن رب تعالیٰ سے میں اتنی نمازوں کے ساتھ راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب میں وہاں سے آگے گیا تو کسی پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنے فریضہ کو نافذ کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کی آپ کی امت سے جو پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا اس حدیث میں مسجد اقصیٰ کا ذکر نہیں ثابت بنانی کی حدیث میں

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ براق پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء اپنا براق باندھتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دو برتن لائے گئے ایک دودھ کا اور ایک شراب کا میں نے دودھ کو پسند کیا جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو پسند کیا اس حدیث میں دودھ اور شراب کے دو برتنوں کا پیش خدمت ہونا بیت المقدس میں کہا گیا ہے اور سابقہ حدیث میں اس کا ذکر آسمان پر بیت المعمور میں ذکر کیا گیا ہے ہو سکتا ہے دونوں جگہ ایسا ہوا ہو نیز اس حدیث میں انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں جب کہ دیگر حدیثوں میں یہ ذکر آیا ہے مرقات میں ملا علی قاری نے رقم فرمایا ہے کہ یہ وہ نماز ہے جس میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء کی اور آپ کا اس میں امام الاصفیاء ہونا ثابت ہوا

ثابت بنانی کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا آپ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا اذ ھو قد اعطی شطر الحسن۔ اس کو یعنی یوسف کو آدھا حسن دیا گیا یا اس سے جنس حسن مراد ہے یا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام ۔۔ زمانہ والے مراد ہیں یعنی ان کے زمانہ کے حسینوں کے مقابلہ میں تنہا یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور دوسرے تمام حسینوں کے مابین باقی آدھا حصہ حسن کا بانٹا گیا ہے مرقات ص۱۴۹ ج ۱۱ میں ترجمہ) متاخرین سے بعض حفاظ نے جو ہمارے معتبر مشائخ سے ہیں کہا ہے کہ بے شک سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام سے زیادہ حسین تھا اس لیے

کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق نقل نہیں کہ ان کے چہرے کی روشنی دیوارو پر پڑتی تھی وہ آئینہ کی مانند نہیں تھا کہ اس میں منعکس ہو وہ چیز جو اس کے سامنے ہو لیکن یہ شان ہمارے نبی صلے اللہ کی صورت کے حق میں بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اصحاب سے آپ کے اکثر جمال کو چھپا رکھا تھا اس لیے کہ آپ کے جمال کو اس کی حقیقت سے ظاہر کیا جاتا تو وہ اس کی طاقت نہ رکھتے جیسا کہ بعض محققین کا قول ہے لیکن جمال یوسفی کو لوگوں سے چھپایا نہیں گیا ثابت. بنانی کی روایت میں یہ بات بھی زائد ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو جماعت ایک بار داخل ہوئی پھر وہ داخل نہیں ہوتی اور اس میں یہ بھی ہے کہ اے محبوب آپ کی امت سے جو کوئی پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کیا نہیں اس کے لیے ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس کو کیا نہیں اس کے لیے وہ برائی نہیں لکھی جاتی اور جس نے اس کو کیا اس کے لیے صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

ابن شہاب عن انس کی روایت میں پہلی روایتوں سے یہ چیز زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرج عنی سقف بیتی و انا بمکۃ: جب میں مکہ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اُم ہانی کے گھر کی چھت کو پھاڑ کر نازل ہوئے اور ام ہانی کے گھر کو اپنا گھر اس نسبت سے فرمایا کہ اس رات آپ وہاں آرام تھے (مرقات) اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں

تے وہاں آدم علیہ السّلام کو اس حال میں پایا کہ ان کے دائیں جانب کچھ لوگ ہیں اور ان کی بائیں جانب کچھ لوگ ہیں جب وہ بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جو آدم کی دائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو جنّت میں جائے گی اور جو بائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو دوزخ میں جائے گی۔

اس روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ثُمَّ عرج بی حتی ظھرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام پھر مجھ کو اوپر چڑھایا گیا یہاں تک کہ میں مقام مستوی پر بلند ہوا اس میں میں نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا مرقات میں ہے مستوی قرار پکڑنے کی یا بلندی چاہنے کی جگہ کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اتنی بلندی پر پہنچے کہ جو ملائکہ جہان کی مقادیر وقضا کو لکھنے والے ہیں ان کے قلموں کے چلنے کی آواز مسموع فرمائی مرقات میں اس کی شرح میں لکھا ہے وھٰذا واللّٰہ ھو المنتھی الذی لا یتقدم فیہ احد علیہ کذا احققہ بعض الشارحین من علمائنا قسم ہے اللہ کی یہی ہے وہ منتہی کہ اس میں آپ پر کسی کو تقدم حاصل نہیں یعنی آپ کے سوا یہاں کوئی نہیں پہنچا ایسا ہی ثابت کیا ہے اس کو ہمارے علماء سے بعض شارحین نے انتہی۔

آپ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ پہنچا سدرۃ المنتہیٰ تک سدرۃ المنتہیٰ کو کئی رنگوں نے ڈھانکا ہے ان رنگوں کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا پھر مجھ کو جنّت میں داخل کیا گیا میں نے وہاں دیکھا کہ اس کے گنبد موتیوں کے بنے ہوئے ہیں اور

اور وہاں کی مٹی کستوری کی ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے جو چیز زمین سے اوپر چڑھتی ہے اس کی انتہا وہاں تک ہے پھر اس کو وہاں سے اوپر کیا جاتا ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے اس کی انتہا بھی وہاں تک ہے پھر وہاں سے اس کو نیچے کیا جاتا ہے ڈھانکا ہے سدرہ کو جس نے اس کو ڈھانکا راوی نے اس کی تفسیر کی کردہ سونے کے پروانے ہیں جنہوں نے اس کو ڈھانکا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا ہوئی پانچ وقت کی نماز سورۃ البقرۃ کی آخری آیات اور اس شخص کی مغفرت جس نے آپ کی امت سے کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا۔

معراج مافوق السموٰت

بعض فرقوں نے آسمانوں سے اوپر کی معراج کا انکار کیا ہے ایسے ہی عرش پہ لیجانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شان نبوت سے بے خبری کی علامت ہے ورنہ یہ تو محققین کا مسلم مسئلہ ہے کہ عرش و کرسی اور لوح و قلم وغیرہ ہمارے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے نور اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاق اپنی تصنیف میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث لاتے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے اسی حدیث پاک میں ہے:

فالعرش والکرسی من	سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نوری والکروبیون من	پس عرش، کرسی، کروبیون روحانیون

نوری والروحانیوں من
الملائکة من نوری وملائکة
السمٰوٰت السبع من نوری
والجنة وما فیہا من النعیم
من نوری والشمس والقمر
والکواکب من نوری والعقل
والعلم والتوفیق من نوری
وارواح الانبیاء والرسل
من نوری والشہداء و
الصالحون من نتائج نوری
(الحدیث) جواہر البحار السیدی
یوسف النبہانی جلد ۴ ص ۲۷۷

ساتوں آسمانوں کے فرشتے
جنت اور اس کی نعمتیں،
سورج، چاند، ستارے
عقل، علم، توفیق، انبیاء
اور رسول کی ارواح شہداء
اور صالحین سب کے سب
میرے نور سے ہیں
لہذا ان میں سے کوئی
کوئی چیز بھی مصطفےٰ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
باعث شرف وعروج نہیں
ہوسکتی۔

سیدی علامہ ابن الحاج المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انہ علیہ الصلوٰة
والسلام یتشرف
بہا مدخل لابن الحاج
(جلد ا صفحہ ۲۵۰)

تمام اشیاء آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف
حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی
شے سے۔

اور یہ ہی حضرت فرماتے ہیں۔

الا تری الی ما وقع
من الاجماع علی ان
افضل البقاع الواضع

اے ایمان والے تو اس
بات کی طرف نہیں دیکھتا
کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ

لذی ضمّ اعضاء الکریمۃ صلوٰت اللّٰہ علیہ وسلامہ المدخل (جلد ص ۲۵۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے۔

بلکہ آئمہ احناف میں سے صاحب درالمختار نے تو تصریح کر دی ہے

ماضم اعضاءہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہٗ افضل مطلقا حتیٰ من الکعبۃ والعرش والکرسی۔ (دُرِّ المختار جلد ا ص ۱۸۴)

جو جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے اعضاء شریف سے ضم کیے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی۔

لہذا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا آپ کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے جیسا کہ علامہ نجم الدین غباطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال ابن دحیۃ یحتمل ان یکون الحق سبحانہ تعالیٰ اراد ان لا یخلی تربۃً فاضلۃً من مشہدہٖ ووطئہٖ قدمہٖ فتمم تقدیس بیت المقدس بصلاق سیدنا محمد صلیّ اللّٰہ علیہ وآلہ

ابن وحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا کہ اس زمین کو آنحضرت صلے علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کے قدموں کی برکت سے

(المعراج الکبیر لسیدی نجم الدین غیطی صـ۱۳)

محروم نہ رکھے پس اس لیے بیت المقدس کی تقدیس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نماز سے پورا فرمایا اسی طرح جہاں جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ نے ملاقات فرمائی سو یہ ان کے حق میں معراج تھا نہ کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ شب معراج جہاں سے حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کی اشیاء کو معراج ہوتی گئی آپ صرف اور صرف ذات حق تعالیٰ کے دیدار پرانوار اور دیگر رموز واسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف

جب حضرت جبریل علیہ السّلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے اس کے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور الصلوٰۃ والسلام کو رفرف والے فرشتے کے سپرد کیا (الیواقیت والجواہر ج ۲ صـ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تدلیٰ کا فاعل رفرف ہے اور دنیٰ کے فاعل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں دنیٰ فتدلیٰ کا ترجمہ یوں ہو گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے رفرف نیچے اتر آئی حتیٰ کہ آپ اس میں بیٹھ گئے پھر حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف پایا (سیرت حلبیہ ج ۱ صـ۱۱۴) پس انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ من تنہا رواں شدم کہ وحجابہا قطع مے کردم تا ہفتاد ہزار حجاب بگذشتم کہ ہر حجابے پانصد سالہ راہ بود وما بین ہر دو حجاب پانچصد

کہ براق مرکب بود چوں ایں جا رسید براق بماند و آنگاہ رفرف سبز سے ظاہر شد کہ ضیائے وے بر ضیائے آفتاب غالب آمد (معارج ج ۲ ص ۱۷۲)
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا اور بہت حجاب طے کیے یہاں تک کہ ستر ہزار حجابوں سے گذر رہا کہ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی اور دونوں حجابوں کے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ تھا ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری براق یہاں پہنچ کر تھک گیا اس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی آپ اس رفرف پر سوار ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد بہت سے حجابات سامنے آئے ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے، ستر ہزار چاندی کے، ستر ہزار مروارید کے ستر ہزار زمرد سبز کے، ستر ہزار یاقوت سرخ کے، ستر ہزار حجاب نور کے ستر ہزار حجاب ظلمت کے، ستر ہزار پانی کے، ستر ہزار خاک کے ستر ہزار حجاب آگ کے، ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گزرتی ہوئی پردہ داراں عرش تک لے گئی وہاں ستر ہزار پردہ دیکھا ہر پردہ کا ستر ہزار زنجیر تھا اور زنجیر کو ستر ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اٹھا رکھا تھا کہ وہ فرشتے اس قدر قد آور تھے کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک ستر ہزار سال کی راہ تھی اور یہ پردہ بعض مروارید کے بعض یاقوت کے بعض ہوا کے تھے اور ہر ہر پردہ ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستر ہزار فرشتے جن کا ذکر ابھی گزرا ہے سب اس کے تابع تھے

اس رفرف نے آپ کو حجابات سے بار پہونچایا اور پھر غائب ہو گیا اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانہ مروارید سفید کی طرح تھی تسبیح کہتی تھی اس کے بعد منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے نے اٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش سے وراء ہے۔

انوٹ: صاحب نزہتہ المجالس رحمۃ اللہ نے پانچ سواریاں کا ذکر کیا ہے اور کسی نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے جتنا روایات جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا۔

سدرۃ المنتہیٰ مقامہ

یہ جملہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شب اسریٰ میں ایک گذرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کی دلیل ہے۔ کہ باوجود دیکہ یہ مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک پہنچے اور پھر آگے بڑھ گئے لیکن جبریل علیہ السلام جیسا جلیل القدر فرشتہ آگے نہ جا سکا۔

اعتراض :- جعفر پھلواری صاحب کو اس جملہ پر اعتراض ہے وہ لکھتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ جبریل کا مقام ہے یہاں جا کر وہ ٹھہر گئے اور آگے نہ جا سکے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ گذرگاہ تھی مقام نہ تھا۔ گویا اس سے یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ صاحب درود تاج نے غلطی کی ہے۔ حالانکہ خود آنصاحب سخت غلطی میں ہے۔ غزالی زمان رحمہ اللہ اسکے جواب لکھتے ہیں کہ۔ "محترم نے اس جملہ کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے مقام جبریل ہونے کے جو معنیٰ ہیں وہ یہاں مراد نہیں بلکہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی رفعت شان کا بیان مقصود ہے وہ یہ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک کوئی بشر نہیں پہنچا۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بشریت مطہرہ کے ساتھ

وہاں پہنچے۔ مقامہ سے یہاں صرف پہنچنے کی جگہ مراد ہے کیونکہ جہاں کچھ دیر ٹھہر کر کوئی چلا جائے اس جگہ کو مقام کہنا درست ہے مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی تھی۔ اسے قرآن مجید نے مقام ابراہیم کہا۔

"سورۃ البقرہ" میں ہے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور جس جگہ سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس منگوایا تھا اسے سورۃ النحل میں مقامک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

یونہی صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ علیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منبر شریف کو اپنا مقام فرمایا۔ مادمت فی مقامی ھذا بخاری صـ۲۲ ج ا۔ ومسلم صـ۲۶۳ ج ۲) جسکے معنی سوائے پہنچنے اور کھڑے ہونے کی جگہ کے اور کچھ نہیں۔

درودِ تاج کے اس جملے میں مَقَامُہ، کا یہی مفہوم ہے۔ مقامِ جبرئیل پر مقامِ مصطفےٰ کا قیاس ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیاس جبریل پر۔

حضرت حافظ علامہ احسان الحق مرحوم نے مذکورہ بالا قرآنی دلائل کے بعد لکھتے ہیں کہ یونہی شب معراج اگرچہ حضور اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم "سدرۃ المنتہی" سے بہت آگے چلے گئے تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے وہاں کچھ دیر قیام فرمایا تھا۔ اس کے پھل کو پتوں کو بغور دیکھا تھا۔ چار نہریں دو ظاہری دو باطنی ملاحظہ میں آئی تھیں وہاں اللہ تعالیٰ کا امر اترتے بھی دیکھا تھا۔ اور اسے پہلے سے اچھی حالت کی طرف بدلتے بھی دیکھا تھا۔ آپ نے وہاں پر بہت سے احکام خداوندی بھی وصول فرماتے تھے اور کچھ دیر جبرائیل امین سے مصروف گفتگو ہوتے تھے۔ (مشکوٰۃ صـ۵۲۷ صـ۵۲۸ وغیرہ)

بنا بریں سدرۃ المنتہیٰ کو مقامہ کہا گیا ہے، مقامہ، کہلائے جانے اور گذر گاہ ہونے میں منافات نہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے وہ ایک درخت ہے جو کستوری کے ڈھیر پر اُگا ہوا ہے اسکی ایک ہزار شاخیں ہیں۔ ہر شاخ کے سایہ میں سوار ایک سو سال تک چل سکتا ہے اور اسکی ہر شاخ میں ہزار پتہ ہے۔ اسکے ایک پتہ کے سایہ میں تمام جنوں اور انسانوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے اور اسکے ایک ایک پتہ پر چاند کے رنگ پر ایک ایک فرشتہ ہے اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اسکی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ ہم سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ہیں اور یہ تسبیح پڑھتے ہیں سبحان من لیس له انتہاء۔

سدرۃ المنتہیٰ کے اصل سے غیر متغیر پانی اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں کہ اسکے دودھ کا مزا بدلتا نہیں اور عارفوں کے لیے شراب کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اور ایسے ہی خالص شہد کی نہریں بھی اسکے اصل سے نکلتی ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سورۃ البقرہ اور آپکی امت کے لیے مغفرت کے خزانے عطا فرمائے۔ یہ بھی فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے۔ جنت کے متصل اسکی اصل جنت میں ہے اور اسکی شاخیں کرسی کے نیچے ہیں اور بعض شاخیں عرش کے نیچے ہیں۔ جبرئیل کا مقام سدرۃ المنتہیٰ کے درمیان ہے۔

القول الاعجب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اہل سماء سے حجاب میں ہے جیسے کہ وہ اہل ارض سے حجاب میں ہے۔ اس کے حجاب میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری آنکھیں اسکو نہیں

پاسکتیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل کو فرمایا کہ تو نے ربّ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا میرے اور ربّ کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں اور ایسے ہی کہا گیا ہے کہ جبرئیل اور میکائیل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ستر حجاب پیدا کیئے ہیں اور ہر حجاب کا موٹا پا پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے۔ اگر ان دونوں کے درمیان یہ حجابات حائل نہ ہوتے تو جبرئیل میکائیل کے نور سے جل جاتا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے میکائیل اور اسرافیل کے درمیان ستر حجاب پیدا کیے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میکائیل اسرافیل کے نور سے جل جاتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقول والبصار اللہ تعالےٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا نہ کسی چیز میں حلول ہے اور نہ وہ بذاتِ خود کسی چیز سے غائب ہے اور ملاءِ اعلیٰ بھی ربّ تعالیٰ کو اسی طرح ہی طلب کرتے ہیں جس طرح اے زمین والو تم اسکو طلب کرتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا تم مجھکو پوچھو اس سے پہلے کہ تم مجھکو نہ پاؤ۔ مجھکو اللہ تعالےٰ نے وہ علم عطاء کیا ہے کہ نہ وہ جبرئیل کو عطا ہوا ہے اور نہ میکائیل کو اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات میں کئی علوم عطاء کیے۔ بعض علوم وہ ہیں کہ انکو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی اجازت نہیں دی اور بعض وہ ہیں کہ انکی تبلیغ کی اجازت دی۔ بعض وہ ہیں جو صرف خواص کو اجازت بخشی۔

قابَ قوسین مطلوبہ: اس جملہ پر پھلواری صاحب نے ایک سانس میں کئی اعتراضات جڑ دیتے فقیر اسکے اعتراضات مع جوابات از غزالی زمان قدس سرہٗ نقل کرتا ہے۔ غزالی زمان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ۔

پھلواروی صاحب کا یہ فرمانا بھی غلط ہے کہ یہاں "قابَ" کو

مرفوع پڑھنا چاہیئے" انتہی۔ انہوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ قرآنِ کریم کے الفاظ "قَابَ قَوْسَیْنِ"، کو بطور حکایت درودِ تاج میں شامل کیا گیا ہے اور درودِ تاج میں "قَابَ"، کا نصب اعرابِ حکائی ہے۔ اعرابِ حکائی کی بحث میں صاحب معجم النحو نے لکھا ہے اَلْحِکَایَۃُ لُغَۃً اَلْمُمَاثَلَۃُ وَاصْطِلَاحًا اِیْرَادُ اللَّفْظِ الْمَسْمُوْعِ عَلٰی هَیْئَتِهٖ کَمَنْ مُحَمَّدًا اِذَا قِیْلَ رَاَیْتُ مُحَمَّدًا یعنی "حکایت لغتہً مماثلت ہے اور اصطلاح میں کسی لفظِ مسموع کو اسکی ہیئت پر وارد کرنا "حکایت" ہے جیسے مَنْ مُحَمَّدًا؟ جب کہا جائے رَاَیْتُ مُحَمَّدًا (ص ۱۷۶ طبع مصر) آیتِ قرآنیہ میں لفظ "قَابَ" نصب کے ساتھ مسموع ہے۔ اسکی ہیئت پر درودِ تاج میں حکایتہً وارد کیا گیا۔ کسی اہلِ علم کے نزدیک اعرابِ احکائی ناجائز نہیں۔

پھلواری نے اعتراض اٹھایا کہ قابَ قوسین کو حضور کا مطلوب و مقصود قرار دینا اس وقت تک محلِ نظر جبتک کتاب اللہ، سنت رسول اللہ سے اسکی تصدیق نہ ہو جائے۔ غزالی زمان رحمتہ اللہ علیہ نے اسکے جواب میں فرمایا کہ میں عرض کروں گا کہ اسے محلِ نظر کہنا خود محلِ نظر ہے۔ شاید قَابَ قَوْسَیْنِ کے مرادی معنٰے پھلواری صاحب نہیں سمجھے۔ اس سے مراد کمالِ قربِ الٰہی ہے اور یہ کمالِ قرب اپنے حسبِ حال ہر مؤمن کا مطلوب و مقصود ہے کتاب و سنت کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ بندے کو کمالِ قرب اپنے حسبِ حال ہر مؤمن کا مطلوب و مقصود ہے کتاب و سنت کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ بندے کو کمالِ قرب نصیب ہو جو کمالِ عبدیت کا معیار ہے۔ قرآن مجید

میں بے شمار مقامات پر یہ مضمون وارد ہے مثلاً وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ٥ (پ۲۷ الواقعہ آیت ۱۰-۱۱) اور جو سبقت کرنے والے ہیں وہ تو سبقت ہی کرنے والے ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

اور بخاری شریف میں حضرت انس سے مروی ہے وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اور جبار رب العزۃ قریب ہوا۔ پھر اور زیادہ قریب ہوا۔ یہاں تک کہ وہ اس (عبدِ مقدس) سے دو کمانوں کی مقدار تھا۔ یا اس سے زیادہ قریب۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۱۲۰)

اب تو پھلواری صاحب سمجھ گئے ہوں گے کہ "قَابَ قَوْسَيْنِ" کے معنی کمالِ قرب ہیں جو یقیناً حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلوب و مقصود ہے۔

تبصرہ اویسی غفر لہ

گویا جعفر پھلواری صرف جمہور کے غیر کا مذہب منوانا چاہتے ہیں۔ پھر سینہ زوری یہ کہ قاب قوسین کو حضور کا مطلوب و مقصود قرار دینا محل نظر ہے اور اسکا قرآن و حدیث میں ثبوت ہے ہی نہیں اس نے بلا دعویٰ جو کچھ کہا غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ نے اجمالا جواب لکھا۔ فقیر امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی تفصیلی تقریر عرض کرے گا۔ لیکن نذر رضوی کی بھی سُن لیجئے۔

المطلوب مقصودہ:۔ جعفر پھلواری کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاب قوسین محل نظر آیا اور پھر سینہ زوری یہ کہ کتاب وسنت سے اس کی تصدیق نہیں۔

تبصرہ اویسی:۔ جعفر پھلواری کو یا تو مطالعہ کی کمی ہے یا یہ صرف شکوک و

شبہات پیدا کرنیکا طریقہ اختیار کیا ہے ورنہ اس موضوع پر دلائل کا انبار موجود ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے صرف اسی موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ منبہ المنیہ فی بوصول الحبیب الی العرش والرؤیہ، تصنیف فرمایا اسمیں آپ نے دس آیات اور گیارہ احادیث مبارکہ و اقوال صحابہ کرام اور نو اقوال ائمہ سے یہ ثابت کیاہے کہ قبل از قیامت کسی کو بھی دیدار کرنے کا شرف حاصل کیا جو آپ ہی کا حصہ ہے

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا۔

؎ قصرِ دنیٰ تک کس کی رسائی
آگے یہ ہیں جاتے یہ ہیں

(۱) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى۔ (سورہ النجم ۸، ۹)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا، تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فیصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

(۲) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى۔ (سورۃ النجم، ۱۳)

اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔

(احادیث مبارکہ)

۱۔ حضرت امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأيتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزّ وجل کو دیکھا۔

(فائدہ) اس حدیث شریف سے متعلق امام جلال الدین سیوطی "خصائص الکبریٰ" میں اور علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں یہ حدیث بسند صحیح ہے

(۲) ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لان اللہ اعطی موسیٰ الکلام و اعطانی الرؤیة لوجہہ و فضلنی بالمقام المحمود والحوض المورود۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا، مجھ کو شفاعت کبریٰ اور حوض کوثر سے فضیلت بخشی۔

(۳) ابن عساکر ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لی ربی لخلت ابراھیم خلتی و کلمت موسیٰ تکلیما و اعطیتک یا محمد کفاحا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا۔ اور تمہیں اے محمد مواجہ بخشا کہ بے پردہ و حجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔)

(۴) ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یصف سدرۃ المنتھیٰ (وذکر الحدیث الیٰ ان قالت) فقلت یا رسول اللّٰہ ما رائیت عندھا قال رأیت عندھا یعنی ربہ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتھی کا وصف بیان فرما رہے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ، حضور نے اسکے پاس کیا ملاحظہ فرمایا! فرمایا مجھے اسکے پاس دیدار ہوا۔"

(۱) ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

امّا نحن بنو ھاشم فنقول ان محمد اریٰ ربہ مرّتین۔

"ہم بنی ہاشم اہلِ بیتِ رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کہتے ہیں کہ بیشک محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔"

(۲) ابن اسحاق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی۔

ان ابن عمر ارسل الیٰ ابن عباس یسالہ ھل رای محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ فقال نعم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرایا کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، عکرمہ انکے شاگرد کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کی کیا محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، فرمایا ہاں اللہ

نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام رکھا اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے اپنی دوستی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دیدار اور بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

(۴) امام نسائی اور امام ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی کی روایت میں ہے۔

واللفظ للبیھقی العجبون ان تکون الخلتہ لابراھیم والکلام لموسیٰ والرویۃ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا ابراہیم علیہ السلام کے لیے دوستی اور موسی علیہ السلام کے لیے کلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ حیرت ہے۔"

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ امام قسطلانی و زرقانی نے فرمایا اسکی سند جید ہے۔ طبرانی معجم اوسط میں راوی ہے۔

(۵) عن عبد اللہ بن عباس انہ کان یقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ مرتین بیصرۃ ومرۃ و بغدادہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے، بیشک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا، ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

امام سیوطی و امام قسطلانی و علامہ شامی و علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ امام الائمہ ابن خزیمہ و امام بزار۔

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ عز وجل۔

بیشک محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا"

امام احمد قسطلانی وعبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں اسکی سند قوی ہے محمد بن اسحاق کی حدیث میں ہے۔

(۷) ان مروان سال ابا ھریرہ رضی اللہ تعالے علیہ وسلم ربہ فقال نعم۔

مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں"

اخبار التابعین مصنف عبد الرزاق میں ہے۔

(۱) عن معمر عن الحسن البصری انہ کان یحلف باللہ لقد رای محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم۔

امام حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے ، بے شک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا"

(۲) امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر، جو کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں ، سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دیدار الٰہی ہونا مانتے ہیں اور اسکا انکار ان پر سخت گراں گزرتا۔

(۳) یونہی کعب احبار عالم کتب سابقہ وامام ابن شہاب زہری قریشی وامام مجاہد مخزومی مکی وامام عکرمہ بن عبداللہ مدنی ہاشمی وامام عطا بن رباح قریشی مکی، استاد امام ابوحنیفہ وامام مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

(۴) اخرج ابن خزیمہ عن عروۃ بن الزبیر اثباتھا وبہ قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم بہ کعب الاحبار والزھری۔

"ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے اسکے اثبات کی تخریج کی۔ اور ایسا ہی قول حضرت ابن عباس کے ساتھیوں (شاگردوں) کا ہے اور حضرت کعب الاحبار اور زہری نے اس قول پر اعتماد کیا۔

(۵) اقوال من بعدھم من ائمۃ الدین امام خلال کتاب السنہ میں اسحاق بن مروزی سے راوی ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ روایت کو ثابت مانتے اور اسکی دلیل میں فرماتے۔

قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رائیت ربی۔

(۶) نقاش اپنی تفسیر میں اس امام سند الانام رحمۃ اللہ تعالیٰ سے راوی۔

انہ قال اقول بحدیث ابن عباس بعینہ راوی ربہ راٰہ راٰہ حتی انقطع نفسہ۔

انہوں نے فرمایا کہ میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں، نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے

دیکھا، دیکھا، دیکھا۔ یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(۷) امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں۔ امام معمر بن راشد بصری اور انکے سوا اور علماء نے اس پر حتمی فیصلہ دیا اور تائید کی۔

(۸) یہی امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری اور انکے غالب پیروں کا مذہب ہے۔ علامہ شہاب خفاجی، نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں کہ اکثریت اس مذہب کی قائل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شب اپنے رب کو بیداری کے عالم میں بچشم سر ملاحظہ فرمایا جیساکہ جمہور صحابۂ کرام کا یہی مذہب ہے۔

(۹) امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبد الباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کرام کے نزدیک راجح یہی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب اپنے رب کو انہیں آنکھوں سے دیکھا۔

انتباہ اس موضوع پر اگر ائمہ متاخرین کے الگ الگ اقوال نقل کیے جائیں تو ایک طویل دفتر درکار ہے کہ وہ حد شمار سے خارج ہیں المختصر یہ کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب بیداری کے عالم میں اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب، اللہ تعالیٰ عزوجل کا دیدار فرمایا، نہ صرف یہ کہ ایک مرتبہ بلکہ دو دو مرتبہ جیساکہ رب کائنات نے تو جلوہ دوبارہ دیکھا۔ (پ ۲۷ سورۃ النجم ع ۳۰)

نذر الرضوی یا معتزلی نام کا رضوی اور کام کا معتزلی اس لیے کہ ایک طرف امام احمد رضا محدث دہلوی قدس سرہ کو آقائے نعمت اور دیگر اعلیٰ القاب دیگر انکی تردید کرتا ہے، اور نظریۂ اعتزالی

کی تائید میں غلط سلط طریق سے تردید کرتا ہے۔ مثلاً رسالہ تنویر السراج میں جعفر پھلواری دیوبندی ودیگر دیوبندی منکرین درود تاج کی تائید میں سوال قائم کر کے جواب لکھا کہ بلاشک وشبہ سدرۃ المنتہیٰ حضرت روح الامین سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا مقام ومستقر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتھٰی۔ اور تحقیق انہوں نے (یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (یعنی جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار بحالت نزول سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ اسکے بعد نام لیکر تردید لکھی کہ بعض مفسرین ومترجمین جن میں صاحب تفسیر ثنائی اور صاحب کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (رحمہا اللہ العزیز الرحمٰن) بھی شامل ہے۔ اسکے بعد تردید کے وجوہ میں لکھا کہ تو یہی کہ جمہور کی تفسیر کے خلاف

تبصرہ اویسی نذر الرضوی دیوبندیوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے آقائے نعمت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا رد کرتے ہوئے آیت مذکورہ کی پہلی دلیل یہ دی کہ جمہور کے خلاف ہے کہ آیت مذکورہ میں حضور علیہ السلام کی رویت باری تعالی مراد نہیں۔ جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ نا معلوم نذر الرضوی نے جمہور معتزلہ مراد کیسے ہیں تو وہ حق بجانب ہے اگر جمہور اہلسنت مراد ہیں تو اسے چاہیئے تھا کہ اسکا حوالہ لکھتا۔ اور جس امام اہلسنت کو مورد طعن وتشنیع بنایا ہے انہوں نے اپنے دعوی میں متعدد حوالہ جات تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ اس مضمون سے پہلے مذکور ہوتے۔

لہ اس تنبیہ کی ضمیر پر غور ہو کہ ثناء اللہ کو بھی اپنی دعاء میں شامل کر رہا ہے۔

نذر الرضوی کا غلط استدلال

اسکے بعد نذر الرضوی دعویٰ ثابت کرنے کے لیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار عقیدت کیا۔ تاکہ ناظرین سمجھیں کہ اس نے واقعی کوئی حدیث بیان کی ہے فلہذا قرآن کے مفسر اعظم صلے اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی بات حق ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چل گئے (معاذ اللہ)

مذکورہ بالا دھوکہ دیکر مسلم شریف کی روایت سے سیدہ عائشہ صدیقہ کا نظریہ لکھدیا کہ بی بی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیت میں جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ اس کے بعد صدر الافاضل رحمہ اللہ کی بھی توہین کر ڈالی۔ حالانکہ خود جاہل ہے نہ حوالہ جات لکھتا ہے اور نہ ہی تردید میں صحیح دلیل دیتا ہے۔ اس پر فقیر اویسی غفرلہ تبصرہ کرے تو دفتر درکار ہیں۔ یہاں صرف اتنا عرض ہے کہ نذر الرضوی نے حضور علیہ السلام پر بہتان تراشا اور قول لکھا۔ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا اور وہ بھی عبارت نہیں لکھی۔ حالانکہ اس روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول مطلق رؤیت باریتعالیٰ کے متعلق ہے کہ حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا اور تمام علماء اہلسنت بشمول (دیوبندی فضلاء) کے نزدیک بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول خود جمہور کے خلاف ہے۔ بلکہ بی بی صاحبہ سے معراج کی نفی کی روایت بھی ہے تو کیا نذر الرضوی اسے بھی قول الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کر کے معراج کی بھی نفی کر ڈالیگا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) اسکے بعد نذر الرضوی لایعنی بحث چھیڑ کر وہی راگ الاپا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ یہ اسکی بنیادی خطا ہے کہ سورہ والنجم

والتکویر کے مضامین کو جبریئل علیہ السلام پر منطبق کیا ہے حالانکہ یہ قول مرجوع ہے راجح وہی ہے جو امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی نے لکھا اس کی مزید تحقیق فقیر کی شرح حدائق میں پڑھئے۔

المقصود موجود۔۔ جعفر پھلواری کہتا ہے کہ علاوہ ازیں یہ پوری عبارت ہی عجمی قسم کی ہے عربی عبارت ہے موجودہ کی ترکیب اضافی کچھ عجیب ہی ہے۔ مقصودہ اسکا کیا مطلب ہوا۔ علامہ غزالی زمان رحمتہ اللہ علیہ اسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس عبارت کو عربی عبارت کہہ کر بلا دلیل عجمی قسم کی عربی عبارت کہنا ہماری فہم سے بالاتر ہے پھر فرماتے ہیں کہ جس عبارت کے معنی انہوں نے پوچھے ہیں وہ اپنے معنی میں بالکل واضح ہے کہ قاب قوسین یعنی کمال قرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلوب ہے اور مطلوب وہی چیز ہوتی ہے جو کسی کا مقصود ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ایسا نہیں جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ پایا ہو بلکہ وہ پایا ہوا ہے۔ لہٰذا "موجودہ" کی ترکیب کو عجیب سی ترکیب کہنا عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت علامہ حافظ احسان الحق مرحوم اسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ اضافت میں مضاف و مضاف الیہ کے درمیان ادنیٰ سی ملابست کا ہو جانا بھی کفالت کرتا ہے۔ عبارت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کے قرب خاص سے نوازے جانے کو اگرچہ قاب قوسین سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود حقیقی جل مجدہ کی جگہ متمکن و مقید ہونے سے پاک اور منزہ ہے وہ بایں شان مسجودیت و بایں عظمت معبودیت ہر جگہ موجود ہے جہاں آپ ہیں وہاں وہ ہے۔ جہاں وہ ہے وہاں آپ سر بسجود ہیں۔ (رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

نیز حافظ صاحب مرحوم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مصنف عربی الاصل ہیں یعنی قطب الوقت الشیخ ابوالحسن شاذلی (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کا تعارف آخر کتاب میں عرض کیا جائیگا۔ اور علاوہ عربی النسل ہونے کے آپ بہت بڑے محدث اور علامہ دوراں تھے۔ یوں پھلواری کا اس پر عربیت سے بے خبری کا الزام جہالت ہے جبکہ آنجناب عجمی اور پھر عربیت کی تحقیق سے نادان اور بے خبر۔

اور ظاہر ہے کہ جب عربی الاصل انسان غربیبیں غریب کی جمع استعمال کر رہا ہے تو اسکے علم میں ہوگا کہ غریب کی جمع غربیبیں بھی آتا ہے۔ جیساکہ غزالی زماں قدس سرہٗ کو مذکورہ بالا تحقیق میں اسکی نظیر پیش کی گئی ہے۔ ایسے ہی اسکے دوسرے وہ جملے جنہیں پھلواری صاحب عجمیت کا الزام لگا رہے ہیں

سید المرسلین :۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے نہ صرف سردار بلکہ انکے نبی بھی ہیں اسی لیے آپ کا لقب ... نبی الانبیاء ہے اسکے متعلق کچھ پہلے لکھ چکا ہوں کچھ صفت رحمت اللعلمین میں عرض کروں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

خاتم النبیین :۔ یہ آیت قرآنی کا ایک کلمہ ہے وہ آیت جو ختم نبوۃ کے متعلق ہے۔ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کو عاصم نے بفتح التاء پڑھا ہے بمعنے ختم کا آلہ یعنی وہ شے جسکے ساتھ مہر لگائی جائے جیسے طابع بمعنی ما یطبع بہ۔ (وہ شے جس سے مہر لگائی جائے) یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذات ہیں جس سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر مہر لگادی گئی کہ ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ پر نبوت ختم ہوگئی اور بعض قراء نے اسے بالکسر پڑھا ہے بمعنی نبیوں کے خاتم۔ پہلے

اور اس دوسرے کا ایک ہی مطلب ہے (مرزا قادیانی کی ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ خرافات ہیں) اگر آپکا کوئی صاحبزادہ سن بلوغ کو پہنچتا تو آپ خاتم النبیین نہ ہوتے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ابراہیم حضور کا صاحبزادہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ یہ اس لیے کہ انبیاء علیہ السلام کی اولاد نبوت کی وراثت سنبھالتی رہی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا ان پر احسانِ عظیم تھا لیکن ہمارے حضور علیہ السلام کے وارث آپکی امت کے علماء باعمل ہیں۔ لیکن نبوت کی حیثیت سے نہیں بلکہ من حیث اشاعتہ الاسلام۔

سوال: عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے۔ اس اعتبار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین نہ ہوئے۔

جواب: چونکہ وہ ایک امتی ہونے کی حیثیت سے نازل ہونگے اس لیے آپکی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔ اور وہ حضور علیہ السلام کے نائب ہو کر احکامِ اسلام کی ترویج فرمائیں گے۔ یہ ایسے ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

انت منی بمنزل هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی.

(اے علی! تم میرے ایسے نائب ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے نائب تھے۔ صرف یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)

اسی معنی پر عیسیٰ علیہ السلام نبی بن کر نہیں آئیں گے جیسے وہ پہلے زمانے میں نبی تھے ہاں حضور علیہ السلام کی شریعت مطہرہ پر نازل ہونگے یہی وجہ ہے کہ وہ کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے بلکہ وہ

حضور علیہ السلام کے خلیفہ اور نائب ہونگے۔

سوال ؛۔ احادیث میں وارد ہے کہ جب قربِ قیامت میں عیسٰی علیہ السلام تشریف لائیں گے تو صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ حلال میں اضافہ فرمائیں گے اور کافروں سے جزیہ اٹھالیں گے اور صرف اسلام قبول کریں گے۔

جواب ؛۔ یہی احکام شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہیں لیکن انکا ظہور عیسٰی علیہ السلام کے زمانۂ اقدس میں ہوگا اس لیے کہ ان احکام کو انہی کے زمانہ سے مقدر فرمایا گیا تھا۔

ف ؛۔ خاتم النبیین میں اشارہ ہے کہ آپ امت کے شفیق ہیں اور امت پر انکی تعظیم ضروری ہے اس لیے کہ جسکے بعد اور نبی آنے والا ہو تو وہ بعض احکام اسی کے لیے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ وہ اس آنے والے نبی کے لیے مقدر ہوتے ہیں۔ جسکے بعد کوئی نبی نہ ہو وہ اپنی امت کے لیے شفیق تر ہے اور وہ ہر طریقے سے انکی رہبری فرماتا ہے ؎

شمسۂ نہ مسند و ہفت اختران

ختم رسل خواجۂ پیغمبران

ترجمہ ؛۔ نو مسند اور سات ستاروں کے سورج، رسل کے خاتم، پیغمبروں کے سردار

(نظم)

۱۔ احمد مرسل کہ نوشتۂ قلم

حمد بنام وی و حم ھم

۲- چوں شدہ او مظہر اللہ ھاد
در رہ ارشاد و جودش نہاد

۳- جملۂ اسباب ھدی از خدا
کرد بتقریر بدیعش ادا

ترجمہ:- ۱- وہ احمد مرسل کہ جس وقت قلم نے انکا نام لکھا تو حمد اور حم کے نام سے منسوب ہوئی۔

(۲) آپ اللہ ہادی کے مظہر ہیں راہِ ہدایت وارشاد میں آپکا وجود مظہر حق ہے۔

(۳) ہدایت کے جملہ اسباب اللہ تعالیٰ سے ہیں جسے آپکی ادئی بہتر طریق سے واضح کیا۔

وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ اور ہر شے کو جانتا ہے اسکے علم میں تھا کہ حضور علیہ السلام خاتم النبوۃ ہونگے یہ اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

مسئلہ:- ابن کثیر نے لکھا کہ حضور علیہ السلام کا خاتم ہونا نص قطعی ہے جب آپکے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول کا نہ ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہوا اس لیے کہ مقام رسالت مقامِ نبوت سے اخص ہے۔ اس لیے ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

فضائل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آپ کو رسول بنا کر بھیجنا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے پھر انہیں خاتم النبوۃ کے مرتبہ سے مشرف فرما کر اپنی کتاب میں درج فرمایا اور احادیث متواترہ میں ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

اور کوئی بعد کو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، بہتانی، دجال، گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے (جیسے مرزا قادیانی وغیرہ) اگرچہ خرقِ عادت کے طور پر جھوٹے معجزے اور شعبدے دکھلائے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور رنگا رنگ بازی دکھائی اس لیے کہ انکے امور سے نبوت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اہل دانش کے نزدیک گمراہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی کے ذریعے یمن میں اور مسیلمۃ الکذاب سے یمامہ میں احوال فاسدہ واقوال کاسدہ ظاہر فرمائے لیکن اسے اہلِ علم اور دانشمندوں نے انہیں سراسر جھوٹ اور کذّاب کہا۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح دجال بہت بڑے امور خرقِ عادت کے طور پر دکھاتے گا تب بھی علماء اور جملہ اہل ایمان اسکی تکذیب کریں گے۔ اگر ایک اینٹ والی جگہ خالی نہ ہوتی تو مکان بے نظیر تھا۔ سمجھو تو اسی اینٹ کی مثال میری ہے اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

شیعہ کا جھوٹا عقیدہ

شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ نبوت تاقیامت جاری رہے گی۔ یہ وراثتاً پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی اسکے بعد آپکی اولاد کو اسی لیے لوگوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض ہے اور جو ان کی اطاعت سے انکار کریگا وہ انکے نزدیک کافر ہے (ہمارے دور کے شیعہ کچھ اسی عقیدہ کے پیروکار ہیں۔ کہ صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابوبکر و عثمان و عائشہ و معاویہ وغیرھم رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔ تفصیل فقیر اویسی غفرلہ کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں ہے)

اہلسنت والجماعت کا سچا عقیدہ

اہل سنت والجماعت (کثرہم اللہ تعالیٰ) کا عقیدہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کما قال

ولٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیّین۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا نبی بعدی۔

مسئلہ:۔ جو حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے وہ کافر ہے اس لیے کہ اپنے اس جھوٹے دعوے میں نص قطعی کا منکر ہے۔ اسی طرح جو شخص ختمِ نبوت کے متعلق شک کرے یا منکر کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے اس لیے حق اور باطل کا امتیاز واضح ہو چکا ہے۔

حکایت:۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فتویٰ جاری فرمایا کہ جو اس جھوٹے مدعی سے معجزہ کا طالب ہو گا وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لا نبی بعدی (کذا فی المناقب الامام)

نکتہ:۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے الفتوحات المکیہ میں لکھا کہ نماز میں نمازی اپنے اوپر سلام نماز کے وقت حرف عطف نہیں لاتا، مثلاً صرف

السلام علیک الیٰ ان قال السلام علینا الخ

کہتا ہے والسلام علینا۔ نہیں کہتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر واؤ عاطفہ لائی جاتی تو اسمیں وہم گزرتا کہ وہ اپنے اوپر بحیثیت نبوت کے سلام عرض کر رہا ہے حالانکہ نبوت کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور نبوت کا دروازہ قیامت تک بند ہے۔

شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن وہابی نجدی معتزلہ وخوارج کی

تقلید میں منکر ہیں۔ تفصیل فقیر نے شرح حدائق میں عرض کردی اور شفاعت کی روایات "شفیع الامم" کی صفت میں لکھ چکا ہوں۔

انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس جملہ پر پھلواری اعتراض کرتا ہے کہ "کس عربی دان کو نہیں معلوم کہ غَرِیبٌ کی جمع غُرَبَاءُ" ہے نہ کہ غَرِیبِیْنَ آگے خود ہی اس درود کے مصنف نے " مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ " لکھا ہے۔ اسکے جواب میں غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ اعتراض بھی انکی علمی کمزوری کا نتیجہ ہے انہوں نے اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کر دیا کہ فَعِيْلٌ کے ہم وزن جس صیغے کی جمع سالم نہیں آتی وہ وہی صیغہ ہے جو مفعول کے معنٰی میں ہو۔ جارَبردی شرح شافیہ میں ہے۔ ثُمَّ مُذَكَّرُ هٰذَا الْجَمْعِ لَا يُجْمَعُ بِالْوَاوِ وَالنُّوْنِ فَرْقًا وَبَيْنَ فَعِيْلٍ بِمَعْنٰى فَاعِلٍ كَكَرِيْمٍ۔ یعنی فعیل بمعنی مَفْعُوْل کی جمع سالم نہیں آتی تاکہ فَعِيْل بمعنی مَفْعُوْل اور فعیل بمعنی فاعل کے درمیان امتیاز باقی رہے جیسے کَرِیْمٌ۔ انتہٰی (جاربردی صہ ۹۸ طبع سیٹھم پریس لاہور) یعنی کریم چونکہ فاعل کے معنٰی میں ہے اس لیے یہ اس قانون کے ماتحت نہیں بلکہ اسکی جمع کَرِیْمُوْنَ آتی ہے جیسا کہ رضی شرح شافیہ میں ہے۔ وَالَّذِیْ بِمَعْنَى الْفَاعِلِ يُجْمَعُ جَمْعَ السَّلَامَةِ نَحْوُ رَحِيْمُوْنَ وَرَحِيْمَاتٌ وَكَرِيْمُوْنَ وَكَرِيْمَاتٌ فَلَمْ يُجْمَعِ الَّذِیْ بِمَعْنَى الْمَفْعُوْلِ جَمْعَ السَّلَامَةِ

فَرْقًا بَیْنَھُمَا یعنی فَعِیْل کے وزن پر جو صیغہ فاعل کے معنیٰ میں آئے اسکی جمع سالم آتی ہے جیسے رَحِیْمٌ کی جمع رَحِیْمُوْنَ اور رَحِیْمَۃٌ کی جمع رَحِیْمَاتٌ اور کَرِیْمٌ کی جمع کَرِیْمُوْنَ اور کَرِیْمَۃٌ کی جمع کَرِیْمَاتٌ ہے تو فعیل کے وزن پر جو صیغہ کو مفعول کے معنی میں ہو اسکی جمع سالم نہیں آتی تاکہ دونوں کے درمیان فرق باقی رہے۔ انتہی (رضی شرح شافیہ ص ۱۴۸ ج ۲ طبع بیروت)

لفظ غَرِیْبٌ فعیل کے وزن پر صرف فاعل کے معنیٰ میں آتا ہے لہٰذا اسکی جمع غَرِیْبُوْنَ اور غَرِیْبِیْنَ اسی طرح جائز ہے جس طرح رَحِیْمٌ کی جمع رَحِیْمُوْنَ اور کَرِیْمٌ کی جمع کَرِیْمُوْنَ جائز ہے۔

صاحبِ درود تاج نے غَرِیْبِیْنَ کے بعد غُرَبَاء کا لفظ وارد کر کے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ اس کی جمع سالم اور مکسر دونوں جائز ہیں جیسے رَحِیْمٌ اور کَرِیْمٌ کی جمع سالم۔ اور جمع مکسر یعنے رُحَمَاءُ اور کُرَمَاءُ دونوں بلاشبہ جائز ہیں۔

لفظ غریبین کا استعمال

امام لغت حدیث علامہ محمد طاہر نے اپنی مشہور و معروف تصنیف "مجمع بحار الانوار" کے مقدمہ میں اپنے مآخذ کا ذکر کرتے ہوئے کتاب "ناظر عین الغریبین" کا ذکر فرمایا اور غَرِیْبِیْنَ۔ کی مناسبت سے حرف غ اسکے لیے رمز قرار دیا اور متعدد مقامات پر "ناظر عین الغریبین" سے حدیث کے مطالب و فوائد اخذ کیے۔ علامہ محمد طاہر جو کچھ نہایہ سے اخذ کرتے ہیں بعض اوقات اس کے ساتھ ان فوائد کو بھی شامل کر دیتے ہیں جو ناظر عین الغریبین سے اخذ فرماتے

ہیں۔ جیساکہ علامہ موصوف نے آغاز کتاب میں فرمایا۔ وَ اَضُمُّ اِلٰی ذٰلِكَ مَا فِیْ نَاظِرِ عَیْنِ الْغَرِیْبَیْنِ مِنَ الْفَوَائِدِ

(مجمع بحار الانوار جلد ا صـ۳ طبع نولکشور)

یہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری لیکن اسکے ملتقطات اور فوائد ماخوذہ کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ کتاب " ناظر عین الغریبین" لغت حدیث میں عظیم و جلیل کتاب ہے۔ جسکے نام " ناظر عین الغریبین" سے صاف ظاہر ہے کہ اہل علم نے لفظ غَرِیْبَیْن استعمال کیا ہے پھلواروی صاحب نے لفظ غریبین کو غلط قرار دیکر اپنی لاعلمی کا مظاہرہ فرمایا

علاوہ ازیں اگر ہمارے پیش کردہ حوالہ جات اور علماء صرف اور نحو کی واضح عبارات سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تب بھی لفظ غریبین کے استعمال کو غلط کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس قسم کا استعمال آخر کلمات میں رعایت تناسب کی صورت میں بلا شبہ جائز ہے ایسے استعمال کی مثال قرآن مجید کی سورۃ دھر میں سَلَاسِلاً اور قَوَارِیْرًا۔ کو تنوین کے ساتھ پڑھنا ہے جو خلاف قاعدہ ہے اور اہل عرب کے استعمالات اور محاورات کے خلاف ہے کیونکہ یہ دونوں لفظ غیر منصرف پر تنوین جائز نہیں مگر علماء نے سجع یا فاصلہ کی صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ متصلاً استعمال ہونے والے کلمات کے آخر میں تناسب کی رعایت کی بناء پر بلا شبہ اسے جائز کہا۔ (ملخصاً، النحو الوافی جلد ۴ صـ۲۷۰، ۲۷۱)

سَلَاسِلاً (بالتنوین) نافع، کسائی، ابوبکر اور ہشام کی قرارت ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۱۰ صـ۱۴۹) اور قَوَارِیْرًا (بالتنوین) ابن کثیر کی قرارت ہے (مظہری جلد ۱۰ صـ۱۵۷) یہ دونوں قرارتیں مراعات تناسب کی وجہ سے جائز ہیں۔ قرارت متواترہ کی بناء پر ان کے جائز ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش

درود تاج میں لفظ غَرِیْبِیْنَ بھی بصورتِ سجع کلماتِ متجاورہ کے آخر میں تناسب کی رعایت کی بنا پر بلاشبہ جائز ہے بلکہ حسب تصریح صاحب النحو الوافی جلد ۴ ص ۲۰۷، آخر کلمات کا یہ تناسب مخاطب کی سمع کو لذت بخشتا ہے اور سننے والے کے کان کو شیرینی فراہم کرتا ہے تقویتِ معنیٰ میں نہایت مؤثر ہے قاری اور سامع دونوں کی روح میں ان کلمات کو پیوست کر دیتا ہے۔ انتہیٰ۔

پورا درودِ تاج اسی نوعیت کا ہے بالخصوص انہی کلماتِ متجاورہ مختومہ بالسجع کو ایک مرتبہ اسی خیال سے پڑھیں اور اندازہ فرمائیں کہ مراعاتِ تناسب نے ان کلمات کو کس قدر مؤثر کر دیا ہے۔ بشرطِ محبت آپ یقیناً محسوس کریں گے کہ دل کی گہرائیوں میں یہ کلمات اترتے چلے جا رہے ہیں۔ سامع لطف اندوز ہے اور روح کو غذا میسر ہو رہی ہے درودِ تاج کے وہ کلمات مبارکہ حسب ذیل ہیں

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ، رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

ازالۂ وہم | اگر اس مقام پر یہ شبہ وارد کیا جائے کہ آخرِ کلمات میں رعایت تناسب کا حکم النحو الوافی میں غیر منصرف سے متعلق ہے اور ہمارے پیش نظر لفظ غَرِیْبِیْنَ ہے تو اسکا ازالہ یہ ہے کہ خلافِ قاعدہ اور محاوراتِ اہل عرب کے خلاف ہونے میں غیر منصرف پر تنوین داخل کرنا اور بزعم فاضلِ مخاطب غَرِیْبٌ کی جمع غَرِیْبِیْنَ لانا دونوں یکساں

ہے۔ لہٰذا آخر کلمات میں رعایتِ تناسب کا حکم بھی دونوں کے لیے یکساں ہو گا۔

پھلواری کی غلطی کا اظہار

حضرت غزالی قدس سرہٗ مذکورہ بالا وہم کا ازالہ کر کے پھلواری کی ایک اور غلطی کا اظہار کر کے اسکا رد فرماتے ہیں۔ اسکے بعد پھلواروی صاحب فرماتے ہیں کہ درودِ تاج میں "دونوں جگہ لفظ غریب کا وہ مفہوم لیا گیا ہے جو ہماری اردو زبان میں ہے یعنی محتاج، بے مایہ" علامہ غزالی زمان قدس سرہٗ نے اسکے جواب میں فرمایا کہ انکا یہ دعویٰ محض بلا دلیل ہے۔ درود تاج میں اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ اور مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ دونوں جگہ پر لفظِ غَرِیْب سے اجنبی مراد ہے۔ اجنبی اور پردیسی کا کوئی انیس اور محب نہیں ہوتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پردیسی اور اجنبی کے انیس اور محب ہیں۔ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ اور مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ کا یہی مفہوم ہے۔ انیس اور محب اس مفہوم کے لیے واضح قرینہ ہیں۔

شاید پھلواروی صاحب نے غُرَبَاء کے ساتھ فُقَرَاء اور مَسَاکِیْن کے الفاظ دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ فقراء اور مساکین محتاج ہوتے ہیں۔ اس لیے غُرَبَاء سے بھی محتاج لوگ ہی مراد ہیں مگر انہوں نے یہ دیکھا کہ لفظ غرباء فقراء کا معطوف ہے اور مساکین کا معطوف علیہ عطف مغایرت کو چاہتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں دونوں میں سے کسی ایک جگہ بھی لفظ غریب کا مفہوم محتاج و بے مایہ نہیں لیا گیا بلکہ دونوں جگہ وہ اجنبی ہی کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے پھلواری صاحب کا یہ اعتراض دراصل اظہار عناد کے سوا کچھ نہیں۔

علامہ حافظ احسان الحق مرحوم کا جواب

اگرچہ مذکورہ بالا جواب سے بڑھ کر اور کوئی جواب نہیں ہو سکتا لیکن اس سے چونکہ صرف اہل علم استفادہ کر سکتے ہیں۔ عوامی سطح پر حافظ صاحب مرحوم کا جواب آسان ہے۔ فرماتے ہیں کہ لفظ غریب من حیث الوضع (وضع کے اعتبار سے) بمعنی پردیسی ہونے کے باوجود من حیث النقل (نقل کے اعتبار سے) بمعنی محتاج و بے مایہ استعمال کرنا ممنوع نہیں کیونکہ عموماً پردیسی محتاج و بے مایہ ہوا کرتا ہے یا ہو جاتا ہے۔ نیز لفظ غربار لفظ غریب کی جمع تکسیر ہے اور درود مذکور میں لفظ غریبین جمع سالم کے عدم جواز کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا عربی زبان میں ہزاروں اسمار ایسے ہیں جن کی جمع تکسیر و جمع سالم دونوں استعمال ہوتی رہتی ہیں دیکھئے لفظ نبی کی جمع انبیار بھی ہے۔ نبیوں بھی ہے پہلی تکسیر ہے دوسری سالم۔

(رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ صفت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نص قطعی سے ثابت ہے۔

وَمَا ارسلناك الا رحمة للعلمين اسکے تحت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام واسطۃ الفیض الالٰہی علی الممکنات علی حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات ففی الخبر اول ما خلق اللہ تعالیٰ

نور نبیک یا جابر و جاء اللّٰہ تعالیٰ المعطی
و انا القاسم و فیہ ایضًا

والذی اختارہ انہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
انما بعث رحمتہ لکل فرد من العالمین ملٰئکتھم
وانسھم وجنھم ولا فرق بین المومن و
الکافر من الانس والجنّ فی ذلک والرحمۃ متفاوتۃ
و قال اکثر الصوفیۃ قدست اسرارھم علی
ان المراد من العالمین جمیع الخلق و ھو صلی
اللّٰہ علیہ وسلم رحمۃ لکل منھم
الا ان الحظوظ متفاوتہ و یشترک الجمیع فی
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سبب لوجودھم
بل قالوا ان العالم کلہ مخلوق من نورہ صلی اللّٰہ
تعالیٰ علیہ وسلم و قد صرح بذلک الشیخ
عبدالغنی النابلسی قدس سرہٗ فی قولہ وقد
تقدم غیر مرۃ ؎

طٰہٰ النبی تکونت من نورہ
کل الخلیقۃ ثم لو ترک القطا

و اشار بقولہ " لو ترک القطا" الی ان الجمیع من
نورہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (روح المعانی)

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمیع عالمین کا رحمت ہونا بایں
معنی ہے آپ جملہ ممکنات کے انکی قابلیّت کے مطابق فیض الٰہی کے

واسطہ ہیں۔ اسی لیے آپکا نور اقدس اول مخلوقات ہے حدیث شریف میں ہے اسے جابر اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی علیہ السلام کا نور پیدا فرمایا ہے اور حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اسی روح المعانی میں ہے کہ مختار مذہب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام عالمین کے ہر فرد کے لیے رحمت ہیں وہ ملائکہ ہوں یا جن اس عومی رحمت میں مومن و کافر سب برابر ہیں وہ جن ہوں یا انسان ہر ایک کو اپنے مختلف مراتب کے لحاظ سے رحمت نصیب ہو گی اور فرمایا اکثر صوفیہ (قدست اسرارہم) کا بھی مذہب ہے کہ العالمین سے تمام مخلوق مراد ہے اور حضور علیہ السلام ہر ایک کے لیے رحمت ہیں۔ ہاں انکی استعداد پر حصہ ملا۔ لیکن اسمیں تو تمام مشترک ہیں کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم ان سب کے وجود کے سبب ہیں بلکہ جمیع مخلوق آپ کے نور سے پیدا ہوئی اور حضرت عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ نے اسکی تصریح فرمائی اور اسکا ذکر بارہا اس تفسیر روح المعانی میں ہوا۔ اور وہ یہ شعر مشہور ہے کہ ﻃٰﻪٰ نبی علیہ السلام کے نور سے تمام پیدا ہوئے قطا پرندے کو چھوڑ دو وہ جہاں تک اڑ سکتا ہے چلا جائے جہاں بھی پہنچیگا وہاں بھی یہی ہو گا کہ وہ نبی علیہ السلام کے نور سے پیدا ہیں۔

(ف) یہ صرف مثال کے طور پر کہا گیا ہے اس لیے کہ قطا پرندہ تیز اڑتا ہے اور انتھک ہے اور شاعر نے۔ لو ترک القطا میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جملہ مخلوق حضور علیہ السلام کے نور سے ہے

(ف) نہ صرف عالمین کے لیے رحمت بلکہ عالمین کے ذرہ ذرہ کے نبی اور رسول ہیں یہاں تک کہ خود رسولوں کے بھی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) چنانچہ امام بارزی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جملہ مخلوقات یہاں تک کہ جمادات کے بھی رسول ہیں۔ ملاحظہ ہو فتاوی حدیثیہ صد ۱۳۳ الیواقیت والجواہر للشعرانی

ج ۲ ص ۳۹، ۴۰ و جواہر البحار ج ۲ ص ۴۸، والخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ا ص ۴ و جواہر البحار ج ۲ ص ۱۰۴، ۱۰۵۔

امام رازی زیر آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض فرماتے ہیں۔ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعث الی کل الخلق۔ حضور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے (بھیجے گئے) تفسیر کبیر ج ص جواہر البحار ج ا ص ۱۴۸، ۱۴۹ عنہ

نیز امام رازی تحت قولہ تعالیٰ لقد من اللّٰہ علی المومنین فرماتے ہیں انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مبعوث الی کل العالمین۔ تفسیر کبیر۔

حضور علیہ السلام جملہ عالمین کے رسول ہیں دیگر حوالہ جات جواہر البحار ص ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۲، ۱۵۶ ج ا۔ الشفا ص ۱۴ ج ا میں ہے

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انھما (ابراہیم وعیسیٰ) من امتی (جواہر البحار ج ا۔ ص ۴۷ الشفا ج ا ص ۶۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابراہیم و عیسیٰ علیہ السلام میرے امتی ہیں اور حضرت علامہ فاسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں وھو الرسول المطلق لکافۃ الخلق من الاولین والآخرین فرسالتہ علمۃ ودعوتہ تامۃ ورحمتہ شاملۃ وامدادتہ فی الخلق عاملۃ وکل من تقدم من الانبیاء و الرسل قبلہ فعلی حسب النیابۃ عنہ فھو الرسول علی الاطلاق۔ (مطالع المسرات ص ۹۲) اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق اولین وآخرین کے علی الاطلاق رسول ہیں۔

آپکی رسالت عام اور دعوت تام اور رحمت شامل ہے جملہ عالمین کو بلکہ جملہ مخلوق کے ہر فرد کو آپکی مدد پہنچ رہی ہے خواہ آپ سے پہلے رسول گزرے ہیں انکو بھی اور وہ رسالت میں آپکے نائب تھے علی الاطلاق رسول سب کے آپ ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اور شارح بخاری امام قسطلانی رحمہ اللہ مواہب لدنیہ میں اسکی شرح (مواہب) ص ۲۷۳ ج ۵ میں امام زرقانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

انہ ارسل الی الملئکہ ۔۔۔ رجحہ السبکی) والبارزی وابن حزم والسیوطی ۔۔۔۔ و دلیل رجحان ھذا القول ما (قال تعالی تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ولا نزاع ان المراد من العبد ھھنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام والعالم ھو ما سوا اللہ) ۔۔۔۔ قال الجد الخلق کلہ ۔۔۔ فیتناول جمیع المکلفین) علی انہ الخلق کلہ ۔۔۔۔ (۔۔۔ وبطل بذلک قول من قال انہ کان رسول الی البعض دون البعض) لمخالفۃ التخصیص لصریح الآیۃ (لان لفظ العالمین یتناول جمیع المخلوقات فتدل الآیۃ علی انہ رسول الی الخلق کلھم ولو قیل لمدعی خروج الملائکۃ من ھذا العموم اقم الدلیل علیہ عجز) عنہ۔

بیشک حضور علیہ السلام ملائکہ کے بھی رسول ہیں اسی کو سبکی نے ترجیح دی ہے اور بارزی وابن حزم وسیوطی نے بھی اور ترجیح کی وجہ قرآن میں۔

تبارک الذی نزل الفرقان الخ

اس میں کسی کو بھی نزاع نہیں کہ آیت میں عبد سے حضور علیہ السلام مراد ہیں اور عالمین سے ماسوی اللہ مراد ہے۔ لغت میں ہے کل مخلوق عالمین میں داخل ہے جس نے کہا کہ العالمین سے بعض مخلوق مراد ہے یہ قرآن کی تصریح کے خلاف ہے کیونکہ العالمین تو عموماً جملہ مخلوقات کو کہا جاتا ہے آیت سے ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوق کے رسول ہیں اگر اس مدعی یہ کہا جائے کہ آیت کے عموم میں ملائکہ بھی داخل ہیں تو اس پر دلیل قائم ہوسکتی ہے اور وہ اسکے جواب میں عاجز بھی ہوجائیگا۔

حضرت علامہ فاسی شیخ ابو عبداللہ عربی سے ناقل ہیں کہ (ورسول رب العلمین) اضافة الرسول الی هذا الاسم الکریم الاضافی الذی هو رب العلمین اشعار بعموم رسالته صلی الله علیه وسلم من حیث کان الرسول لفظا مطلقاً لا تقیید فیه من حیث المرسل الیه و انما هو مقید بالاضافة الی المرسل المقتضی استغراق الربوبیه لکل العالمین فحیث لعینت الربوبیة استتبعت الرسالة والربوبیه مستولیة علی الجمیع فالرسالة تابعة لها بالتوجه الی الجمیع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ والقول ببعثه صلی الله علیه وسلم الیهم (اے الی الملائکة) رجحه التقی السبکی محتجا بآیة الفرقان المتقدمة اذلا نزاع ان المراد بالعبد فیها

محمد صلی اللہ علیہ وسلم والعالم ھو ماسوی اللہ تعالیٰ .... قال ابن حجر الھیتمی ھوالاصح عند جمیع محققین و قال صاحب المواھب نقل بعضھم الاجماع علی ذلک ..... وزاد البارزی و الی الحیوانات والجمادات والحجر والشجر .... و قال با رسالہ الی الجمادات جماعۃ اختارہ بعض المحققین لتصریح خبر مسلم".

(مطالع المسرات صد ۱۸۰، ۱۸۱)

شرح دلائل الخیرات میں ہے (و رسول رب العلمین) رسول کی اضافت اس اسم کریم یعنی رب العالمین کی طرف میں حضور علیہ السلام کی رسالت عامہ کا اشارہ ہے کہ رسول مطلق بلا قید مرسل الیہ کے یعنی جملہ مخلوق کے رسول. ہاں مضاف الیہ کی وجہ سے مقید ہے تو اسکی ربوبیت کے عموم کی وجہ سے آپکی رسالت کے عموم کا اشارہ ہے کہ وہ جملہ عالمین کا رب ہے تو آپ جملہ عالمین کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کیونکہ آپکی رسالت اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے تابع ہے اس معنیٰ پر آپکی رسالت جملہ عالمین کے لیے ثابت ہوئی۔ اور اسی لیے امام سبکی نے اسکو راجح فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ کے بھی رسول ہیں. انہوں نے آیتہ متقدمہ یعنی تبارک الذی نزل الفرقان . الخ سے استدلال فرمایا ہے اس لیے کہ آیت میں عبدہ سے حضور علیہ السلام مراد ہیں اور عالمین ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے۔ اور امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا یہی جمیع محققین کے نزدیک صحیح تر ہے صاحب مواہب لدنیہ نے فرمایا کہ بعض علماء نے فرمایا کہ اسی پر جملہ امت کا اجماع ہے

اور بارزی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جملہ حیوانات اور حجر و شجر کے بھی رسول ہیں اور بعض نے کہا کہ جمادات کا رسول ہونا صحیح ہے۔ بعض محققین نے اسے صحیح بتایا اور فرمایا کہ روایت مسلم " ارسلت الی الخلق کافۃ " کی تصریح سے یہی مذہب حق ہے۔

اور ملا علی قاری مسلم شریف کی حدیث ارسلت الی الخلق کافہ کے تحت لکھتے ہیں ای الموجودات باسرہا۔ یعنی تمام موجودات کے رسول۔

علاوہ ازیں درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مدارج النبوت للشیخ المحقق ص ۱۲۰ ج ۱) جواہر البحار ج ۲ ص ۲ وص ۷۲، ۷۳، وص ۱۹۴ وص ۲۲۸، ۲۲۹ وص ۳۵۲ وص ۲۶ ج ۳ مرقاۃ ج ۲ ص ۱۰ میں اسکی خوب تفصیل ہے۔ حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ منطق الطیر ص ۱۶ میں لکھتے ہیں۔

گشت او مبعوث تا روز شمار

از برائے کل خلق روزگار

چون طفیل نور او آمد امم

سوئے کل مبعوث زاں شد لاجرم

آپ تاقیامت رسول مبعوث ہوئے جملہ مخلوق کے آپکے نور کے طفیل جملہ امتیں آئیں اسی لیے لازماً آپ ان سب کے رسول ہوئے۔ مزید تفصیل فقیر نے " کتاب نبی الانبیاء " میں لکھدی ہے۔

انتباہ :۔ یہ مسئلہ نہ صرف اقوال علماء کرام اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ ط

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتی ہے۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کا ڈرانے والا ہو جائے۔

(ف) نذارت صفت نبوت ہے لہذا ثابت ہوا کہ آپ جمیع عالموں کے لیے رسول بن کر آئے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنی میں ساری مخلوق کی طرف رسول بن کر آیا ہوں، ایک حدیث میں ہے۔ بُعِثْتُ اِلٰی کُلِّ اَحْمَرَ وَ اَسْوَدَ میں ہر سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ایک حدیث میں ہے مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ شَیْئٌ اِلَّا یَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا کَفَرَۃَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔

یعنی زمین اور آسمان کے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے،

چونکہ آپ تمام مخلوق کے لیے مبعوث فرمائے گئے اور کل عالم کے رسول بنائے گئے اس لیے آپکی رسالت تمام انبیاء، اولیاء، ملائکہ جن و انس وحوش و طیور اور شجر و حجر سب کو شامل ہے۔ اور سب اسکے احاطہ عامہ اور دائرہ تامہ میں داخل ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی

چونکہ آپ انبیاء کے بھی نبی ہیں اس لیے اگر ان میں سے کوئی آپ کے زمانے تک رہتا تو آپ پر ایمان لاتا۔ چنانچہ علامہ سید عبد العزیز دباغ

مصری فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صاحب تورات، عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل اور داؤد علیہ السلام صاحب زبور حضور علیہ السلام کے زمانے تک رہتے اور قرآن کو سنتے تو قرآن پر عمل کرتے اور اقوال وافعال میں سرور کونین کی اقتدار کرتے اور سب سے پہلے آپکی دعوت پر لبیک کہتے اور آپکے آگے آگے کافروں سے جہاد کرتے۔ (ابریز ص ۱۹۰)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو

کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

مُلک کونین میں انبیاء تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

ان اشعار اور مسئلہ کی تحقیق کے لیے فقیر کی شرح حدائق پڑھیئے۔

رَاحَتِ الْعَاشِقِین۔ اس جملہ پر پھلواروی صاحب نے درود تاج کے الفاظ رَاحَتِ الْعَاشِقِیْنَ۔ میں لفظ عاشقین پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے "محبت ایک لطیف میلان قلب کا نام ہے مگر عشق محض زورِ گندم ہوتا ہے جسکا سارا تعلق حسن و شباب سے ہے۔ مولانا روم نے صحیح کہا ہے۔

عشق نہ بود آنکہ در مردم بود

ایں خمار از خوردن گندم بود

لفظِ عشق اتنا گرا ہوا، گھٹیا اور سخیف لفظ ہے کہ قرآن اور احادیث صحیحہ نے اس لفظ کے استعمال سے مکمل احتراز کیا ہے۔

جواب غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ (عشق کا معنیٰ) پھلواری صاحب نے عشق کے معنیٰ زورِ گندم بتائے ہیں. جو آج تک کسی نے نہیں بتائے. لغت کی کسی کتاب میں لفظ عشق کے یہ معنیٰ کوئی نہ دکھا سکے گا. البتہ اس معنیٰ پر انہوں نے مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر سے ضرور استدلال فرمایا ہے. جو پھلواری صاحب کے حواس باختہ ہونے کی دلیل ہے. مولانا رومی تو اس شعر میں یہ فرما رہے ہیں کہ لوگوں میں جو خواہش نفسانی پائی جاتی ہے وہ عشق نہیں وہ تو محض گندم کھانے کا خمار ہے پھلواروی صاحب نے اسی خمار گندم کو عشق قرار دیدیا جسکے عشق ہونے کی مولانا رومیؒ نفی فرما رہے ہیں.

ع ناطقہ سر بہ گریبان ہے اسے کیا کہئے

عشق مولانا رومی کی نظر میں

مولانا نے اس شعر میں خمار گندم کی مذمت کی ہے مگر حسب ذیل اشعار میں عشق کی مدح فرمائی ہے.

ے ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

ے شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیبِ جملہ علتہائے ما

ے اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوسِ ما

ے جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمدو چالاک شد

یعنی جسکے وجود نفسانی کا جامہ عشق سے چاک ہو گیا وہ حرص اور ہر عیب سے پاک ہو گیا۔ اے ہمارے عشق خوش سودا، اور ہماری تمام بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔ اے ہماری نخوت و غرور کی دوا۔ اے ہمارے عشق تو ہی ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے جسم خاک عشق سے افلاک پر پہنچا۔ پہاڑ رقص میں آکر چست و چالاک ہو گیا.

ان اشعار میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عشقِ خوش سودا کو تمام بیماریوں کا طبیب اور اسی عشق کو اپنی نخوت و ناموس کی دوا اور اسی عشق کو اپنا افلاطون اور جالینوس فرما کر اسکی مدح فرمائی ہے پہلے شعر کے ساتھ ان اشعار کو ملا کر پڑھیئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مفہوم آپ پر واضح ہو جائے گا. کہ زور گندم عشق نہیں کیونکہ وہ انسانی خواہشات کو ابھارتا اور انسان کو بے شمار امراض قلبیہ میں مبتلا کر دیتا ہے عشق تو ان کے نزدیک ایک ایسا جوہر لطیف ہے کہ اگر وہ کسی کے وجودِ نفسانی کا جامہ چاک کر دے تو وہ حرص اور عیب سے پاک ہو جائے وہ فرماتے ہیں۔ عشق ہی ہماری تمام بیماریوں کا طبیب اور نخوت و ناموس کی دوا ہے۔ اسی عشق نے جسد خاکی کی افلاک پر پہنچایا۔ اور اسی عشق سے پہاڑ رقص میں آیا.

خلاصہ یہ ہے کہ مولانا کے نزدیک زورِ گندم عشق نہیں کیونکہ وہ امراضِ قلبیہ کا سبب ہے اور عشق انکے نزدیک تمام امراض قلبیہ کا طبیب ہے۔

ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

حضرت غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ

محبّت کے مفہوم سمجھنے میں غلطی نے فرمایا کہ اس ضمن میں پھلواروی صاحب نے ایک لطیف میلانِ قلب کا نام محبت رکھا ہے گویا انکے نزدیک محبت میں نفسانی خواہش، زورِ گندم اور حسن و شباب سے تعلق کا شائبہ ممکن ہی نہیں۔ حالانکہ اہل عرب کے کلام اور محاورات میں محبّت کا لفظ حسن و شباب کے تعلق، نفسانی خواہش اور زورِ گندم کے معنیٰ میں بھی بکثرت مستعمل ہے۔ حدیث میں بھی اسکی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً "بخاری شریف میں ہے۔ اِنَّهَا كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَاَبَتْ۔ یعنی غار میں پھنسے ہوئے تین آدمیوں میں سے ایک نے کہا میرے چچا کی بیٹی تھی۔ جس سے میں ایسی محبت کرتا تھا جیسی شدید ترین محبت مردوں کو عورتوں سے ہوتی ہے لہٰذا میں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی تو اس نے انکار کردیا (بخاری جلد ۱۔ صد ۳۱۴)

الفاظِ حدیث کی روشنی میں پھلواروی صاحب کے اپنے من گھڑت عشق کے معنیٰ اور محبت میں کیا فرق رہا؟ مولانا رومی کے اشعار میں تو عارفین کا عشق مذکور تھا۔ جو راحۃ العاشقین کے الفاظ سے مراد ہے۔ اب اہل لغت کی طرف آیئے تمام اہل لغت نے لفظِ عشق پر کلام کرتے ہوتے اسکے معنیٰ "فرطِ محبت" کے لکھے ہیں۔ مختار الصحاح صد ۳۷۴ میں ہے اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ اسی طرح لسان العرب جلد ۱۰ صد ۲۵۱، تاج العروس جلد ۷ صد ۱۳ اور قاموس جلد ۳ صد ۲۶۵ میں ہے۔

جس طرح محبت پاکیزہ بھی ہوتی ہے اور خبیث بھی۔ اسی طرح عشق بھی پاکیزگی

اور خبث دونوں میں پایا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔ قاموس میں ہے اَلْعِشْقُ ...
اِفْرَاطُ الْحُبِّ وَ یَکُوْنُ فِیْ عَفَافٍ وَفِیْ دَعَارَۃٍ
صد ۲۶۵ جلد ۳) یعنی عشق کا معنیٰ افراطِ محبت ہے جو پاک دامنی میں ہوتا ہے اور خبث میں بھی معلوم ہوا کہ عشق اور محبت میں شدت اور افراط کے سوا کوئی فرق نہیں۔

پھلواروی صاحب فرماتے ہیں کہ لفظِ عشق اتنا گرا ہوا، گھٹیا اور سخیف لفظ ہے کہ قرآن اور احادیث صحیحہ نے اس لفظ کے استعمال سے مکمل احتراز کیا ہے الخ

قرآن و حدیث میں لفظ "عشق" سے مکمل احتراز کا دعویٰ محل نظر ہے قرآن میں نہ سہی مگر حدیث میں عَشِقَ " کے الفاظ موجود ہیں بروایت خطیب بغدادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے " مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ شَھِیْدًا۔ یعنی جسکو کسی سے عشق ہوا پھر اس نے چھپایا اور پاک دامن رہتے ہوئے مر گیا تو وہ شہید ہے (الجامع الصغیر جلد ۲ صد ۱۷۵ طبع مصر)

اگرچہ ان دونوں حدیثوں میں ضعف کا قول کیا گیا ہے لیکن اس حدیث کو امام سخاوی نے مقاصدِ حسنہ میں اسانیدِ متعددہ سے وارد کیا۔ بعض میں کلام کیا۔ اور بعض کو برقرار رکھا۔ جن اسانید کو برقرار رکھا وہ ضعیف نہیں۔ چنانچہ امام سخاوی نے اس حدیث کی اسانید میں سے ایک سند کے متعلق فرمایا۔ وَھُوَ سَنَدٌ صَحِیْحٌ۔ (مقاصدِ حسنہ صد ۴۲۰)

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام خرائطی اور دیلمی وغیرہما نے روایت کیا۔ بعض محدثین کے نزدیک اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ عَشِقَ

فَعَفَّ فَكَتَمَ فَصَبَرَ فَهُوَ شَهِيْدٌ. جس کو کسی سے عشق ہو گیا پھر وہ پاک دامن رہا اور اسے چھپایا اور صبر کیا تو وہ شہید ہے۔ اور امام بیہقی نے اسے طرقِ متعددہ سے روایت کیا (مقاصدِ حسنہ ص ۴۱۹، ص ۴۲۰ طبع مصر)

اہل علم جانتے ہیں کہ طرقِ متعددہ سے سندِ ضعیف کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ لفظ عِشق حدیث میں وارد ہے۔ قرآن و حدیث میں اس سے مکمل احتراز کا جو دعویٰ کیا گیا ہے۔ صحیح نہیں۔

عدمِ ورود ثبوتِ سخاوت نہیں

علاوہ ازیں پھلواروی صاحب کی یہ دلیل کہ لفظِ عشق چونکہ قرآن و حدیث میں وارد نہیں ہوا۔ اس لیے وہ نہایت گرا ہوا، گھٹیا اور سخیف ہے قطعاً درست نہیں۔ بکثرت کلماتِ فصیحہ کتاب و سنت میں وارد نہیں ہوئے مثلاً لفظِ "ظروف"، اور اسکا واحد "ظرف" قرآن میں کہیں وارد نہیں ہوا۔ نیز نظم اور "نسق"، دونوں محاوراتِ عرب میں کثیر الاستعمال اور فصیح ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک لفظ بھی قرآن مجید میں کہیں وارد نہیں ہوا۔ نہ ان دونوں میں سے کوئی لفظ کسی حدیث میں آیا ہے۔ ترمذی شریف میں "نِظَامِ بَالٍ" کے الفاظ وارد ہیں۔ (جلد ۵۹ طبع مصر) اور مسندِ امام احمد میں ایک جگہ لفظ "مَنْظُوْمَاتٌ" اور دوسری جگہ "اِنْتَظَمَتْ"، کا لفظ آیا ہے۔ (جلد ۲ ص ۲۱۹، جلد ۴ ص ۵۲ طبع بیروت) لیکن لفظ نظم بعینہٖ آج تک کسی حدیث میں منقول نہیں ہوا اسی طرح نَاسِقُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔ کے الفاظ بعض علماء نے حدیث سے نقل کیے ہیں۔ (مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۳۵۲ طبع نولکشور) لیکن لفظ نَسَق آج تک کسی حدیث سے کسی نے نقل نہیں کیا۔ کیا پھلواروی صاحب

ان الفاظ کو بھی گھٹیا، گرا ہوا اور سخیف قرار دیں گے؟

پھر یہ کہ لفظِ عشق نہ سہی مگر اسکے معنٰے (شدتِ محبت اور فرطِ محبت) جو لغت کی معتبر کتابوں سے ہم نقل کر چکے ہیں۔ قرآن و حدیث میں بکثرت وارد ہیں جیسے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کے لیے بہت زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔ (پ۲ بقرہ)

اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مومن وہی ہے جسکے دل میں سب سے زیادہ میری محبت ہو (بخاری جلد ا صے مسلم جلد ا ص۴۹) شدتِ محبت اور زیادتِ محبت ہی عشق کے معنٰی ہیں۔ جو اس آیت اور اس حدیث میں وارد ہیں۔

اللہ اور اسکے رسول کی فرطِ محبت کے معنٰی میں علماء اور صلحاء امت اور فصحاء ملت نے نظماً و نثراً اس لفظ عشق کو جس کثرت سے استعمال کیا ہے کسی سے مخفی نہیں۔ کیا اسکے بعد بھی اسے گرا ہوا، گھٹیا اور سخیف کہنے کا جواز باقی رہتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ لفظِ عشق اصل میں گھٹیا اور گرا ہوا نہیں ہے نہ بقول پھلواروی صاحب قرآن و حدیث میں اسکا عدمِ استعمال کے گھٹیا، سخیف اور گرا ہوا ہونے کی دلیل ہے۔ بلکہ پھلواروی صاحب کی ذہنیت رکھنے والے اگلے پچھلے لوگوں نے اسکے معنٰی اور گندم سمجھ کر اسے گرے ہوئے گھٹیا اور سخیف معنٰی میں استعمال کیا اسی لیے اسکا استعمالِ عدم مذموم قرار پایا۔ بجز ایسے بعض استعمالات کے جہاں سخیف اور گھٹیا معنٰے کا واہمہ متصور ہی نہ ہو جیسے رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ، یہاں اس قسم کا توہم کا کوئی شائبہ تک نہیں جاتا۔

سوال پھلواروی:۔ انسان کو اپنے والدین سے بہن بھائی سے دختر و فرزند سے

کمال درجے کی محبت تو ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک سے بھی عشق نہ ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

جواب کاظمی | ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ عشق کے معنیٰ کمال درجے کی محبت کے سوا کچھ نہیں لیکن ماں باپ، بہن بھائی کے ساتھ کمال محبت کو عشق اس لیے نہیں کہا جاتا اور نہ کہا جا سکتا ہے کہ پھلواروی صاحب جیسی ذہنیت رکھنے والوں نے خمار گندم کا نام عشق رکھ دیا ہے جس کا تصور بھی والدین اور بہن بھائی کے متعلق کیا جا سکتا۔

سوال پھلواروی

محبت کو بقا ہوتی ہے۔ عشق فانی ہے۔ انتہیٰ

جواب کاظمی

درست فرمایا! زورِ گندم یقیناً فانی ہے مگر وہ عشق نہیں۔ عشق تو کمال محبت کا نام ہے۔

سوال پھلواروی

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معشوق کہنا انتہائی بدتمیزی ہے۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معشوق نہیں تو راحۃ العاشقین کس طرح ہو سکتے ہیں؟

جواب کاظمی

بجا فرمایا۔ کوئی صاحبِ ہوش و حواس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ لفظ نہیں کہہ سکتا اگر کہے گا تو یقیناً بدتمیز قرار پائے گا مگر صاحب درودِ تاج نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ لفظ نہیں کہا۔

اس مقام پر پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معشوق نہیں تو راحۃ العاشقین کیسے ہو سکتے ہیں؟ انتہائی مضحکہ خیز ہے حکم اور اطلاق کا فرق بھی پھلواروی صاحب نہیں سمجھ سکے۔ عشق کے معنیٰ کمالِ محبت کے اعتبار سے العاشقین کے معنی محبین کاملین ہیں۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوب اکمل ہیں۔ محبوب اکمل اپنے محبِ کامل کی راحت ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ درودِ تاج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر محبوب اکمل ہونے کا حکم ہے، لفظ معشوق کا اطلاق نہیں۔

صاحبِ درودِ تاج نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راحۃ العاشقین کہا ہے معشوق نہیں کہا۔ پھلواروی صاحب کا ان پر یہ الزام کہ انہوں نے رحۃ العاشقین کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معشوق کہہ دیا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معشوق نہیں راحۃ العاشقین کیسے ہو سکتے ہیں۔ بالکل ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو "خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ" کہنے والے پر یہ الزام لگا دیا جائے کہ معاذ اللہ اس نے اللہ تعالیٰ کو خالق الخنازیر کہہ کر شانِ الوہیت میں گستاخی کی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ خالق الخنازیر نہیں تو خالق کل شیئ کیسے ہو سکتا ہے؟ جس طرح یہ الزام قطعاً غلط اور لغو ہے اسی طرح راحۃ العاشقین کہنے کی بنیاد پر مؤلفِ درودِ تاج پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معشوق کہنے کا الزام بھی غلط، بیہودہ اور لایعنی ہے۔

راحۃ العاشقین پر اعتراض کا خمیازہ

اگر پھلواروی صاحب "راحۃ العاشقین" کے الفاظ سے یہ الزام لگاتے ہیں

کہ درود تاج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معشوق کہا گیا ہے تو اپنے اوپر بھی اس الزام کو قبول کر لیں کہ انہوں نے ماں، بہن اور بیٹی کو محبوبہ کہا ہے جبکہ ماں، بہن اور بیٹی کو اسکے بیٹے بھائی اور باپ کی محبوبہ کہنا انتہائی معیوب ہے۔ ہم ابھی پھلواروی صاحب کا کلام نقل کر چکے ہیں کہ انسان کو اپنے والدین بھائی بہن سے دختر و فرزند سے کمال درجہ کی محبت ہوتی ہے۔ پھلواروی نے یہ کہہ کر ماں بہن اور بیٹی کو محبوبہ کہدیا۔ کیونکہ اگر وہ محبوبہ نہیں تو انکے ساتھ کمال درجہ کی محبت کیسے ہو سکتی ہے۔

اگر پھلواروی صاحب اپنے اوپر یہ الزام قبول کرنے کو تیار نہیں تو درود تاج کے مؤلف پر یہ الزام رکھنا سراسر ناانصافی نہیں تو کیا ہے؟

علامہ حافظ احسان الحق رحمتہ اللہ علیہ

اگرچہ غزالی زمان قدس سرہ اس جملہ (راحتہ العاشقین) کی تحقیق کے بعد کسی دیگر تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں لیکن یہ احسان فراموش ہوگی کہ حضرت علامہ حافظ احسان الحق رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر میں نہ لایا جائے اس لیے کہ انہوں نے غزالی زمان رحمتہ اللہ علیہ سے بہت پہلے جعفر پھلواروی کو نقد جواب لکھا کہ جسکے بعد پھلواروی کو اسکے جواب کی تاب نہ رہی حالانکہ حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے رد کے بعد بڑے عرصہ تک زندہ رہا۔

علامہ حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر

حافظ صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ اس جگہ عشق اس قلبی لگاؤ سے عبارت ہے جو محبوب کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کی کمال فرمانبرداری کو نیز آپکے آل و اصحاب اتباع و انصار کی پوری غلامی کو سہل تر

بنادے اور آپکی ذات گرامی سے نسبت رکھنے والی ہر چیز منسوب الی المحبوب ہونے کی وجہ سے پیاری لگنے لگے اس قلبی لگاؤ کا سبب گندم خوردن و شکم پروردن نہیں بلکہ ایمان آوردن و تسلیم نمودن ہے کیونکہ۔

ع عشق بتاں نہیں ہے یہ عشق رسول ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی بنا پر اس دولت لازوال سے وہ جامد اشیا بھی نوازی گئی ہیں جنہیں گندم خوری سے کچھ واسطہ نہیں حدیث شریف میں ہے۔ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ۔ احد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت فرماتے ہیں۔ (بخاری)

جب حضور علیہ السلام کے لیے منبر بنا اور خطبہ جمعہ کے لیے اس پر جلوہ گر ہوئے تو خشک لکڑی کا وہ ستون جسکے ساتھ تکیہ لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں بے قرار ہو کر رو پڑا۔ سوال میں ذکر کردہ شعر کا مطلب وہ نہیں جسے معترض نے سمجھا بلکہ اس کا مطلب وہ ہے جسے فقیر نے عرض کیا بعض مردوں کو بسبب گندم کھانے کے جو طاقت حاصل ہوتی ہے اسکا نام عشق نہیں وہ تو ایک خمار ہے جو مردوں کو حسن و شباب کا متوالا بنا دیتا ہے اگر طاقت جاتی رہی اور حسن و شباب نابود ہو جائے تو خمار بھی اتر جاتا ہے مگر عشق صادق ایسا نہیں اسکا سبب ایمانی کمال ہے اور ایمان بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ رہتا ہے بنابریں عشق بھی سدا بہار پھول کی طرح عاشق کے دل و دماغ کو دائما مہکاتا رہتا ہے اور اسکی ہر جگہ دنیا میں قبر میں حشر میں مشکلکشائی فرماتا رہتا ہے۔ اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ع اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھائے گی وہ آگ لگائی ہے۔

اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی تعریف میں مولانا رومی رحمتہ اللہ نے کیا خوب فرمایا۔

اسکے بعد حافظ صاحب مرحوم نے وہی اشعار لکھے جو غزالیٔ زمان کی تحریریں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حافظ صاحب مرحوم نے جعفر پھلواروی کو نقد جواب مختصر اور ایسا جامع لکھا کہ اسکے بعد پھلواروی اور اسکی جماعت دیوبند کی زبان ایسی بند ہوئی کہ گویا ؏

منہ میں زبان نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

مراد المشتاقین صلے اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشتاقوں کی مراد ہیں

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں۔ ؎

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

یہ کیفیت صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے سمجھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ وہ کس طرح حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مراد سمجھتے تھے۔

حدیث میں آیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین مجلس نبوی میں اسی طرح مؤدّب اور خاموش سر جھکا کر بیٹھتے تھے گویا انکے سروں پر پرند بیٹھے ہیں نہ صرف مجلس کا ادب بلکہ آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہر معاملہ میں ادب کے ساتھ جان ہتھیلی پر لیے پھرتے تھے اور آپکے ذکر و فکر سے مجالس و محافل کو مزین رکھتے یہ آپکی ظاہری زندگی مبارک میں بھی اور وصال کے بعد بھی ظاہری زندگی کا حال امام زرقانی نے بحوالہ تنویر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ) اپنے گھر میں اپنے

اہل و عیال اور چند افراد قوم کو جمع کر کے انکے سامنے وقائع ولادت کے بیان فرما رہے تھے اور حمد الہٰی اور درود رسالت پناہی میں مصروف تھے کہ اچانک سرور دو جہاں، شفیع مجرماں تشریف لے آئے اور انکا یہ حال ملاحظہ فرما کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا۔

حَلَّتْ لَکُمْ شفاعتی

میری شفاعت تم پر حلال ہو گئی (یعنی لازم ہو گئی)

کیسے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو حضور کے ذکر کی مجالس منعقد کر کے اپنی بخشش کا سامان کرتے ہیں اسکے فوائد میں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی ماثبت من السنہ میں فرماتے ہیں۔

وَ مما جرّب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشری عاجل بنیل البغیة والمیرام۔

میلاد شریف کے برکات کا تجربہ ہوا ہے کہ اسی سال کے آخر تک میلاد والوں کو امان اور تمام مقاصد اور مرادیں پوری ہونے کا مژدہ۔

اور رشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ۔

دریںجا بشارتیست مر اہل	یہاں میلاد والوں کو بشارت
موالید را کہ سرور می کنند	ہے کہ میلاد میں خوشیاں
و بذل اموال می نمانید	کرتے اور مال خرچ کرتے ہیں

(ف) یہ ابولہب کے واقعہ کے بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ استدلال فرمایا ہے۔

شمس العارفین صلی اللہ علیہ وسلم	آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عارفین باللہ کے سورج ہیں

بلکہ جملہ عالم کے جملہ عارفین باللہ کے سرتاج انبیاء علیہم السلام ہیں اور اور آپ انکے شمس ہیں حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں ؎

فانك شمس فضل هم كواكبها

يظهرن انوارها النّاس فى الظلم

اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بر بزرگی وفضل کے سورج ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں آپکے انوار کو وہ ستارے اپنے اپنے دور میں تاریکیوں میں اپنے شمس کے انوار ظاہر کرتے رہے۔

سراج السالکین :

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سالکین راہ ہدیٰ کے چراغ ہیں نہ صرف سالکین بلکہ جملہ عالم کے آپ چراغ ہیں۔ اللہ نے آپکو سراجاً منیرا" کے لقب سے ملقب فرمایا ہے صاحب روح البیان فرماتے ہیں۔

دوسرے چراغ ہواؤں کے جھونکوں سے بجھ جاتے ہیں لیکن یہ وہ چراغ ہیں کہ انہیں کوئی شے بجھا سکتی ہی نہیں۔ کما قال تعالیٰ۔

يريدون ليطفؤا نور اللّٰه بافواههم واللّٰه متم نوره ولو كره الكافرون۔

چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ تعالیٰ اپنا نور مکمل کریگا اگرچہ اس سے کافر کراہت کریں۔)

مثنوی شریف میں ہے۔ ؎

ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو

شمع کے میرد بسوزد پوز او

کے شود دریا ز پوز سگ نجس

کے شود خورشید از پف منطمس

ترجمہ:۔ جو شمع خدا کو پھونکتا ہے تو اس کی پھونک سے یہ شمع کب بجھ سکتی ہے۔

۲۔ کتے کی رال سے دریا پلید نہیں ہوتا، نہ کسی کی تھوک سے سورج کا نور بجھ سکتا ہے دوسرے چراغ وہ ہیں جو صرف رات کو روشنی دے سکتے ہیں، لیکن آپ وہ چراغ ہیں کہ شب دنیا کی ظلمتوں کو نورِ دعوت سے روشن فرمایا اور آخرت کے دن میں پرتوِ شفاعت سے روشن اور منور ہونگے۔

شد بدنیا رخش چراغ افروز

شب ما گشت زالتفاتش روز

باز فردا چراغ افروزد

کہ از ان جرم عاصیاں سوزد

ترجمہ:۔ دنیا میں اسکا چہرہ روشنی دینے والا ہے ہماری شب تاریک اس کی نظرِ کرم سے روشن ہو گی پھر کل قیامت میں جب چراغ روشن فرمائیں گے تو اس سے عاصیاں کے گناہ جل جائیں گے۔

نکتہ:۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو بھی چراغ کہا اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی چراغ۔ لیکن ان دونوں کی کیفیت یہ ہے کہ سورج آسمان کا چراغ ہے تو آپ زمین کے لیے۔ وہ دنیا کے لیے چراغ ہے تو آپ دین کے وہ فلک کی منازل کا چراغ ہے تو آپ محافل ملک کے۔ وہ آب و گل کا چراغ ہے تو آپ جان و دل کے اس سے لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو آپ سے خوابِ عدم سے اُٹھ کر عرصہ گاہ وجود میں آئے۔

از ظلماتِ عدم راہ کہ بروتے برد
گر نشدے نورِ تو شمعِ رواں ہمہ

ترجمہ:۔ ظلماتِ عدم سے کون اسکی طرف راہ پاتا اگر آپکی شمع کا نور تمام ارواح کی رہبری نہ فرماتی۔

(ف) مشائخ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام اقلیم عدم سے تشریف لائے تو آدم علیہ السلام کے چراغ بنے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ان سے پہلے آپ کا نور ہے۔

(ف) بعض علماء نے فرمایا کہ سراج سے شمس اور منیر سے قمر مراد ہے۔ آپ دونوں صفات سے موصوف ہیں۔ اور اس میں اشارہ ہے، آیت۔

تبارك الذی جعل فی السماء بروجا و جعل فیها سراجًا و قمرًا منیرًا۔

وہ ذات بابرکت ہے جس نے آسمان میں بروج بنائے اور بنایا ان میں چراغ اور چاند روشنی دینے والا۔ ہم نے سورج کو قمر پر اس لیے محمول کیا ہے کہ بہ نسبت چراغ اور چاند کا نور اتم واکمل ہے۔

نکتہ:۔ میں سورج اور چاند اور ستارے نہیں ہونگے۔ علاوہ ازیں سورج اور چاند ستارے اپنے مرکز سے منتقل نہیں ہو سکتے بخلاف چراغ کے کہ اسے جہاں چاہو لے جاؤ۔ اسی لیے آپ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے اور قیامت میں صرف آپکی ذاتِ مبارکہ کام دے گی۔

مصباح المقربین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقربین کے شمع فروزاں ہیں۔

قرآن مجید

اللہ تعالٰے نے قرآن مجید حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور کو مصباح سے تمثیل دی ہے چنانچہ فرمایا۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔

(پ ۱۸ النور ع ۳۵)

ترجمہ:۔ اللہ نور ہے۔ آسمانوں اور زمین کا اسکے نور کی۔ مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اسمیں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے۔ جو نہ پورب کا نہ پچھم کا۔ قریب ہے کہ اسکا تیل۔ بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اسکی تفسیر میں صدر الافاضل رحمتہ اللہ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ تمثیل نور سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کعب احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنٰی بیان کرو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی۔

روشندان (طاق) تو حضور کا سینہ شریف ہے اور فانوس قلب مبارک اور چراغ نبوت کہ شجر نبوت سے روشن ہے اور اس نور محمدی کی روشنی و اضائت اس مرتبہ کمال ظہور پر ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بھی بیان نہ فرمائیں جب بھی خلق پر ظاہر ہو جائے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ روشندان تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلب اطہر اور چراغ وہ نور جو اللہ نے اس میں رکھا کہ شرقی ہے نہ غربی نہ یہودی و نصرانی ایک شجرہ مبارک سے روشن ہے وہ شجر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں نور قلب ابراہیم پر نور محمدی نور پر نور ہے۔ اور محمد بن کعب قرضی نے کہا کہ روشندان اور فانوس تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور چراغ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ اکثر انبیاء آپکی نسل سے ہیں اور شرقی و غربی نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی کیونکہ یہود مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور نصاریٰ مشرق کی طرف۔ قریب ہے کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و کمالات نزول وحی سے قبل ہی خلق پر ظاہر ہو جائیں۔ نور پر نور یہ کہ نبی ہیں نسل نبی سے نور محمدی ہے نور ابراہیمی پر اسکے علاوہ اور بھی بہت اقوال ہیں۔ (خازن)

محب الفقراء والغرباء والمساکین صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فقراء، محتاجوں اور مسکینوں سے محبت و شفقت فرماتے تھے۔ اس موضوع پر فقیر کا رسالہ شفقت مصطفٰے بر خلق خدا مطالعہ کیجئے۔ چند نمونے عرض کرتا ہوں۔

قرآن مجید! اللہ آپکی صفت میں فرماتا ہے۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم۔ پس تو کیسی

رحمت الٰہی ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تم ان کے لیے نرم دل ہوئے یعنی آپکے مزاج مبارک میں اتنا لطف وکرم کہ کبھی کسی پر شدت نہیں فرمائی۔

انتباہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی پر بلا حکم شرعی ناراض نہ ہوئے بلکہ ہر ممکن اسکی دلجوئی فرمائی اور ہو سکا تو اسکی خدمت کی اور دوسروں کو بھی خدمت خلق اور ادائیگی حقوق پر زور دیا نہ صرف انسانوں کے لیے بلکہ حیوانوں تک آپکی یہی کیفیت رہی۔

جناب ابو طالب نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لکھا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل یلوذ به الهلاك من آلِ بنی هاشم فهم فی نعمة وه فواصل۔

ترجمہ:۔ یہ صاحبزادہ سفید چہرے والا ہے جسکے چہرے کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے یہ یتیموں کا ملجا و ماویٰ ہے اور غرباء مساکین اور بیوگان کا جائے پناہ اس سے ہلاکت و تکالیف کی وجہ سے پناہ لی جاتی ہے اور آلِ ہاشم اسکی وجہ سے ہی نعمت میں ہے اور یہ فضیلت و شرافت والے ہیں۔

واقعہ حضور ابھی بارہ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ آپکے چچا ابو طالب نے آپکے وسیلہ سے بارش طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے بارش برسادی۔

(ف) اس واقعہ کو ابن عساکر نے بروایت عرفطہ یوں نقل کیا ہے

قال قدمت مكة وهو فی سنة قحط فقالت قریش یا ابا طالب اقحط الوادی واجدب

العیال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب و معه غلام کانه شمس دجن انجلت عنه سحابة قتماء و حوله اغیلمة فاخذ ابوطالب الغلام والصق ظهره بالکعبة ولاذ الغلام باصبعة وما فی السماء قزعة فاقبل السحاب من ههنا و ههنا و اغدق و اغدوق و انفجر له الوادی و اخصب النادی والبادی و فی ذالك یقول ابو طالب۔

اسکے بعد اسی قصیدہ کے وہی اشعار ہیں جو فقیر نے اوپر درج کیے۔

(ترجمہ) عربی عبارت مذکورہ، غرفطہ (بن الحباب صحابی) نے کہا میں مکہ میں آیا اور اہل مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ قریش نے کہا اے ابو طالب جنگل قحط زدہ ہو گیا ہے اور ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں۔ آ اور بارش کے لیے دعا کر۔ ابو طالب نکلا اور اسکے ساتھ ایک لڑکا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ گویا وہ تاریکی ابر کا آفتاب تھا۔ کہ جس سے سیاہ بادل دور ہو گیا ہو۔ پھر ابو طالب نے بچے کی پیٹھ کعبہ کی دیوار سے چسپاں کر دی۔ پس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک آسمان کی طرف کی۔ حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل نہ تھا لیکن آپکے اشارہ سے ہر طرف بادل امڈ آئے اور ایسے خوب برسے کہ وادیاں بہ پڑیں اور جنگلات اور گلیاں کوچے سرسبز و شاداب ہو گئے۔ اس پر ابو طالب نے ایک قصیدہ کہا کہ یہ بچہ سفید چہرہ والا وہ ہے جسکے چہرے کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یہ یتیموں کا ملجا و ماویٰ ہے اور غرباء و

مساکین (عورت و مرد) کا جائے پناہ ہے اس سے ہلاکت و تکالیف کی وجہ سے پناہ لی جاتی ہے اور آلِ ہاشم اسکی وجہ سے ہی نعمت میں ہیں اور فضیلت و شرافت رکھتے ہیں۔

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف کہ ابھی آپ بچے ہیں لیکن بادلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ پھر آپکی وجہ سے کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوئیں۔

بہر حال ہم ویسے تو ہم اپنے لیے بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن کردار کے لحاظ سے ÷ ہیں۔

فقیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت کی روایات پیش کرتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ کیا ہم اس طریقہ کریمہ پر پورے اتر رہے ہیں یا ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ ہم اپنے نبی رحمۃ اللعالمین کی عادات پر اپنے آپکو نہیں ڈھالتے۔ آیئے ہم سب مل کر تہیہ کریں کہ ہم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا چند واقعات سن لیجئے۔

اندھی پر شفقت

ایک دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار جا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی ہے اور بازار کے لوگ اسکی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حالت دیکھ کر رونے لگے اور بازار والوں سے فرمایا۔ کہ یہ اندھی عورت تمہاری قوم کی ہے، تمہارے شہر کی ہے پھر جو تم اسکی ہنسی اڑاتے ہو تو گویا خود اپنی ہنسی اڑاتے ہو، اگر یہ عورت کسی غیر قوم کی ہوتی تب بھی اندھی عورت کی مدد تم پر لازم تھی۔ آؤ اور اس عورت کو اٹھاؤ اور اسکو گھر تک پہنچاؤ۔

بازار والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سُن کر بہت زور سے ہنسے اور کہا تم کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو جاؤ تم ہی اسکو اٹھاؤ، اور اسکے گھر تک پہنچاؤ، ہم رسول نہیں ہیں ہنسی کی بات ہو گی تو ہم ضرور ہنسیں گے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بازار والوں کی یہ بات سُنی تو پھر ان سے کچھ نہ کہا اور خود اس اندھی عورت کے پاس تشریف لے گئے اور اسکو سہارا دیکر اٹھایا اور اسکے گھر کا پتہ پوچھا اور فرمایا، چل میں تیرے ساتھ تیرے گھر تک چلوں گا۔ اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکے گھر تک لے گئے پھر اس سے پوچھا تیرا کوئی وارث بھی ہے یا نہیں؟ عورت نے جواب دیا میں لاوارث ہوں۔ امیروں کے گھروں میں جاکر روٹی مانگ لاتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب میں صبح شام اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا تجھکو پہنچا دیا کروں گا، تو گھر میں بیٹھی رہ، باہر مت نکل عورت نے پوچھا تم کون ہو اور مجھ سے یہ ہمدردی کیوں کرتے ہو؟ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا میرا نام محمد ہے اور مجھے خُدا نے بے کس غریبوں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے اس عورت نے رو کر کہا میں نے تمہارا نام سنا تھا اور لوگ تمہاری ہنسی اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ تم بڑا بننے کے لیے خدا کے رسول بنتے ہو، مگر آج معلوم ہوا کہ تم سچے رسول ہو اور میں تمہیں پر ایمان لاتی ہوں۔

اسکے بعد رسولِ خدا نے اس عورت کو اسکے گھر تک پہنچایا اور پھر دونوں وقت روزانہ اپنے گھر سے کھانا پکوا کر خود اسکے گھر پہنچا دیا کرتے تھے۔

غور کیجئے آج ہم ہیں کہ اپنی قریبی رشتہ دار قابل خدمت بی بی کی خدمت سے نہ صرف محروم بلکہ نفرت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض بدبخت اپنی ماں کی خدمت سے نہ صرف شرماتے بلکہ بن پڑتے ہیں تو مارتے ہیں۔

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جا رہے تھے۔

مزدور بی بی

دیکھا کہ ایک مزدور عورت لکڑیاں سر پر رکھے جا رہی ہے اور بازار والے اس عورت کی ہنسی اڑا رہے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بازار والوں کو سمجھایا اور فرمایا کہ تم کو مزدور عورت کی مدد کرنی چاہیئے۔ اسکو ستانا اور اسکی ہنسی اڑانا بہت بُری بات ہے۔ بازار والے بولے اگر تم رسول ہو تو جاؤ اپنے ماننے والوں سے باتیں کرو۔ ہمارے کام میں دخل نہ دو۔

انتباہ

یہ کیفیت نہ صرف انکی تھی بلکہ آج ہم اس سے بھی دو قدم آگے ہیں۔

عورت کو نہ مارو

ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جا رہے تھے تو دیکھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو مار رہا ہے اور آس پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم مارنے والے مرد کے پاس گئے اور فرمایا عورت کو نہ مار اور بازار میں اسکو رسوا نہ کر، تو بہادر قوم کا آدمی ہے، اور بہادر لوگ عورتوں کو نہیں مارتے نہ انکو رسوا کرتے ہیں۔ اس مرد نے جواب دیا میں توبہ کرتا ہوں آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کرونگا۔ مگر تم خدا کا رسول بننے کا دعوی کرتے ہو تو اس عورت کو بھی سمجھاؤ کہ یہ میرا کہنا مانے اور میری اجازت بغیر کہیں باہر نہ جائے، مرد کی یہ بات سُن کر حضرت نے اس عورت کو وصیت کی کہ بیوی کو اپنے شوہر کی تابعداری کرنی چاہیئے اور تم اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر نہ جانا۔ اس عورت نے جواب دیا میں آپکا حکم مانوں گی اگرچہ میں آپکو رسول نہیں مانتی تھی۔ مگر آج جو نصیحت آپ نے میرے شوہر کو کی اسکا اثر یہ ہوا کہ میں قرار کرتی ہوں کہ آپ

غلام غلام بن گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لونڈی غلاموں سے بہت ہمدردی تھی، آپ اپنے گھر کے لونڈی غلاموں سے بھی اولاد کا برتاؤ کرتے تھے، ایک دن آپ نے ایک گھر میں ایک غلام کو دیکھا کہ چکی سے آٹا پیس رہا ہے اور رو رہا ہے، حضرت اسکے پاس گئے اور پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ غلام نے جواب دیا میں بہت بیمار ہوں، چکی مجھ سے نہیں چل سکتی مگر آقا کے ظلم کے سبب آٹا پیسنا پڑتا ہے آپ اسکے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا تم ہٹ جاؤ میں تمہارا آٹا پیس دیتا ہوں۔ غلام نے کہا آپ کون ہیں اور یہ ہمدردی کیوں کرتے ہیں؟ رسولِ خدا نے جواب دیا میں خُدا کا غلام ہوں اور مجھے خُدا نے حکم دیا ہے کہ بیماروں کی مدد کروں، یہ کہہ کر غلام کی چکی چلانی شروع کی اور آٹا پیس دیا، پھر فرمایا، میرا نام محمد ہے، تجھے پھر کبھی ضرورت ہو تو مجھے بلا لیجئیو میں تیرا آٹا پیس دوں گا۔ غلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہو، کیا تم وہی محمد ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں میں وہی محمد ہوں، یہ سُن کر غلام نے فوراً کلمہ پڑھا اور کہا کہ میں بھی تم کو رسول مانتا ہوں۔

دیکھا آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت نے بے کس غلام کو اسلام کا غلام بے داغ بنا دیا۔

غلام کی گواہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مکرمہ حضرت خدیجہ بہت دولت مند تھیں اور انکے پاس بہت سے لونڈی اور غلام تھے جن میں ایک عیسائی غلام بھی تھا۔ ایک دن اس عیسائی غلام نے رسول خدا سے کہا میں دوسرے ملک کا رہنے والا ہوں اور مجھے اپنا ملک

یاد آتا ہے۔ آپ اپنے ملک کے لونڈی غلاموں کی مدد کرتے ہیں تو میری مدد بھی کیجئے اور مجھے اپنی بیوی سے سفارش کرا کے آزاد کرا دیجئے تاکہ میں اپنے ملک کو چلا جاؤں، مگر میں عیسائی ہوں اور آپ کو رسول نہیں مانتا اور نہ ہی رسول ماننا چاہتا ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر ہنسے اور غلام سے کہا میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر مانتا ہوں اور انکی عزت کرتا ہوں اس لیے اپنی بیوی سے تیری سفارش کروں گا۔ تو چاہے مجھ کو رسول مان یا نہ مان۔

اسکے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے غلام کی سفارش کی اور حضرت خدیجہ نے فوراً عیسائی غلام کو آزاد کر دیا۔ اور اسکے ملک جانے کا اسکو خرچہ بھی دیا اور وہ غلام یہ کہتا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا کہ سچ مچ آپ تو رسول ہی معلوم ہوتے ہیں۔

سچ ہے الفضل ما شھدت بہ الاعداء بزرگی وہ جسکا دشمن بھی اقرار کریں۔ شفقت رسول نے دشمن سے کہلوا دیا کہ آپ واقعی رسول ہیں۔ یہ صرف اس لیے کہ آپ کی شفقت مشفقانہ تھی۔ ہم بھی اگر شفیق بنیں تو دنیا ہمیں ماننے پر مجبور ہو جائے گی۔

شفقت ہو تو ایسی ہو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ابو سفیان کا غلام بیمار تھا۔ حضرت نے سنا کہ اس غلام کو ابو سفیان نے اکیلے گھر میں ڈال دیا ہے اور کوئی شخص اس غلام کی تیمار داری نہیں کرتا۔ حضرت یہ سن کر رات کو خود اسکے پاس گئے اور اسکا سر دبانے لگے غلام نے کہا تو کون ہے۔ درد تو میری ٹانگوں میں ہے اور تو میرا سر دباتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میں تیرے شہر کا رہنے والا ہوں یہ کہہ کر اس

کے پاؤں دبانے لگے اور صبح تک اسکے پاؤں دباتے رہے اور صبح وہاں سے آنے لگے تو فرمایا، میرا نام محمد ہے پھر کبھی ضرورت ہو تو مجھے بلا لیجیو۔ غلام نے کہا تم خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہو۔ مجھ غلام کے پاؤں دبا کر بڑا احسان کیا۔

یہ ظاہر تو یہ کام ایک خفیف سا کام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بڑے سے بڑے کام سرانجام دیئے۔

بوڑھا غلام

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک بوڑھا غلام باغ میں پانی دینے کے لیے کنویں سے پانی نکالتا ہے تو اسکے ہاتھ کانپتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے پاس گئے اور فرمایا۔ لا ڈول مجھے دے۔ میں باغ کو پانی دونگا، تو کچھ دیر بیٹھ کر آرام کرلے ۔ اسکے بعد حضرت نے پانی کھینچ کھینچ کر سارے باغ کو سیراب کر دیا اور اسکے بعد غلام سے فرمایا۔ میرا نام محمد ہے اور سامنے والے گھر میں رہتا ہوں۔ تو پانی دینے کے وقت مجھے بلا لیا کرو۔ غلام نے کہا میرا آقا مجھ سے خفا ہو گا، حضرت نے فرمایا مگر میرا آقا مجھ سے خوش ہو گا کہ میں تجھ بوڑھے غلام کی مدد کروں۔ غلام نے پوچھا تمہارا آقا کون ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میرا آقا آسمان زمین کا مالک خدا ہے۔ غلام نے کہا اپنے آقا سے یہ کہو کہ وہ مجھے اپنا غلام بنا لے اور اس ظالم آقا کی قید سے مجھے نجات دلوا دے۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا آقا یہ نہیں چاہتا کہ لوگ نکمے ہو کر بیٹھ جائیں۔ اس لیے تم جتنا کام کر سکتے ہو کرو اور جو کام تم سے نہ ہو سکے اسکے لیے مجھے بلا لیا کرو، اور بوڑھے نے کہا بڑھاپے اور بیماری کے سبب اب مجھ سے کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ حضرت نے جواب دیا مجھے میں ایک آسان کام بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بت خانے میں جا کر لوگوں سے کہا کر کہ ایک خدا کو

مانو، بت پرستی چھوڑ دو۔ تو یہ کام کریگا تو خدا تیرے بدن میں نئی طاقت پیدا کر دیگا۔

فداك ابی و امی یا رسول اللہ۔ کیسی حکمتِ عملی سے اسلام پھیلایا غور کیجئے کہ اس بوڑھے کو کیسی بہتر بات سمجھائی۔ اللہ اللہ کیا شان ہے حضور کی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کنیز کے لیے سفارش

بنی امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا۔ اور وہ لونڈی فریاد فریاد پکار رہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز سنی تو اس امیر کے گھر میں گئے اور اس امیر سے کہا، عورت کو مارنا امیری شان کے خلاف ہے۔ امیر نے جواب دیا جاؤ جاؤ، تمکو میرے خانگی معاملے میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم تم دونوں عرب ہیں اور عرب لوگ عورتوں کو مارنا بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ اس واسطے میں تمکو یاد دلاتا ہوں کہ عرب بہادر کے لیے عورت پر ہاتھ اٹھانا بہت بُری بات ہے۔ یہ سن کر اس امیر نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں کسی عورت کو نہیں ماروں گا۔ اور اسکے بعد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

کیوں نہ پڑھتا جب اسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم نے غلام بے دام بنا لیا تھا۔

یتیم کی مدد

ایک دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے راستے میں ایک بچے کو دیکھا کہ سر پر بھاری بوجھ رکھے جا رہا ہے اور بوجھ کے سبب بچے کی گردن جھکی رہی ہے۔ حضرت نے بچے کو روکا اور فرمایا لا اپنا بوجھ مجھ کو دے میں تیرے گھر تک یہ بوجھ پہنچا دوں گا۔ بچے نے حضرت کو اپنا بوجھ دے دیا اور حضرت نے وہ بوجھ اپنے کندھے پر رکھا اور بچے کے ساتھ اسکے گھر تک گئے۔ راستے میں پوچھا تیرا باپ کیا کام کرتا ہے؟ بچے نے جواب دیا میرا باپ ایک برس ہوا

مر گیا، میری ماں کے پاس میرے سوا کوئی لڑکا نہیں ہے اس لیے مجھے یہ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے حضرت نے فرمایا تو میرے پاس آجایا کر۔ میں تیرا بوجھ گھر پہنچا دیا کروں گا۔ بچے نے کہا میری ماں بہت غریب ہے وہ تمکو مزدوری نہیں دے سکتی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا خدا مزدوری دے دے گا، تو اسکی فکر نہ کر۔ بچے نے کہا خدا سے دعا کرو۔ وہ میرے باپ کو زندہ کردے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قسم کی خدمت گزاریاں عام تھیں اسی وجہ سے عوام آپکے دین میں دھڑا دھڑ داخل ہو گئے۔

بیمار غلام کی مدد

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ایک یہودی امیر کا غلام بہت بیمار ہے اور کوئی شخص اس کی خبر نہیں لیتا، حضرت رات کے وقت اس غلام کے گھر میں گئے اور اس کو آواز دی کہ کیا میں اندر آجاؤں۔ غلام نے خیال کیا کہ شاید میرے آقا یہودی نے کسی کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے۔ اس لیے غلام نے حضرت کو اندر بلا لیا۔ اور پوچھا کہ کیا میرے مالک نے تجھکو بھیجا ہے؟ حضرت نے جواب دیا ہاں تیرے مالک کے حکم سے میں یہاں آیا ہوں۔ غلام نے کہا تو آ بیٹھ جا اور میرا سر دبا اور پاؤں دبا حضرت وہاں بیٹھ گئے اور ساری رات بیمار غلام کی خدمت کرتے رہے۔ صبح جب واپس آنے لگے تو غلام نے نام اور پتہ پوچھا، حضرت نے فرمایا میرا نام محمد ہے اور میں تیرے گھر کے قریب رہتا ہوں۔ غلام نے کہا کیا تو وہ محمد ہے جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حضرت نے جواب دیا ہاں میں وہی محمد ہوں، غلام نے کہا میرا آقا تیرا دشمن ہے تو کسی سے بیان نہ کیجیو کہ تو میرے پاس رات کو آیا تھا ورنہ میرا آقا مجھ سے بدگمان ہو جائے گا۔ حضرت نے جواب دیا تو فکر نہ کر میں کسی سے یہ ذکر نہیں کرونگا۔

دیکھا آپ نے کہ احسان کر کے پھر بھی اپنی نہیں بلکہ غریب کی مانی۔

مسافر محتاج کی مدد

ابو جہل نے ایک مسافر محتاج کا قرض دینا تھا لیکن مسافر غریب کو نہیں دیتا تھا۔ مسافر غریب نے اہل مکہ کو کہا سب نے ابو جہل کو کچھ کہنے سے انکار کر دیا۔ حضور علیہ السلام کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے از راہِ تمسخر اہل مکہ نے کہا کہ یہ جوان ابو جہل کو منوا سکتا ہے وہ غریب حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اسکے ساتھ ہو لیے۔ ابو جہل کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ باہر آیا حضور علیہ السلام نے غریب مسافر کے قرض ادا کرنے کا فرمایا تو فوراً گھر جا کر قرض کی رقم لے آیا۔ (مزید تفصیل شرح حدائق میں پڑھیئے)

یتیم پروری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یتیم بچے کو دیکھا ننگے پاؤں ننگے سر روتا ہوا جا رہا تھا، حضرت بے قرار ہو گئے اور اس بچے کو گود میں اٹھا لیا، معلوم ہوا ماں باپ مر گئے ہیں اور دو دن سے بھوکا ہے حضرت اسکو اپنے گھر میں لے گئے اور کئی دن تک اسکو اپنے گھر میں رکھا۔ اسکے بعد بچے کے رشتے دار اسکو لے گئے۔

اسی شفقت کی برکت تھی کہ بچوں کو اپنے ماں باپ بھی بھول جاتے۔ جیسے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مشہور ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہو جانا انہی عاداتِ کریمانہ سے ہوا۔ چنانچہ وہ مدینہ طیبہ میں پہلی بار حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بے حد احترام تھا اسکو دیکھ کر حضرت عدی بے حد مرعوب ہوئے اسی اثناء میں مدینہ کی ایک مسکین عورت آپکے پاس آئی اور کہا کہ اے رسولِ خدا! میں تنہائی میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں مدینے کی جس گلی میں کہو میں تمہاری چل کر بات سننے کو تیار ہوں۔ پھر آپ اسکے ساتھ اٹھے اور تھوڑی دور جا کر

کافی دیر تک اسکی بات سنتے رہے اور پھر واپس تشریف لے آئے۔ حضرت عدی نے انسان دوستی کا یہ مظاہرہ دیکھا تو ان پر بے حد اسکا اثر ہوا۔ اور وہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

(ف) یہ تھا آپکی شفقت کا اثر کہ حاتم طائی کا لڑکا آپکے اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہو کر دولتِ اسلام سے نوازا گیا۔

بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر جس طرح صحابہ کرام نے عمل کیا اگر ہم بھی عمل پیرا ہو جائیں تو دنیا ہمارے قدم چومے

سیّد الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جنوں اور انسانوں کے سردار اور امام ہیں۔ اسکی تفصیل سابقہ اوراق میں آگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انسانوں کے نبی ہیں بلکہ آپ جنوں کے بھی نبی ہیں بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے۔

انسانوں پر نبوت تو واضح ہے ایسے جنات کے متعلق بھی اہل فہم پر روشن ہے۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

یہ تو سب کو معلوم ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو جنوں کا آسمان کے قریب جانا ہی بند کر دیا تھا۔ اور جو جاتا تھا اسکے شعلے مارے جاتے تھے جسکی خود جنوں نے خبر دی تھی۔ بتوں کے اندر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارتیں سنی جانے لگی تھیں۔ اور جوق در جوق جنات کی جماعتیں خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف اسلام ہو رہی تھیں لیکن میں یہ بتلاؤں کہ ان میں سے جس نے تمردی (سرکشی) پہ کمر باندھی اسکا کیا حشر ہوا؟ جب حضرت خالد بن ولید نے بحکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عزّیٰ بت کی عمارت کو ڈھایا تو وہاں ایک کالی عورت، ننگی، برہنہ بال پریشان اپنے سر پر ہاتھ رکھے

ہوئے چیختی ہوئی نکلی۔ حضرت خالد نے تلوار سے اسکے دو ٹکڑے کر دیئے اور حضور کی خدمت شریف میں آکر یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عزیٰ یہی تھی جسے تم نے قتل کیا، اب اسکی پوجا نہ ہوگی علماء فرماتے ہیں کہ عزیٰ ایک یا تین درخت تھے جن میں سے آوازیں آتی تھیں اس ہی سبب سے وہ پوجا جاتا تھا اور وہ آوازیں اس خبیثہ کی تھیں جو قتل کی گئی اور شیاطین کے قبیلے سے تھی۔

مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ ہے جسکو جبلہ ابو قبیلس کہتے ہیں، ایک دفعہ اس پہاڑ پر کسی خبیث جن نے چلانا شروع کیا اور چند شعر اسلام کی ہجو میں پڑھے بعض اشعار کا مضمون یہ تھا۔

مسلمانوں کو جلد مار ڈالو اور بت پرستی ہرگز نہ چھوڑنا۔ جسکو سن کر کفار بڑے خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے "لو سن لو۔ غیب سے بھی تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی بڑا رنج پہنچا اور خدمت اقدس میں آکر یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا۔ تم خاطر جمع رکھو یہ آواز کرنے والا ایک شیطان ہے۔ جسکا نام مسعر ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اسکو اسکی سزا دینے والا ہے۔

چنانچہ اسکے تیسرے ہی دن آپ نے مسلمانوں کو بشارت دی جس کا نام ہمنے عبداللہ رکھا ہے۔ اس نے مجھے سے اجازت مانگی ہے۔ مسعر کے قتل کرنے کی اور ہمنے اسکو اجازت دے دی ہے، آج شام کو مسعر مارا جائے گا۔

مسلمان خوش ہوئے اور منتظر رہے۔ شام کو اسی مقام سے ایک سخت آواز میں شعر سنائی دیئے جنکا مضمون یہ تھا کہ۔ کہ ہمنے مسعر کو مار ڈالا

کہ اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اور حق کی حقارت کی اور باطل پر جمنے کی لوگوں کو ترغیب دی، اس لیے ہم نے اپنی شمشیر سے اس کا کام تمام کر دیا۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جنّوں کے حضور اقدس میں حاضر ہونے کے عجیب عجیب واقعات ذکر کیے ہیں۔ میں کہاں تک اسکا بیان کر سکتا ہوں۔

نبی الحرمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دونوں حرم (مکہ و مدینہ) کے نبی ہیں بلکہ جملہ کائنات کے۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں عرض کیا گیا ہے۔

امام القبلتین

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلم

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دونوں قبلوں (کعبہ و بیتُ المقدس) کے امام ہیں۔ کعبہ کی امامت تو واضح ہے بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کو شب معراج میں امام بنکر نماز پڑھائی یا ہجرت الی المدینہ کے بعد چند ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھائی پھر آپ کا خیال ہوا کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت ہو جائے۔ چنانچہ عین نماز میں اجازت ہوئی۔ جس پر آیت

فلنولینکَ قبلۃً ترضاھا۔

نازل ہوئی۔ جس پر اس کا شانِ نزول یوں ہے کہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل ہی دل میں خیال فرماکر اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے تھے کہ ان کا نماز کے لیے کعبہ کی طرف منہ پھیرا جائے کیونکہ وہ آپ کے دادا جان سیدنا ابراہیم علیہ السّلام کا قبلہ اور اقدام القبلتین ہے۔

علاوہ ازیں اہل عرب کی دعوت الی الاسلام کے لیے زیادہ موثر ثابت ہو گا۔ اس لیے کہ انہیں اس قبلہ پر فخر اور اسی کو اپنی پناہ گاہ مانتے تھے اور اس کی زیارت کے لیے بار بار حاضر ہوتے اور اسی کا طواف کرتے اسی سے یہودیوں کی مخالفت بھی مطلوب تھی کہ وہ کہتے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادھر تو ہماری مخالفت پہ تلے ہوئے ہیں اور ادھر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوتے تو انہیں معلوم نہ ہوتا کہ کس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور علیہ السّلام نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے فرمایا۔

وددتُ ان اللہ صرفنی عن قبلہ الیہود الی غیرھا

یعنی میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہود کے قبلہ سے میرا رُخ پھیر کر کسی دوسرے قبلہ کی طرف متوجہ فرما دے۔

جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کی میں آپ کی طرح ایک اللہ کا عبد ہوں اور آپ کی اللہ تعالےٰ کے ہاں بڑی عزت ہے آپ خود ہی اپنے ربّ سے عرض کیجئے۔ یہ کہہ کر جبرائیل علیہ السّلام آسمان کی طرف چلے اور حضور علیہ السّلام نے آسمان کی طرف آنکھیں لگا دیں، اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل علیہ السّلام کوئی نیا پیغام لائیں۔ یعنی جس کا میں نے عرض کیا ہے اس پر جبرائیل علیہ السّلام یہی آیت لائے۔

فائدہ قرآنی احکام میں سب سے پہلا ناسخ و منسوخ یہی حکم ہے کہ پچاس نمازوں سے پانچ ہوئیں۔ پھر تحویل قبلہ کا نسخ ہوا کہ کعبۃ اللہ سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور یہ نسخ مکہ معظمہ میں ہوا۔ اس سے مشرکین کی آزمائش مطلوب تھی یہ بھی اس کے بعد جب کہ نمازی کو حکم

تھا کہ جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

اس کے بعد پھر بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا اور وہ بھی مدینہ طیبہ میں، اس سے یہود کا امتحان مقصود تھا۔

اس سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے اس وقت آپ کا قبلہ بیت المقدس تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں اس طرح رخ فرماتے کہ کعبہ آپ کے درمیان ہوتا اور قبلہ بیت المقدس ہوتا اور آپ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اس کے بعد مسجد حرام کی طرف رُخ پھیرنے کا حکم ہوا۔ دوسری جماعت کا یہ خیال ہے کہ قبلہ ہی تھا اور مکہ میں ہی بیت المقدس قبلہ بنا دیا گیا تھا اور اس کی طرف آپ تین سال تک نمازیں پڑھتے رہے اور مدینہ منورہ میں رونق افروزی کے ستر۱۷ہ مہینے کے بعد کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔

منقول ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی صحابیہ کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا تو حضورؐ نے ان صحابہ کے ساتھ جو اس وقت موجود تھے نماز شروع فرما دی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس جگہ بنی سلمہ کی ایک مسجد بنی ہوئی تھی آپ اس میں نماز پڑھ رہے تھے اور دوسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ تحویل قبلہ کی وحی نازل ہوئی آپ اسی وقت کعبہ معظمہ کی طرف پھر گئے۔ اور جو صفیں آپ کے پیچھے تھیں وہ بھی پھر گئیں اور اس طرح نماز کو پورا کیا بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تحویل قبلہ کی وحی خارج نماز میں ہوئی تھی ایک قول یہ ہے کہ وہ نماز ظہر تھی جس میں نماز تحویل قبلہ واقع ہوا۔ اور حضورؐ اپنی مسجد شریف میں صحابہ کرام کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ پہلا قول زیادہ ثابت ہے۔

صحیح بخاری میں یہ مروی ہے کہ سب سے پہلی نماز جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم نے کعبہ کی جانب پڑھی وہ نماز عصر تھی. ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ تمام و کمال جو نماز کعبہ کی جانب پڑھی ہو وہ نماز عصر تھی۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب میں ہے۔

مدینہ منوّرہ میں جانب غرب میں مساجد فتح آدھے میل کے فاصلے پر وادی عقیق اور بیر رومہ کے قریب ایک مسجد ہے جسے "مسجد القبلتین" کہتے ہیں۔ اہلِ سیر بیان کرتے ہیں کہ تحویل قبلہ اسی جگہ واقع ہوا. ظاہر ہے کہ وہ گھر اس صحابیہ کا ہوگا جہاں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ یہ جگہ ایسی ہے کہ بیت المقدس اور کعبہ معظمہ کی سمت ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں. چنانچہ اگر بیت المقدس کی جانب رُخ کریں تو کعبہ معظمہ کی طرف پشت ہوتی ہے اور اگر کعبہ معظمہ کی جانب رُخ کریں تو بیت المقدس کی طرف پشت ہوتی ہے. جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو کچھ یہود و منافقین کے دل میں شک اور کھوٹ پیدا ہوا۔ اس پر حکم نازل ہوا کہ

وَ لِلّٰهِ المشرق والمغرب	مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں
یہدی من یشاء	وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ
الیٰ صراط المستقیم۔	کی ہدایت فرماتا ہے۔

وسیلتنا فی الدارین
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دونوں جہانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے وسیلہ ہیں۔ آخرت میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفاعت کر کے ہمارے وسیلہ ہوں گے اور دنیا میں بھی سب کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔ ہمارا عدم سے وجود میں آنے کا بھی وسیلہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جیسا کہ حدیث لولاک سے ثابت ہے (حدیث لولاک کے متعلق فقیر کا رسالہ شرح حدیث لولاک پڑھیئے۔

آدم علیہ السّلام کا وسیلہ | نہ صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام بلکہ آپ ہر نبی علیہ السّلام کو ہر زمانہ میں وسیلہ بنے. حضرت

عارف جامی قدس سرہٗ نے لکھا ہے

اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجیا

ترجمہ:۔ اگر آدم علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ نہ لاتے۔ نہ ان کی توبہ قبول ہوتی نہ نوح علیہ السلام کشتی کے غرق سے نجات پاتے۔

حضرت حجۃ اللہ فی الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

۱۔ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی کنیت ابو محمد رکھی۔ منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خاص قسم کی لغزش واقع ہوئی تو انہوں نے مناجات کی۔ اے رب بواسطہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری اس لغزش کو معاف فرما دے؟ حق تعالیٰ نے فرمایا: تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہاں سے جانا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اسی زمانہ میں جب کہ تو نے مجھے پیدا فرمایا تھا اس وقت میری نظر عرش اور ابواب جنّت پر پڑی تو لکھا دیکھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

میں نے جان لیا کہ ضرور تیرے نزدیک ساری مخلوق سے برگزیدہ ہستی یہی ذاتِ کریم ہو گی جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے" اس پر ندا فرمائی گئی کہ "یہ نبی آخر الزمان ہیں جو تمہاری ذریت یعنی اولاد سے ہیں۔ ان کا اسم گرامی آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے اگر یہ نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین کو نہ پیدا کرتا۔ اے آدم میں نے تمہیں انہیں کے طفیل پیدا فرمایا ہے۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے تو تمہیں حبیب بنایا ہے اور میں نے اپنے نزدیک تم سے زیادہ

برگزیدہ کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے دنیا و جہان کو اسی لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ جان لیں کہ میرے نزدیک تمہاری کتنی قدر و منزلت اور مرتبت ہے اگر تم نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

۲۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشانی آدم میں رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ پھر تمام اعضاء میں سرایت کی اور حق تعالےٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اس میں دو قول ہیں۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کہ " اذ قال ربك للملائكة " (جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا) ملائکہ سے مراد، ابلیس اور اس کے ساتھ فرشتوں کا وہ لشکر ہے جو زمین میں تھے، وہی سجدہ کرنے کے لیے مامور ہوئے تھے علماءؒ کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ملائکہ واجنہّ کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو آسمان میں رکھا اور اجنہّ کو زمین میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک اجنہّ زمین میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے بعد ازاں انہوں نے ظلم و بغاوت کی بنیاد ڈالی تو اللہ تعالےٰ نے ملائکہ کے ایک لشکر کو ان کی ہلاکت و استیصال کے لیے زمین پر بھیجا، ان کو یا تو آنکھوں سے مستور و پوشیدہ ہونے کی بناء پر جن کہا جانے لگا۔ یا اس بنا پر کہ وہ فرشتے اجنہّ پر خازن و نگہبان مقرر کئے تھے۔ علماء کی یہ جماعت ابلیس کو از قسم ملائکہ خیال کرتی ہے یہ جو قرآن میں " و كان من الجن "، جو جنات میں سے تھا۔ آیا ہے اس کے یہی معنیٰ مراد لیتے ہیں اور اس گروہ ملائکہ میں ابلیس پیشوا و مرشد اور زیادہ عالم تھا۔ پھر وہ جنات جن کے تصرف میں زمین تھی وہاں سے

نکال کر پہاڑوں، جزیروں اور دریاؤں میں ڈال دیئے گئے۔ اور فرشتوں کی اس قسم کو جن کا نام "جن" تھا زمین میں ٹھہرا دیا گیا اور حق تعالےٰ نے تمام روئے زمین، آسمانِ دنیا اور جنّت کی نگہبانی ابلیس کو دے دی۔ ابلیس کبھی زمین میں عبادت کرتا کبھی آسمان میں اور کبھی جنت میں، لہٰذا حق تعالےٰ نے اس قسم کے ملائکہ کو جن کا سردار ابلیس تھا حکم فرمایا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔ تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ جیسا کہ کتب تفاسیر و تواریخ سے روضۃ الاحباب میں ذکر کیا گیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ حکم سجدہ میں آسمان و زمین کے تمام فرشتے مامور و مخاطب تھے۔ یہ قول نظم قرآن کے زیادہ موافق ہے۔ یاد رہے کہ آدم علیہ السلام کو یہ سجدہ بھی حضور علیہ السلام کے نور کے وسیلہ سے تھا۔ جیسا کہ امام فخرالدین رحمۃ اللہ نے تفسیر کبیر پ ۳ رکوع اوّل میں لکھا۔

صاحبِ مواہب لدنیہ، حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام واولادہ العضام سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کیا ان کے بعد میکائیل نے، ان کے بعد اسرافیل نے، ان کے بعد عزرائیل نے اور ان کے بعد ملائکہ مقربین نے سجدے کئے اور فرمایا "فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون" سب سے آخر میں تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔

۴۔ جب حضرت آدم علیہ السّلام کو جنت میں داخل فرمایا گیا تو انھوں نے اپنے جنسی رفیق کی خواہش ظاہر کی جس سے محبت کریں۔ اور ذکرِ حق میں باطنی سکون و قرار حاصل کریں۔ حق تعالےٰ نے آدم علیہ السّلام کو نیند میں مبتلا کر دیا اور اس حالتِ خوابیدگی میں ان کی بائیں پسلی نکال کر اس سے سیدہ حوا کو پیدا فرما دیا، ان کا نام

"حوا" اسی بناء پر رکھا گیا کہ وہ "حی" یعنی زندہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ جب حضرت آدمؑ نے حوا کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ ان کی طرف بڑھائے۔ اس پر فرشتوں نے کہا ٹھہریئے تاکہ نکاح ہو جائے اور آپ ان کا مہر ادا کر دیں"۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا "مہر کیا ہے؟" فرشتوں نے کہا "تین مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیج دو مہر ادا ہو جائے گا"۔ ایک روایت میں بیس مرتبہ آیا ہے۔ چنانچہ حق تعالےٰ اعزاسمہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے نکاح حضرت حوا سے فرمایا اور اپنے کلام اقدس سے خطبہ پڑھا اس خدائی اعزاز پر ابلیس آدم علیہ السلام سے حسد کرنے لگا۔

۵۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے اور طرح طرح کی دنیاوی مشقتیں جھیلیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت آدمؑ جب زمین پر تشریف لائے تو تین سو سال تک سر جھکائے۔ اشکِ ندامت بہاتے رہے اور آسمان کی جانب سر نہ اٹھایا۔ مسعودی فرماتے ہیں کہ اگر تمام روئے زمین کے رہنے والوں کے آنسو جمع کئے جائیں تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے مقابلہ میں کم ہی نکلیں گے۔

۶۔ روایتوں میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سے عود، رطب، زنجبیل، صندل اور طرح طرح کی خوشبوئیں پیدا فرمائیں اور حضرت حوا کے آنسو سے لونگ وجائفل وغیرہ پیدا فرمائیں۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے انہیں وہ کلمات، الہام فرمائے جن کے سبب ان کی توبہ مقبول بارگاہ ہوئی۔

اکثر مفسرین کے قول کے مطابق وہ کلمات یہ ہیں۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔

یعنی اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اب اگر تو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔"

۷۔ کتب تفاسیر و سیر میں اور بھی کلماتِ استغفار مذکور ہیں اور بعض مفسرین نے کلمات الہام کی تفسیر، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور آپ کے ذریعہ شفاعت کی طلب سے کی تو توبہ قبول ہو گئی۔ یہ دعاؤں دیگر کے منافی و مخالف نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہی توبہ و استغفار کی گئی تھی۔

صاحب قاب قوسین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اس کی تشریح سابق اوراق میں ہو چکی۔

دیدارِ الٰہی

قاب قوسین (حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قرب خداوندی مراد ہے جیسے دنیٰ فتدلیٰ سے منشا قرب محبوب کا اظہار ہے۔ نیز اس میں راز بھی تھا کہ قاب کا معنیٰ مقدار اور قوس کمان کو کہتے ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ جب دو سردار آپس میں معاہدہ کرتے تھے تو اپنی دو کمانوں کو ملا کر ایک تیر پھینکتے۔ اسی امر کو ثابت کرنے کے لیے عمل میں لایا جاتا تھا کہ ایک دوسرے میں یکجہتی ہوئی گویا یوں کہا جاتا ہے

تو نہ مجھ سے الگ میں نہ تجھ سے جُدا
تجھ سے جو مل گیا وہ ہے مجھ سے ملا
اور جو تجھ سے گیا وہی مجھ سے گیا
بس یہی فیصلہ آج کی رات ہے

یہی جمہور اہلسنت کا مذہب ہے۔ معتزلہ اور بعض صحابہ نے شب معراج دیدار الٰہی کا انکار کیا۔ اس کے جوابات فقیر نے معراج المصطفٰے میں تفصیل لکھا ہے لیکن دورِ حاضرہ کے منکرین معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنے کی فکر میں ہیں تو کیا ہوا مسئلہ کی حقیقت ان کی غلط روی سے چھپ نہیں سکے گی۔

چند حوالہ بیان عرض کرتا ہوں تاکہ مسئلہ زیادہ محقق ہو۔ شرح عقائد نسفی، نیز اس شرح فقہ اکبر محدث کبیر ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اُسری بی برجل مغیب فی نور العرش (زرقانی جلد ۶ صـ۱۰۶)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا معراج کی رات میں ایک ایسے شخص سے گذرا جو عرش کے نور میں ڈوبا ہوا تھا۔

عرش معلّٰی پر تشریف لے گئے۔ کیونکہ کسی چیز سے گذر تب ہوتا ہے، جب کہ اسے پہلے پایا جائے۔ بعد میں اُس سے تجاوز کیا جائے۔ گویا اس سے عرش پر جلوہ فگن ہونا اور اس سے آگے کو متجاوز ہونا ثابت ہوتا ہے۔

وما انتھٰی الی العرش تمسّک العرش باذیالہٖ۔ (مواہب اللدنیہ، جلد ۲ صـ۳۴)	جب حضور علیہ السّلام عرش پر پہنچے تو عرش الٰہی نے آپ کے دامنِ مقدس کو پکڑ لیا۔

حضرت جبرئیل امین کا آپ سے مختلف ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ آسمانوں پر بمعہ جسم اقدس تشریف لے گئے ہیں۔ ورنہ جبرئیل کا تخلف بے معنی سا ہو جاتا ہے۔ سدرۃ المنتہٰی سے آگے رب قدوس کا قرب حاصل ہونا معراجِ جسمانی کا ہی مؤید ہے۔ اسی طرح آپ کا عرش کے نور میں ڈوبے ہوئے انسان کو دیکھنا اور عرشِ اعظم کا دامن گیر ہونا قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ لیلۃ المعراج میں جسم روح

سے جدا نہیں تھا، بلکہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

قال جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهوية مغربه من السماء ليلة المعراج وجوز على هذا ان يراد بهوية صعوده وعروجه عليه السلام الى منقطع الاين (روح المعانی پارہ۲ ص۲۸)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے قول کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے سورہ نجم کی تفسیر میں نجم سے مراد نبی پاک اور ھوی سے مراد لیلۃ المعراج میں آپ کا آسمانوں کی طرف چڑھنا ہے۔ بنا بریں ہوی سے مراد آپ کا چڑھنا اور لامکاں تک پہنچنا ہے۔

اہل سنت کا مسلّم عقیدہ ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے اس مقام عالی سے بھی تجاوز فرمایا یہاں تک کہ آپ میں اور جناب احدیت میں دو کمان بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

کما قال تعالیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ

تب پروردگار عالم نے اپنے محبوب کو علم ملک الملکوت واسرار جبروت ولاہوت سے ماہر وآگاہ فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپ عرش اعظم سے آگے بڑھے وحشت طاری ہوئی کہ پروردگار عالم نے اپنا ید قدرت آپ کے شانوں کے بیچ میں رکھا اس کے رکھتے ہی آپ پر علم اولین وآخرین منکشف ہوگیا پھر آپ جب مقام جلال وہیبت میں پہنچے خوف آپ کے دل پر غالب ہوا ناگاہ ایک قطرہ عرش عظیم سے آپ کے حلق میں ٹپکا آپ نے نوش فرمایا نوش فرمانے کے تمام اگلے پچھلوں کا علم آپ کو حاصل ہوگیا۔ (روح البیان ملخصاً)

عرش سے ماوراء اس کے بارے میں مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ سورۃ والنجم کے والنجم اذا ھویٰ کے لفظ نجم سے جنس نجم مراد ہے اور اس کے ہوئی سے اس کا طلوع یا غروب مراد ہے۔ بعض کے نزدیک نجم سے شعریٰ یا ثریا مراد ہے لیکن محققین کے نزدیک نجم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کریم کا بالنجم یعنی قسط وار نازل ہونا مراد ہے اور اس کا ہوئی اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ نجم سے مُراد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات مراد ہے اور آپ کا ہوئی معراج کی رات میں آپ کا آسمان سے نزول ہے۔ اس قول سے آپ کا معراج آسمانی ثابت ہوا۔

وَجوز علی ھذا ان یراد بھویہٖ صعودہ وعروجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی منقطع الاین۔

اس قول کے مطابق آپ کے ہوا سے حدود مکانیہ کے ختم ہونے تک آپ کا عروج وصعود مراد ہے۔ (روح المعانی)

محبوب ربُّ المشرقین والمغربین
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پھلواری صاحب کو اس جملہ پر بھی اعتراض ہے وہ لکھتا ہے کہ محبوب کا لفظ لغتہً تو غلط نہیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ لفظ میری نظر سے نہیں گذرا اصحابہ کرام خلیلی یا حبیبی تو کہتے تھے لیکن محبوبی و معشوقی کبھی نہیں کہا۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھلواری صاحب کے آخری جملے سے تاثر ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب کہنا اور معشوق کہنا دونوں کا حکم ایک ہے۔ لفظ

معشوق کے متعلق تو ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ لفظ کہنا انتہائی بدتمیزی ہے۔ بجز کسی بے حواس کے کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معشوق نہیں کہہ سکتا۔ لیکن لفظ محبوب کو بھی اس کے ساتھ ملا دینا انتہائی جسارت ہے۔ کیا پھلواری صاحب نے یہ سمجھ لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء میں کوئی ایسا لفظ جائز نہیں۔ جو صحابہ نے نہ کہا ہو؟

حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) نے بطور قاعدہ لکھا کہ

عدم ورود دلیل عدم جواز نہیں

اگر واقعی وہ یہ سمجھتے ہیں تو بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہیں۔ متقدمین و متاخرین علماء وصلحاء امت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثناء میں بے شمار ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو صحابۂ کرام سے ثابت نہیں۔ مثلاً "وَسِیْلَتِیْ"، "مُحْسِنِ اَعْظَمْ"، "اِمَامُ الْاَنْبِیَاءِ"، جن پر آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور وہ بلاشبہ جائز ہیں۔ ہاں! ایسا کوئی لفظ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایانِ شان نہ ہو کسی کے نزدیک جائز نہیں، نہ درودِ تاج میں کوئی ایسا لفظ وارد ہوا۔

پھلواری صاحب کے اس آخری جملے سے کچھ ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہونے کا تصور ان کے لیے معاذ اللہ سوہانِ روح ہے

صدق استاذ الاساتذہ الکاظمی رحمۃ اللہ علیہ

اگر مذکورہ بالا سمجھ آجائے تو اکثر مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں۔ اہلسنت کا مذکورہ مسلّم قاعدہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں صریح آیۃ وحدیث موجود نہ ہو تو الاصل الاشیاء الاباحۃ اشیاء کی اصل اباحت ہے اسی لیے جائز ہے کہ

عدم ورود کے باوجود اس پر عمل کیا جائے جسے ہم بدعت حسنہ سے تعبیر کرتے ہیں اور مخالفین بھی عمل کرتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ یہاں فقیر چند مثالیں عرض کرتا ہے تفصیل و تحقیق کے لیے دیکھئے فقیر کے دو رسالے اصل الاشیاء الاباحۃ اور بدعت ہی بدعت۔

ایمان کون نہیں جانتا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ایمان ہے۔ لیکن علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کی بھی تقسیم کر ڈالی۔ چنانچہ ہم سب جانتے ہیں کہ ایمان دو قسم ہے۔ ایمان مجمل و ایمان مفصل اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں نام بدعت ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے دور میں یہ تقسیم نہیں تھی۔

کلمہ شریف کلمہ پاک جو ہمارے مسلمان ہونے کی بنیادی علامت ہے اسے بھی بدعت نے معاف نہیں کیا مثلاً اسے چھ کلمات پر منقسم کر ڈالا۔ مثلاً پہلے کلمہ کا نام کلمہ طیب دوسرے کا نام کلمہ شہادت، تیسرے کلمہ کا تمجید چوتھے کا توحید پانچویں کا استغفار، چھٹے کا رد کفر و شرک۔ انصاف سے کہئے یہ چھ کلمے کس زمانہ کی پیداوار ہیں۔ جب کہ خیر القرون میں ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔

نماز ہمارے اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے اور اس میں بھی کئی بدعات گھس گئی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہی زبانی نیت بھی ہے۔ جو نماز کا ایک رکن ہے۔ اسے ہم سب زبان سے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً نیت کی ہے میں نے نماز کی وغیرہ وغیرہ یہ بھی بدعت ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے کہ زبان سے کہنے کا ثبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی طرح نہیں ہوا۔ نہ حدیث

صحیح سے اور نہ ضعیف سے اور نہ اس کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین میں سے کسی سے نہیں پہنچا بلکہ منقول تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف یہ ہے کہ جب نماز کو کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس (نیت) زبانی کہنا بدعت ہے (عین الہدایہ صفحہ ۳۲۴ ج ا کتاب الصلوٰۃ اور عشاء کی دو سنتوں کے بعد نفل دوگانہ پڑھنا بدعت ہے۔

جد الحسن والحسین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس جملہ پر پھلواری صاحب کو اعتراض ہے وہ لکھتا ہے۔

رسم دنیا کے مطابق چھوٹا اور اپنے بڑوں کے لیے باعثِ فخر ہو سکتا ہے لیکن صرف اُس وقت جب کہ وہ مجموعی حیثیت سے یا کسی خاص امتیازی کارگزاری میں اپنے بزرگوں سے آگے نکل جائے یا کم از کم ان کے برابر ہو جائے۔ یا کسی ایسے وصف کا مالک ہو جائے جو اس کے بڑوں کو حاصل ہی نہ ہوا ہو۔ نواسۂ رسول ہونا حضرات حسنین کے لیے باعثِ فخر ہو سکتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حسنین کا نانا قطعاً کوئی شرف نہیں۔ مہاجرین اور انصار کے مناقب و فضائل سے پورا قرآن بھرا پڑا ہے۔ یہی حضرات سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعثِ فخر ہو سکتے تھے۔ ان سبھوں کو نظر انداز کر کے کسی ایسے کو باعثِ فخر بنانا جو نہ مہاجر ہے نہ انصار یقیناً ایک۔ ایسی غالیانہ ذہنیت کا غماز ہے جس کا اہلِ سنت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ کوئی دغا بازوں نے نواسۂ رسول کو قتل کر دیا لیکن آپ نے کبھی یہ سنا کہ کفار نے ابوبکر کے داماد کو ہجرت پر مجبور کر دیا۔ عثمان کے خسر کو بے وطن کر دیا۔ علی بن ابو العاص کے نانا کے قتل کی سازش کی۔ حسنین کے جد سے جنگ کی۔ معاویہ کے بہنوئی کو زخمی کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ؟

کیوں ؟ اس لیے کہ آنحضرت کی طرف کسی جہت سے نسبت ہونا ہر ایک کے لیے باعثِ شرف ہے لیکن خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی جہت سے کسی طرف منسوب ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہرگز باعثِ شرف نہیں۔ ہمارے آپ کے لیے تو امکان موجود ہیں کہ اللہ کریم اپنے فضل سے ایسا درجہ عطا فرما دے جو ہمارے آپ کے پدری و مادری اجداد سے بلند تر ہے اور اُن کے لیے باعثِ فخر ہو لیکن کسی انسان کے متعلق یہ گمان کرنا بھی کفر ہے کہ وہ اُمتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند تر درجے پر فائز ہو سکتا ہے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کسی خاص معاملے میں جنابِ حسنین، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برتر ہیں تو ہزاروں افراد ایسے بھی ہیں جن کو سینکڑوں معاملات حضرات حسنین پر برتری حاصل ہے۔

جوابات از غزالی زمان قدس سرہٗ

آپ نے پھلواری کے جواب میں لکھا کہ

پھلواری صاحب نے رسم دنیا کا سہارا لے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے دین کے کسی گوشے میں انہیں پناہ نہیں ملی۔ ذرا دین کے میدان میں آیئے ہم آپ کو بتا دیں گے کہ کسی باعث فخر ہونا ہرگز اس بات کو مستلزم نہیں کہ جس شخص کے باعث فخر کیا جائے وہ فخر کرنے والے سے افضل یا اس کے برابر ہو۔ دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا انی مکاثر بکم الانبیاء یوم القیمۃ۔ میں تمہارے باعث قیامت کے دن انبیاء علیہم السّلام پر فخر کروں گا (مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۵ طبع بیروت) اور ترمذی میں ہے انی مکاثر بکم میں تمہارے باعث فخر کروں گا۔ ترمذی جلد ا ص ۳ طبع دہلی)

اور ابوداؤد میں ہے۔ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمْ بے شک میں تمہارے سبب فخر کروں گا (ابوداؤد، جلد اص ۲۸۰، طبع اصح المطابع کراچی) یہی الفاظ نسائی میں بھی ہیں (جلد ۲ ص ۵۹ طبع دہلی) اور مسندِ احمد میں ایک دوسری جگہ وارد ہے۔ وَمُکَاثِرٌ بِکُمْ میں تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔ (ص ۳۵۱ جلد ۴ طبع بیروت) اور ابن ماجہ میں ہے۔ وَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ اور بے شک میں تمہارے باعث دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۹۱ طبع اصح المطابع کراچی)

کتبِ احادیث میں روایاتِ منقولہ بتفاوتِ یسیر متعدد مقامات پر مختلف صحابۂ کرام سے مرفوعاً وارد ہیں۔ جن کی دلالت قطعیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعث فخر ہے۔ حسنین کریمین، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت ہونے کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی بھی ہیں۔ صرف صحابی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ امجاد اور اہلِ بیتِ اطہار ہونے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعثِ فخر ہیں۔ جب کہ امت کے کسی ایک فرد کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہونا بھی ممکن نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلقاً افضل الخلق ہیں۔

ثابت ہوا کہ حسنین کریمین کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعثِ فخر ہونا ہرگز اس بات کو مستلزم نہیں کہ معاذ اللہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہوں۔ پھلواروی صاحب کی غلط فہمی یہ ہے کہ انہوں نے حسنین کریمین کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعث فخر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے افضل ہونے کو مستلزم سمجھ لیا اور یہ قطعاً غلط ہے۔

دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَآئِکَةَ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ بے شک اللہ عزوجل تمہارے باعث ملائکہ پر فخر فرماتا ہے۔ یہ حدیث مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۴۶ (طبع المطابع کراچی) اور مسندِ امام احمد جلد ۲ ص ۱۸۶، ص ۱۸۷ (طبع بیروت) پر وارد ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ امتِ محمدیہ، اللہ تعالیٰ کے لیے بھی باعثِ فخر ہے کیا پھلواروی صاحب معاذ اللہ یہاں بھی اس استلزام کو تسلیم کریں گے؟ (العیاذ باللہ) ذرا غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئے کہ حضور کی امت پر اللہ تعالےٰ کا فخر فرمانا اللہ تعالےٰ ہی کی علوِّ شان کی دلیل ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے امت محمدیہ کو یہ فضل وشرف عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے باعث ملائکہ پر فخر فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حسنین کریمین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی امت کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعثِ فخر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کو مستلزم ہے۔ کیونکہ ان حضرات کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعث فخر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے فیض اور نسبت کی وجہ سے ہے اگر امت کی اضافہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہ ہوتی یا حسنین کریمین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ ہونے کی نسبت حاصل نہ ہوتی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے محروم ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باعثِ فخر نہ ہوسکتا تھا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ یہ درحقیقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر فضیلت اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کی دلیل ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہاں جدالحسن والحسین کے الفاظ

محض لقب اور تعریف کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک انا ابن عبد المطلب

(صحیح بخاری ص ۶۱۷ ج ۲ و صحیح مسلم ص ۱۰۰ ج ۲)

جد الحسن والحسین ہوں یا ابن عبد المطلب کے نوری کلمات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حصول فضل وشرف کے معنی کا ان سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد آگے چل کر جد الحسن والحسین کے الفاظ کو پھلواری صاحب غالبانہ ذہنیت کا غماز قرار دے رہے ہیں۔ جب کہ حسنین کریمین کے تمام فضائل ومناقب کو نظر انداز کر کے ان کے مہاجر وانصار نہ ہونے کا ذکر جس انداز سے پھلواری صاحب نے کیا ہے وہ خود اہلبیت اطہار کے حق میں ان کی متعصبانہ ذہنیت کی غمازی کر رہا ہے (فیا للعجب)

تبصرہ اویسی غفرلہ

پھلواری ہو یا کوئی اور وہابی اس گروہ کو اہلبیت کرام سے بغض وعداوت ہے۔ جسے کھل کر بیان کرنے سے شرماتے ہیں یا مصلحت درپیش ہو گی یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب (معجزہ) ہے کہ آپ صدیوں پہلے اس قسم کے خوارج کی نشاندہی فرمائی۔ فقیر یہاں پر اہلبیت بالخصوص حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کے چند فضائل عرض کر دے تاکہ ایمان والوں کا دل ٹھنڈا اور دشمنان اہلبیت کا دل جل کر راکھ ہو۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝

اے نبی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہلبیت تم سے گندگی کو دور کر دے، اور تمہیں خوب پاک و صاف کرے۔

فائدہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت پاک بھی آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن و حضرت حسین وغیرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (رواہ احمد)

فائدہ لفظ اہل بیت تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اہل بیت[1] سکنیٰ، اہل بیت[2] نسب، اہل بیت ولادت۔ اہل بیت[3] ولادت۔ اہل بیت سکنیٰ آپ کی بیویاں ہیں جو آپ کے ساتھ سکونت رکھتی ہیں۔ اہل بیت نسب آپ کے رشتہ دار بنو ہاشم ہیں۔ جو آپ ایمان لائے اور اہل بیت ولادت یعنی آپ کی اولاد ہے۔ (مزید تحقیق فقیر کی کتاب "فضائل اہلبیت کرام" میں ہے۔

فائدہ اس آیت سے آل رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معصوم سمجھنا جہالت ہے۔ کیونکہ معصومیت انبیاء و ملائکہ کرام (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کا خاصہ ہے غیر انبیاء و ملائکہ کے کسی کو معصوم ماننا گمراہی ہے۔ البتہ تمام اہلبیت کرام اور صحابہ عظام اور اولیائے کاملین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو محفوظ مانتے ہیں اور یہی مذہب حق اہلسنت کا ہے۔ اس کے خلاف جو عقیدہ رکھے وہ سنی نہیں گمراہ ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں

وآلہ وسلم انی تارک
فیکم الثقلین ما ان
تمسکتم بہ من تضلوا
بعدی احدھما اعظم
من الآخر کتاب اللہ
حبل ممدود من السماء
الی الارض وعترتی اہل
بیتی من یفترقا حتی
یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیھما
(رواہ الترمذی و
قال حدیث حسن
والحاکم)

کہ اگر تم ان کے ساتھ لپٹے رہو
اور ان کی ہدایت کے مطابق عمل
کرتے رہے تو میرے بعد کبھی
گمراہ نہ ہو گے ایک قرآن جو
دوسرے سے اعظم ہے وہ اللہ کی
رسی ہے آسمان سے زمین پر
لٹکی ہوئی دوسرا اہلِ بیت ان دونوں
میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔ یہاں تک
کہ یہ دونوں ساتھ ساتھ مجھے حوض
کوثر پر ملیں گے اس لیے تم غور کرو
کہ میرے بعد تم نے ان دونوں
کے حقوق کیسے ادا کئے اور ان
کے حقوق میں کیا کیا کوتاہیاں کیں
ان باتوں کی جوابدہی کے لئے
حوض کوثر پہ تیار رہو۔

۲۔ اعنہ قال اقبل
رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم یوم حجۃ
الوداع فقال انی فرطکم
علی الحوض وانکم تبعی
وانکم توشکون ان

انہیں سے مروی ہے کہ حضور سرورِ
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع
میں سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ میں تمہارے لیے حوض پر پہلے
موجود ہوں گا تم میرے تابع ہو
اور تم عنقریب میرے حوض پر آؤ

تردوا علی الحوض
فاسئلکم عن ثقلی کیف
خلفتمونی فیهما فقال
رجل من المهاجرین
فقال ما الثقلان قال
الاکبر منهما کتاب
الله سبب طرفه
بید الله وطرفه بایدیکم
فتمسکوا به والاصغر
عترتی فمن استقبل
قبلتی واجاب دعوتی
فلستوص بهم خیرا
فلا تقتلوهم ولا
تقهروهم ولا تقصروا عنهم
وانی سألت لهم اللطیف
الخبیر ان یردوا علی الحوض
کهاتین اوقال کهاتین و
اشار بالمسبحتین (الحدیث)
رواه الحافظ جمال الدین
محمد بن یوسف الزرندی
فی کتابه نظم دارالسمطین. کذا فی العلم الظاهر ص۴)

گے میں تم سے پوچھوں گا کہ تم
نے میری عظیم امانت سے کیا کیا۔
ایک مرد مہاجر کھڑا ہوگیا عرض کی
آپکی دو عظیم امانتیں کونسی ہیں۔ آپ
نے فرمایا ان دونوں میں سب سے
بڑی کتاب اللہ ہے اس کے
دو کنارے ہیں اس کا ایک کنارہ
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دوسرا
تمہارے ہاتھ میں۔ اسی لیے اسے
مضبوط پکڑو اور وہ دوسری جو
چھوٹی ہے وہ میری آل ہے جو
میرے قبلہ کو مانتا اور یہ میری
دعوت کو قبول کرتا ہے۔ اسے
چاہیئے کہ میری آل کے ساتھ بھلائی
کرے نہ ان سے لڑے اور نہ
ان پر ظلم کرے اور ان کے حقوق
میں کوتاہی کرے اور میں نے اللہ
لطیف خبیر سے دعا مانگی ہے کہ وہ
میرے پاس حوض پر آئیں ایسے
جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔

۳۔ عن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوصیکم بعترتی خیرا وان موعدھم الحوض رواہ الدیلمی۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنی آل کے لیے بہتری کی وصیت کرتا ہوں ان کا میرے ہاں حوض پر حاضر ہونا وعدہ ہو چکا ہے۔

۴۔ عن عبدالعزیز بسندہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال انا و اھل بیتی شجرۃ فی الجنۃ واغصانھا فی الدنیا فمن تمسک بھا اتخذ الی اللہ سبیلا

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اور میرے اہل بیت ایک درخت ہیں جنّت کے جن کی شاخیں دنیا میں ہیں جو ان سے لٹک گیا اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف راہ بنالیا۔

(اخرجہ ابوسعید فی شرف النبوۃ (العلم الظاہر ص۲))

۵۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول من اشفع لہ یوم القیمۃ اھل بیتی ثم الاقرب فالاقرب ثم الانصار ثم من آمن بی و اتبعنی من اھل الیمن ثم

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے میں اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا اس کے بعد جو ہمارے قریب تر ہو گا پھر ان کے قریب تر ہو گا پھر انصار کی پھر اس کی جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی اہلِ یمن سے پھر تمام عرب کی پھر

فرق ہوگا۔ جس کی مختصر بحث فقیر اس مضمون کے آخر میں عرض کرے گا اور تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب گستاخ ولد الحرام اور بد مذہب سیّد نہیں۔

مذکورہ بالا مضامین جملہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی ملاحظہ ہوں۔

حُبّ الحسنین رضی اللہ عنہما

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ سے محبّت رکھو، کیونکہ وہ (تمہارا رب ہے اور) تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ۔

اور مجھے محبوب رکھو اللہ کی محبّت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کو محبوب رکھو میری محبت کی وجہ سے۔

ترمذی و مشکوٰۃ ص۵۷۳

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَبَاھُمَا وَاُمَّھُمَا کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(ترمذی شریف باب المناقب)

جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسن و حسین) اور ان کے باپ (علی) اور ان کی ماں (فاطمہ) کو محبوب رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

فائدہ | یہ وہ بشارت ہے جو دنیا و مافیہا سے اعظم وانفع ہے۔ اللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِھٰذہ

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ (ابن ماجہ ص۱۴ المستدرک حاکم ص۱۶۶/۳، البدایہ والنہایہ ص۳۵/۸)

جس نے حسن وحسین کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بُغض رکھا اُس نے درحقیقت مجھ سے بُغض رکھا۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے حسن وحسین دونوں میرے بیٹے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّهُمَا اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ النَّارَ۔ (المستدرک حاکم ص۱۶۶/۳)

جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنّت میں داخل کیا۔ اور جس نے ان دونوں سے بُغض رکھا اس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے مجھ سے بُغض رکھا اس نے اللہ سے بُغض رکھا اور جس نے اللہ سے بُغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ النَّارَ	قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہلِ بیت سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔
(المستدرک صفحہ ۱۵۰ زرقانی علی المواہب ص ۲۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۷۲	

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ ایک کندھے پر حسن اور ایک کندھے پر حسین تھے۔ آپ کبھی حسن کو چومتے کبھی حسین کو۔ ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔

اِنَّکَ لَتُحِبُّھُمَا، فَقَالَ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔	آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں، فرمایا جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اُس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔
(البدایہ والنہایہ ص ۳۵/۸)	

۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ حَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا۔	کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حسن اور حسین کو دیکھا تو کہا اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو محبوب رکھ۔

(ترمذی شریف باب المناقب)

۸۔ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حسن و حسین آپ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے۔

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُحِبُّهُمَا؟ فَقَالَ وَمَا لِیْ لَا اُحِبُّهُمَا وَاِنَّهُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (کنز العمال ص۲۲۱)	میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جب کہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں

۹۔ اہلِ عراق نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حالتِ احرام میں مکھی یا مچھر مارنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا۔

اَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْأَلُوْنَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا اِبْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا	ان اہلِ عراق کو دیکھو مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول صلی اللہ وسلم کو قتل کیا ہے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حسن و حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۱۰۔ حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گذرے اور حضرت حسین کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا بیٹی! اس کو رونے نہ دیا کرو۔

اَلَمْ تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَاءَهُ یُؤْذِیْنِیْ، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے (تشریف البشر ص۲۵، نور الابصار ص۱۳۹)

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَ۔ (نورالابصار ص۱۳۹)

مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حسین کے منہ کے لعاب کو اس طرح چوستے تھے جس طرح کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

۱۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس حالت میں نکلے کہ آپ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا، یہ کیا ہے؟

فَکَشَفَہٗ فَاِذَا ھُوَ حَسَنٌ وَحُسَیْنٌ عَلٰی وَرْکَیہِ فَقَالَ ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَاِبْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔ (کنزالعمال ص۱۱)

پس آپ نے کپڑا اٹھایا تو وہ حسن و حسین تھے۔ فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان کو محبوب رکھے اس کو بھی محبوب رکھ۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔

فَجَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ فَجَعَلَا یَثِبَانِ عَلٰی ظَھْرِہٖ اِذَا سَجَدَ فَاَرَادَ النَّاسُ زَجْرَھُمَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لِلنَّاسِ ھٰذَانِ اِبْنَایَ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ۔

تو حسن و حسین آئے اور جب آپ سجدہ میں گئے تو وہ دونوں آپ کی پشت پر سوار ہو گئے لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے

(البدایہ والنہایہ ص۳۵/۸) ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔

۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ حَامِلٌ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلٰی ظَھْرِہٖ وَھُوَ یَمْشِیْ بِھِمَا عَلٰی اَرْبَعٍ فَقُلْتُ نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُکُمَا؟ فَقَالَ وَ نِعْمَ الرَّاکِبَانِ ھُمَا

(کنز العمال ص۱۰/۲۲ البدایہ والنہایہ ص۳۶/۸)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے حسن وحسین کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے۔ تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے، تو آپ نے فرمایا سوار بھی تو بہت اچھے ہیں۔

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔

اَیُّ اَھْلِ بَیْتِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ؟ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَ کَانَ یَقُوْلُ لِفَاطِمَۃَ اُدْعِیْ اُبْنَیَّ فَیَشُمُّھُمَا وَ یَضُمُّھُمَا اِلَیْہِ۔

(ترمذی مشکوٰۃ ص۵۷۱)

آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا حسن وحسین۔ اور آپ حضرت فاطمہ سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینے سے چمٹا لیتے۔

۱۶۔ حضرت زید ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

لِعَلِیٍّ وَ فَاطِمَۃَ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَھُمْ

علی وفاطمہ وحسن وحسین کے متعلق فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں ان

وَ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۶۹ البدایہ ص ۳۶) — سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح رکھے ہیں ان سے صلح رکھنے والا ہوں۔

فائدہ | ان تمام احادیث صحیحہ سے وجوب محبت اہلِ بیت اور تحریم بغض و عداوت صراحتہً ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیتِ نبوت کی بہت زیادہ تعظیم و توقیر کرتے اور ان سے الفت و محبت رکھتے۔

۱۷۔ بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ (بخاری شریف ص ۵۲۶/۱) — خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مجھ کو اپنے اقرباء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء محبوب تر ہیں۔

۱۸۔ انہی کا اشارہ ہے کہ

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا فِیْ اَهْلِ بَیْتِهٖ۔ (بخاری ص ۵۲۶/۱) — محافظت کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انکے اہلبیت میں یعنی عزت و حرمت محمدی اس میں ہے کہ ان کے اہلِ بیت کی عزت و تعظیم کرو۔

۱۹۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ — حسن و حسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ص ۳۵/۸)

۲۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَفِی لَفْظٍ اِلٰی سَیِّدِ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رضؓ۔
ابن حبان، ابویعلیٰ، ابن عساکر، نور الابصار صفحہ ۱۳۹

جس کے لیے باعثِ مسرت ہو کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے، اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے تو اُس کو چاہیئے کہ وہ حسین ابن علی کو دیکھے (رضی اللہ عنہما)

فائدہ ان ارشاداتِ مبارکہ کے مطابق ہی اہلِ سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اُن کی محبت سرمایۂ ایمان، ذریعہ قربِ خدا تعالیٰ و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور وسیلۂ نجات ہے۔ چنانچہ اکابرِ اہلِ سنت نے بلحاظِ مدارج ان کے اسماء مبارکہ خطبۂ جمعہ میں داخل فرمائے تاکہ ہر جمعہ کو برسرِ منبر اس عقیدہ کا اظہار و بیان ہوتا رہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت مستحکم رہے۔

مولانا و مولی الثقلین
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ثقلین (جن وانس) کے مالک و مولیٰ ہیں۔ کیوں نہ ہو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حبیب خدا ہیں۔ اسی لیے آپ جملہ خلق خدا کے مالک و مولیٰ ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ اپنے نعتیہ کلام میں کیا خوب فرمایا ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے دریا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّا تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں دَر سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری رحمت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسمان خوان زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل، نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اُڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقا تیرا

خوار و بیمار، خطاوار، گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی مَیل مرے دل کے دُھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی مَیلا تیرا

کس کا منہ تکئے کہاں جائیے کس سے کہیئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تُو نے اسلام دیا تُو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں، ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

دُور، کیا جانیئے بدکار پہ کیسی سے گذری
تیرے ہی دَر پہ مَرے کمیں و تنہا تیرا

تیرے صدقہ! مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مِرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

فائدہ اس صفت کے دلائل از قرآن و حدیث فقیر کی شرح الحقائق فی الحدائق یعنی شرح حدائق کا مطالعہ فرمائیے۔

بطور تبرک چند دلائل ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

١۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پ۱۰ توبہ ۵۹) — اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا۔

حدیث میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَا یَنْقِمُ جَمِیْلٌ اِلَّآ اَنَّہٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ — جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا۔ اللہ اور اُس کے رسول نے غنی اس کو کر دیا۔

(صحیح بخاری شریف ص۱۹۸ ج۱)

سرور کون و مکاں، نبی غیب داں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا۔ — ہم نے کسی کام پر مقرر فرمایا پس ہم نے اسے رزق دیا۔

(سنن ابوداؤد)

۲۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ — تو اے محبوب اپنے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ بنائیں۔

۳۔ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ (پ ۱۰ ع) — جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے جسے حرام کردیا ہے اللہ اور اس کے رسول نے۔

نوٹ :۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و کرم اور اختیارِ عظیم کا باب وسیع ہے صرف ایک روایت ملاحظہ ہو۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا دودھ

بخاری وغیرہ میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے اس قدر بھوک نے ستایا کہ میں نے پیٹ پر پتھر باندھ لیا اور راستہ پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گذرے تو میرے اشارے کو نہ سمجھ سکے پھر عمر رضی اللہ عنہ گذرے تو وہ بھی نہ سمجھے پھر ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رزق خداوندی اور جنت کے قاسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گذرے تو آپ نے

میرا اشارہ کو سمجھ لیا اور تبسم فرمایا اور فرمایا اٹھو اور میرے پیچھے چلے آو۔ آپ سیدھے گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے میرے اندر آنے کی اجازت چاہی اور مجھے اندر بلا لیا۔ گھر والوں سے پوچھا کوئی کھانے پینے کی چیز ہے انہوں نے عرض کی کہ ہاں آپ کے لیے ہدیہ کے طور پر دودھ کا ایک پیالہ آیا رکھا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا ابوہریرہؓ! جاؤ تمام اہل صفہ کو بلا لاؤ مجھے یہ بات عجیب سی لگی۔ میں نے دل میں ہی کہا کہ دودھ میرا حق تھا کہ میں سخت بھوکا ہوں۔ یہ تھوڑا دودھ اور اس قدر اہلِ صفہ۔ ایک ایک گھونٹ بھی نہ ہوگا اور مجھے تو شاید ہی چکھنے کو نصیب ہو۔ لیکن تعمیل حکم کے بغیر چارہ نہ تھا۔ میں سب کو بلا لایا۔ سب آکر بیٹھ گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ پیالہ ہاتھ میں لے لو اور باری باری سب کو پلاتے جاؤ میں سب کو پلاتا چلا گیا۔ ہر ایک نے پیٹ بھر کر پیا لیکن دودھ میں کمی نہ آئی۔ آخر میں سرکار نے مجھے دیکھا اور تبسم فرماتے ہوئے فرمایا ابوہریرہ! اب میں اور تم باقی رہ گئے تو پہلے تم پی لو۔ میں نے پیٹ بھر کر پیا اور دودھ بچ رہا۔ فرمایا پھر پیو میں نے پھر پیا۔ حتیٰ کہ میں نے عرض کی۔ لَا وَالَّذِی بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَکًا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا اب گنجائش نہیں آخر وہ بچا ہوا آپ نے خود ہی نوش فرمایا۔ (بخاری ص ۱۱۹)

ابی القاسم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ہے۔ اور یہ کنیت آپ کے صاحبزادہ سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تھی۔ جن اولاد گرام صلوٰت اللہ وسلامہ

علیہم اجمعین پر تمام کا اتفاق بیان کیا گیا ہے وہ چھ رسول زادے ہیں۔ دو فرزند ہیں حضرت قاسم[1] اور حضرت ابراہیم[2] اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ سیّدہ زینب[3]، سیدہ رقیہ[4]، سیدہ ام کلثوم[5] اور سیدہ فاطمۃ[6] الزہراء رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان کے سواء میں اختلاف ہے اور بعض علماء طیب و طاہر کو بھی شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا کل آٹھ رسول زادے ہوئے۔ چار فرزند اور چار صاحبزادیاں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم و قاسم کے سوا ایک فرزند عبداللہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں صغر سنی میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ (مدارج)

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلے صاحبزادہ ہیں جو قبل از اظہار نبوت پیدا ہوئے پاؤں چلنے تک حیات رہے بعض کہتے ہیں کہ سواری پر سوار ہونے تک۔ بعض کہتے ہیں صرف دو سال زندہ رہے ان کی وفات بھی قبل از اظہار نبوت فوت ہوئے۔ مستدرک میں عہد اسلام میں وفات پانے پر ایک روایت دلالت کرتی ہے۔ آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا شان نزول بھی اسی روایت کا مؤید ہے۔

انتباہ صرف اسی کنیت کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ ہر نعمتِ الٰہی کے قاسم ہیں۔ جیساکہ فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی (بخاری)، اب بے معنی یہ ہیں قاسم۔ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں۔ اس مضمون کی تحقیق و تفصیل "شرح حدائق" میں دیکھیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم
محمد

یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم گرامی ہے۔ لفظ محمد تحمید سے مشتق ہے اور تحمید حمد سے زیادہ بلیغ ہے (مدارج)

بمعنے "هو الذی کثرت خصالہ المحمودۃ" (مراج)

یعنی محمد وہ ہیں جس کی اچھی خصلتیں بہت ہوں اور قاموس میں ہے. التحمید (حمد اللہ تعالیٰ مرۃ بعد مرۃ .... ومنہ محمد کانہ حمد مرۃ بعد مرۃ. یعنے تحمید بمعنے اللہ تعالےٰ کی حمد بار بار کرنا اور محمد کو اسی سے مشتق کیا گیا ہے گویا کہ وہ بار بار حمد کیے گئے ہیں. چونکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف بار بار اور نئے مدائح ومناقب سے ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی. اسی لیے آپ کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ کا نام محمود ہے وہ مجرد کے باب سے ہے. جس میں مبالغہ نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمدؐ ہے وہ مزید سے ہے جس سے مبالغہ مطلوب ہے. عقل کا تقاضا ہے یہ اسم اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا. اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی مخلوق ہے ان کی فنا کے بعد ان کی حمد منقطع ہو جائے گی اور اللہ تعالےٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حمد کرتا ہے. جسے انقطع نہیں اور حمد بھی ایسی جیسے حمد کرنے والا اس کی تائید بخاری شریف کی مندرجہ ذیل سے یہ ہوتی ہے۔

قال ابو العالیہ صلوٰۃ اللہ ثناہ علیہ عند الملائکتہ. بخاری شریف ص۲۵	ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ علی النبی کا معنی یہ ہے کہ ملائکہ کے ہاں اپنے

نبی علیہ السلام کی ثناء کرنا حدیث شریف میں ہے۔

ان حمدنی احد فانت احمد وان حمدت احدا فانت محمد

(عینی شرح بخاری)

اگر کوئی میری حمد کرتا ہے تو آپ سب سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں اگر میں کسی کی حمد کرتا ہوں تو آپ ہی سب سے زیادہ میری تعریف کیے ہوئے ہیں۔

لفظ محمد کے عجائبات

اسم مبارک محمد کی بیشمار برکات و عجائبات و کرامات ہیں فقیر نے "شہد سے میٹھا محمد نام" میں تفصیل سے لکھا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

بخار توبتی کے لیے

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل" لکھ کر بخار کے آنے سے پہلے ماتھے پر چسپاں کیا جائے۔

بواسیر خونی ہو یا بادی

گیہوں کے آٹے کی ٹکیہ پکا کر یہ نقش لکھ کر مریض کو سات روز تک کھلایا جائے انشاء اللہ تعالےٰ اس موذی مرض سے نجات ہو گی۔ نقش انگشتری میں کندہ کرا کے پہنے۔ نقش یہ ہے۔

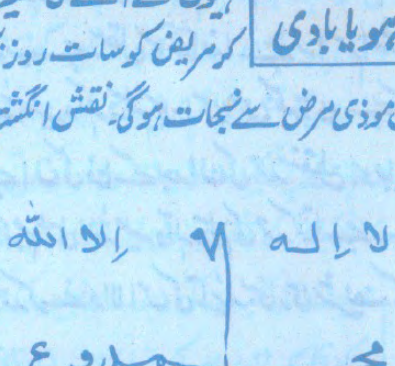

لفظ محمد کے معمہ جات

طبیب عشق را دکان کدامست
علاج جان کند او را چہ نامست

سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا افضل رواہ الطبرانی والدار قطنی وصاحب کتاب الفردوس۔

تمام عجمیوں کی اور جن کی ہیں سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ بڑی فضیلت والے ہیں۔

۶۔ عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول یابنی ہاشم انی قد سألت اللہ عزوجل ان یجعلکم نجبا وحما وسألتہ ان یھدی ضالکم ویؤمن خائفکم ویشبع جائعکم (رواہ الطبرانی فی الصغیر)

حضرت ابن جعفر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرماتے سنا کہ اے بنو ہاشم بیں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ تمہیں نجباء وحماء بنا دے اور میں نے سوال کیا کہ وہ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تمہارے خوف والے کو امن دے اور تمہارے بھوکے کو سیر دے۔

۷۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعدنی ابی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبھم (رواہ الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح الاسناد (العلم الظاہر ص۵)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے اللہ نے میرے اہلِ بیت کے لیے اور جو ان میں توحید کا اقرار کیا اور مجھے مانا وعدہ کیا کہ انہیں عذاب نہ کرے گا۔

۸۔ عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال

رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سالت ابی ان لا یدخل النار احداً من اھل بیتی فاعطانی ذلک (رواہ ابو سعید والملاّ فی سیرتہ والدیلمی وولدہ (العلم الظاہر ص۵)

کیا کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا سوال پورا فرما دیا۔

۹۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیا اخذت بحلقۃ الجنۃ ما بدأت الا بکم (اخرجہ الامام فی المناقب والفضائل ص)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے بنو ہاشم اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا میں نے بہشت کا حلقہ لیا اور اس کی ابتداء میں تم سے کروں گا۔

۱۰۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمہ ان اللہ عزوجل غیر معذبک ولا ولدک۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات (ایضاً ص)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کہ اللہ تعالیٰ نہ تمہیں عذاب دے گا اور نہ تمہاری اولاد کو۔

فائدہ | اس قسم کی روایات پڑھ کر روافض کے سادات مدعی ہیں کہ ہم بخشے ہوئے ہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ سیّد کبھی رافضی۔ وہابی نہیں ہو سکتا اگر کوئی ہے تو صرف زبانی لسانی دعویٰ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بد مذہب (شیعہ۔ وہابی۔ مرزائی) کا اصل خاندان مشتبہ ہو گیا یا اس کے نطفے میں

نشانش میدہم گرچہ شناسی
دو ہم دہشت کاف و چار لامست

ترجمہ (سوال) طبیب عشق کی دکان کہاں جو روح کا علاج کرتے ہیں ان کا اسم گرامی کیا ہے۔

(جواب) نشان میں بتاتا ہوں اگر تم پہچان سکو ان کے اسم گرامی کے دو میم آٹھ کاف اور چار لام ہیں۔

حل: اس سے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمدؐ مراد ہے اس لیے کہ دو میم تو آپ کے اسم گرامی میں ہیں۔ اور بحساب ابجد لفظ حاء کے آٹھ اور دال کے چار ہیں (واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب)

اعجوبہ

مندرجہ ذیل اشعار میں ہر مصرعہ کے حرف اوّل کو جمع کرنے کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی حاصل ہوتا ہے۔ اسے اصطلاح میں توشیح کہتے ہیں۔

؎ من بردہنست بموی بستم دل تنگ
حاصل زیست نیست بیروں از نیرنگ
من یا تو وتو با من سکین شب و روز
دارم سر آتشی دداری سر جنگ (غیاث)

تعویذ دردزہ تسہیل ولادت کے لیے مندرجہ ذیل لکھ کر ناف پر باندھیں یا سیدھے ہاتھ میں دیں۔ جب بچہ پیدا ہو اسے فوراً اُتار لیا جائے اور اسے حفاظت رکھا جائے۔ نقش یہ ہے۔

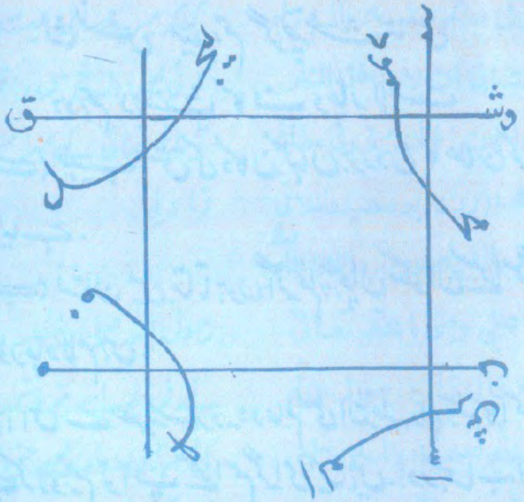

(حاشیہ دلائل الخیرات) ازمولانا عبدالحق الہ آباد مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

بن عبداللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ اگرچہ خوارج زمانہ انہیں اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا دونوں کو کافر اور جہنمی ثابت کرتے ہیں لیکن الحمدللہ اہل سنّت کے ہاں ان دونوں کے نہ صرف ایمان کے دلائل قوی ہیں۔ بلکہ انہیں ان کے اپنے زمانہ کے اولیاء مانتے ہیں۔ حضرت امام سیوطی کے رسائل اور امام احمد رضا محدث بریلوی کا رسالہ شمول الاسلام فقیر نے ان کے فیض سے ضخیم کتاب "ابوین مصطفٰے" لکھی ہے۔ ان کا مطالعہ کیجئے۔ بقدر ضرورت عرض ہے۔

دلائل ولایت و ایمان

(۱) جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال کی شہرت عام ہو گئی اور ذبیح وفدیہ کا واقعہ مزید شہرت کا باعث ہوا تو قریش کی عورتیں، ان کے جمال وصال کی طالب بن کر سر راہ نکل کر کھڑی ہو گئیں اور ان کو اپنی جانب بلانے لگیں. مگر حق تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا (زمانہ جاہلیت میں ایسے نوجوان کا زنا سے بچ جانا ولایت نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ اہل کتاب بعض علامتوں اور نشانیوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود گرامی حضرت عبداللہ کے صلب میں ودیعت ہے وہ ان کے دشمن بن کر ہلاکت کے درپے ہو گئے. اور اطراف وجوانب سے ان کو ہلاک کرنے کے ارادے سے مکہ آنے لگے یہاں انہوں نے عجیب وغریب آثار و قرائن کا مشاہدہ کیا۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ شکار کے لیے تشریف لے گئے تھے کہ نوّے آدمی اہلِ کتاب زہر آلود تلواریں کھینچے ہوئے جانب شام سے ان کے قتل کو آن پہنچے وہب بن منبہ بھی اتفاقاً اسی جنگل میں دوسری جانب شکار کھیلتے تھے انہوں نے یہ دیکھ کر اعانت کرنی چاہی کہ دفعتہً چند سوار جن کو اس عالم کے آدمیوں سے بالکل مشابہت نہ تھی ابلق گھوڑوں پر غیب سے نمودار ہوئے اور حضرت عبداللہ کو ان کے حملوں سے بچا کر ایک ایک کو اس گروہ ناہنجار سے مار ڈالا۔ وہب بن منبہ کے دل میں اسی وقت سے یہ بات سمائی کہ کسی طرح اپنی بیٹی آمنہ سے عبداللہ کا نکاح کر دیں۔

فائدہ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، کی ولایت کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں. جب کہ خونی دشمنوں سے بچنے کی نہ صرف غیبی

مدد پہنچی بلکہ دشمنان ناہنجار کا بھی قلع قمع کر دیا گیا۔ غیبی مدد کہاں پہنچی اللہ تعالیٰ سے اور یہی آپ کی ولایت کی دلیل ہے۔

نکاح

حضرت عبدالمطلب کو کسی ایسی عورت کی جستجو تھی جو شرفِ حسب ونسب اور عفت میں ممتاز ہو۔ آمنہ بنت وہب میں یہ صفات موجود تھیں۔ عبدالمطلب نے اس رشتہ کو پسند کیا اور حضرت عبداللہ کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا۔

زنا سے حفاظت

منقول ہے کہ حضرت عبداللہؓ بنی اسد کی ایک عورت کے سامنے سے گزرے یہ خانہ کعبہ کے پاس کھڑی تھی اور اس کا نام رقیصہ یا قتیلہ بنتِ نوفل تھا۔ جب اس عورت کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑی تو وہ آپ کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئی اور کہنے لگی وہ سو اونٹ جو تم پر فدا کئے گئے ہیں۔ میرے ذمہ ہیں۔ میں پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ کو اس پر عفت وحیا دامنگیر ہوئی آپ انکار کر کے آگے نکل گئے (مدارج)

دوسرے دن ایک خشعمی عورت نے جو علم کہانت میں ماہر اور خوب مالدار تھی اس نے بھی اپنے مال کے ذریعہ حضرت عبداللہ کو ورغلانا چاہا۔ اسی طرح بہت سی عورتوں نے پیش کش کی۔ مگر حضرت عبداللہ کسی کے فریب میں نہ آئے۔ جب گھر تشریف لائے تو حضرت آمنہ سے زفاف ہوا۔ اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پشت مبارک سے منتقل ہو کر رحم آمنہ میں جلوہ فگن ہوا۔ اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ یہ منیٰ کے ایام تھے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ پھر جب دوسری مرتبہ اس عورت کے سامنے سے حضرت عبداللہ گزرے تو اس عورت نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں وہ نورِ مبارک نہ پایا تو وہ ان سے کہنے لگی کیا اوّل مرتبہ میرے پاس سے جانے کے بعد تم نے کسی عورت سے صحبت کی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تین

نے اپنی منکوحہ بی بی آمنہ بنت وہب سے زفاف کیا ہے۔ اس خشعمی عورت نے کہا اب مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں ہیں تو اس نور مبارک کی خواستگار تھی جو تمہاری پیشانی میں جلوہ افروز تھا اب وہ دوسرے کے نصیب میں چلا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت جس نے اپنے تئیں حضرت عبداللہ کو پیش کیا تھا وہ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔ ورقہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ایک اور عورت کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس کا نام عدویہ تھا ممکن ہے ان تمام عورتوں نے پیش کش کی ہو۔

(مدارج النبوۃ جلد اوّل)

فائدہ دورِ حاضرہ کی بے راہروی سے کئی گنا دورِ جاہلیت کی بے راہروی مشہور ہے لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شباب کے علاوہ زنا پر اکسانے والی عورتیں الٹا لالچ و طمع میں بھی مبتلا کرنا چاہتی ہیں لیکن جیسے بنی یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی وجہ سے معصوم تھے تو زلیخا اور دیگر مصری عورتوں سے بچ گئے ایسے ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سمجھئے کہ آپ ولایت کی برکت سے زنا سے محفوظ رہے۔

وفات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تجارت کے لیے قافلہ کے ساتھ تھے واپسی میں مدینہ منورہ سے گزر ہوا تو قافلہ سے جدا ہو کر اپنے بھائیوں کے پاس جو بنی نجار تھے ٹھہر گئے۔ جب قافلہ کے لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے بارے میں دریافت کیا تو قافلہ والوں نے بتایا کہ ہم نے انہیں بیمار چھوڑا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے بڑے فرزند حارث کو ان کو لانے کے لیے بھیجا جب حارث مدینہ پہنچے تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور وہ "دار نابغہ" میں دفن کیے جا چکے تھے، لیکن بعض

کہتے ہیں مقام ابواء میں مدفون ہوئے تھے۔ ابواء مدینہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے اور لوگوں میں یہی مشہور ہے۔ لیکن سن ۱۴۰۰ھ صدی کے اواخر تک آپ کا مزار مدینہ پاک موجود رہا۔ تفصیل آتی ہے۔

ملائکہ کا عرض

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے مناجات کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے سردار محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تیرے نبی اور تیرے حبیب ہیں یتیم ہو گئے؟ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان کا میں حامی وناصر اور کفیل ہوں۔

واقعہ چاہ زمزم سے استدلال

ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ خوارج زمانہ حسب عادت یہ کہہ کر ٹھکرا دیں کہ روایات مذکورہ غیر صحیح ہیں اگرچہ وہ صحیح روایات کو حضرت ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ (علیہ ما علیہ) کے نقش قدم پر چل کر غیر صحیح بلکہ ضعیف بلکہ موضوع کہنے کے عادی بن چکے ہیں لیکن فقیر چاہ زمزم کے واقعہ سے استدلال کر کے ثابت کرے گا کہ حضرت عبداللہ مادر زاد ولی ہیں۔ جن کے لیے منجانب اللہ شاہانہ انتظام کیا گیا۔ قبل از استدلال واقعہ چاہ زمزم کی تفصیل پڑھ لیجئے۔

خواب لاجواب

جب حق تعالیٰ نے ابرہہ کے شر سے حضرت عبدالمطلب کو نجات بخشی تو ایک دن حضرت عبدالمطلب "حجرہ" میں سو رہے تھے انہوں نے ایک بہت بڑا خواب دیکھا جس سے وہ خوفزدہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنا خواب قریش کے کاہنوں سے بیان کیا کاہنوں نے جواب دیا کہ اگر تمہارا خواب سچ ہے تو یقیناً تمہاری پشت سے کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جس پر تمام زمین وآسمان والے ایمان لائیں گے۔ اور

اس کی نشانیاں خوب ظاہر و روشن ہوں گی۔ اس کے بعد حضرت عبد المطلب نے فاطمہ سے نکاح کیا وہ حضرت عبداللہ ذبیح (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد ہیں) سے حاملہ ہوئیں۔ اور حضرت عبداللہ کے لقب ذبیح ہونے کا واقعہ بہت مشہور و معروف ہے۔

چاہِ زمزم کا قصہ جب سیّدہ ہاجرہ کے بطن اقدس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو نورِ محمدی ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ حضرتِ سارہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ تھیں ان پر رشک کرنے لگیں اور وہ حضرت اسمٰعیل اور سیدہ ہاجرہ کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتی تھیں چونکہ ان کے کوئی فرزند نہ تھا اس لیے وہ نہ چاہتی تھیں کہ سیدہ ہاجرہ کے ہاں ایسا فرزند ہو جو اس نورِ مبارک کا حامل ہو۔ بالآخر حضرت سارہ نے خواہش ظاہر کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو کسی ایسی جگہ لے جا کر جہاں نہ عمارت ہو نہ کھیتی، نہ آب و دانہ ہو اور نہ آبادی۔ تنہا چھوڑ کر آجائیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سارہ کی دلجوئی اور خاطرداری کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ سیدہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو لے کر اس مقام پر تشریف لائے جو اب حرم مکہ ہے اور اس ٹیلہ کے نیچے جہاں بعد میں خانہ کعبہ تعمیر ہوا۔ چھوڑ دیا۔ اور کچھ خرمے اور ایک مشکیزہ پانی کا سیدہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کے سامنے رکھ دیا اور ان کو خدا کے سپرد کر کے جو حکم الٰہی تھا بجا لائے یہاں سیدہ ہاجرہ کھجوریں کھاتیں پانی پیتیں اور حضرت اسمٰعیل کو دودھ پلاتی رہیں جب کھجوریں اور پانی ختم ہو گیا اور تشنگی نے غلبہ کیا یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیل تشنگی سے مٹی پر لوٹنے لگے تو بیقرار ہو کر کھڑی ہوئیں اور کوہِ صفا پر آئیں اور کچھ

دیر انتظار کیا تاکہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچے اور پانی میسر آئے۔ اس کے بعد نیچے اتر کر کوہ مروہ پر گئیں اور کچھ دیر وہاں کھڑے ہو کر انتظار کیا اس طرح سات مرتبہ دوڑیں اور ہر بار حضرت اسمٰعیل کے پاس آتیں اور انہیں دیکھتی رہیں آخری مرتبہ جب دیکھا تو حضرت اسمٰعیل کو پیاس سے قریب جاں بلب پایا۔ اس مرتبہ جب مروہ پر چڑھیں تو ان کے کان میں ایک آواز پڑی انہوں نے کہا میں نے آواز سنی میری فریاد کو آؤ۔ یہ جبریل علیہ السّلام تھے جو حضرت اسمٰعیل کے سامنے مقامِ چاہِ زمزم پر کھڑے تھے اس کے بعد جبریل نے اپنا بازو زمین پر مارا۔ زمین میں شگاف ہو گیا اور پانی بہنے لگا۔ سیدہ ہاجرہ ڈریں کہ کہیں پانی ختم نہ ہو جائے انہوں نے اس پانی کے گرد حوض نما باڑھ باندھ دی۔ اصل چاہ زمزم وہی جگہ ہے جہاں سیدہ ہاجرہ نے پانی کو روکا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی والدہ ہاجرہ پر رحم فرمائے، اگر زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں اور چشمۂ آب کے گرد گھیرا نہ باندھتیں تو وہ روئے زمین پر جاری رہتا۔ اہلِ عرب کی خصلت ہے کہ راٹے کی کمزوری کے موقعہ پر" ترحم" بولا کرتے ہیں اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہئیے اس کے بعد سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل برابر اس کا پانی پیتے رہے یہ پیاس کو بھی دور کرتا رہا اور بھوک کو بھی ختم کرتا رہا یہ زمزم شریف کی خاصیت ہے کہ وہ دودھ کی طرح کھانے، پینے، دونوں کا قائم مقام ہے اس پانی کا مزہ بھی اونٹنی کے دودھ کے مزہ کے موافق ہے۔ سیدہ ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل ایک عرصہ تک اسی حال میں رہے یہاں تک کہ یمن کا قبیلہ جرہم، پانی کی جستجو میں یہاں پہنچا اور اس نے پانی کے واسطہ سے اقامت اختیار کر لی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام قبیلہ جرہم میں پرورش پاتے رہے۔

یہاں تک کہ جب آپ حدِ بلوغ کو پہنچے تو قبیلہ جرہم کی لڑکیوں سے نکاح کیا اور ان سے کئی فرزند پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کبھی کبھی حضرت سارہ کی اجازت سے براق پر سوار ہو کر شام سے مکہ مکرمہ پرسانِ حال کے لیے تشریف لاتے۔ چنانچہ چاشت کے وقت سارہ کے پاس سے چلتے اور مکہ تشریف لاتے پھر قیلولہ کے وقت واپس سارہ کے پاس پہنچ جاتے۔ ایک زمانہ کے بعد حق تعالےٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم فرمایا تو آپ نے حضرت اسمٰعیل کی مدد سے اس ٹیلہ پر جہاں پہلی مرتبہ سیّدہ ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو چھوڑا تھا خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ آپ سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام کے لیے اس جگہ جنت سے یاقوت کا ایک گھر حق تعالیٰ نے اتارا تھا جس میں زمرد کے دو دروازے تھے ایک جانبِ شرق دوسرا جانبِ غرب، اور حضرت آدم کو خطاب فرمایا کہ اس گھر کا طواف کرو، اور ایک روایت میں ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو خطاب فرمایا کہ زمین میں بیت الحرام بناؤ اور اس گھر کا طواف کرو۔ جس طرح کہ تم نے آسمان میں عرش کے گرد فرشتوں کو طواف کرتے دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہر سال حضرت آدم علیہ السّلام ہند سے اس بیتُ اللہ کا طواف کرنے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ، سے منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے پا پیادہ چالیس حج کئے۔ اور طوفانِ نوح میں یہ گھر ساتویں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ یہ قصہ بہت طویل ہے چونکہ اس جگہ زمزم شریف کی حالت کا بیان مقصود ہے کہ وہ کیسے گم ہوا اور پھر وہ حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں کیسے ظاہر ہوا۔

منقول ہے کہ جب تک حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام حیات رہے۔ خانہ کعبہ کی تولیت انہیں سے متعلق رہی۔ آپ کے بعد "ثابت"، جو کہ سب سے بڑے

آپ کے فرزند تھے آپ کے قائم مقام ہوئے طویل زمانہ گزر جانے کے بعد ان کے اور قبیلہ جرہم کے درمیان اس رشتہ کی بنا پر جو حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام سے تھا جھگڑا اور خصومت پیدا ہوگئی۔ اور صلح صفائی نہ ہو سکی جس کی بنا پر بہت سے فرزندانِ حضرت اسمٰعیل مکہ سے نکل کر عرب کے اطراف و اکناف میں جا بسے اور مکہ کی حکومت قوم جرہم کے پاس رہ گئی۔ کچھ عرصہ تک یہی صورت رہی جب قوم جرہم کا ایک حاکم عمرو بن حارث ہوا اور اس نے ظلم و ستم کی بنا ڈالی اور مسافروں کو ستانے لگا جو ہدیئے خانہ کعبہ کے لیے آئے یا کوئی بھیجتا تو وہ خود اس پر قبضہ کر لیتا۔ اس وقت عرب کے وہ قبیلے جو گرد و نواح میں بستے تھے اس کے استیصال و ہلاکت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ قوم جرہم ان کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہ رکھتی تھی بھاگ کھڑی ہوئی اور یمن کی جانب چلی گئی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور بھاگتے وقت ابن عمرو بن حارث نے حجر اسود کو رکن کعبہ سے اکھاڑ کر اور دو سونے کی ہرن کی مورتیوں کو جو زر و جواہر سے مرصّع تھی جسے اسفند یار فارسی نے بطور ہدیہ خانہ کعبہ بھیجا تھا اور اسے غزال الکعبہ کہتے تھے اور چند ہتھیار جو خانہ کعبہ میں تھے سب کو چاہِ زمزم میں چھپا کر اسے پاٹ دیا۔ اور جگہ کو زمین کے برابر کر کے اس کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ حق تعالیٰ نے حرم مکہ کی اس بیحرمتی اور وہاں ظلم و فسق برپا کرنے کی یادداشت میں ان پر ایک وبا بھیجی جسے اہلِ عرب "حدسہ" کہتے ہیں کچھ تو ہلاک ہوئے اور کچھ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد مکہ میں واپس آئی اور رہنے لگی لیکن چاہِ زمزم اسی دن سے گم اور بے نشان رہا۔ جس وقت اہلِ مکہ کی حکومت و سرداری کی نوبت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک

آئی اور ارادۂ الٰہی چاہِ زمزم کے اظہار سے متعلق ہوا تو حق تعالےٰ نے حضرت عبدالمطلب کو خواب میں چاہِ زمزم کا مقام دکھا کر حکم دیا کہ انسے ظاہر کرو۔ چونکہ اس کی جگہ مشتبہ تھی کہ کس جگہ ہے انہوں نے آثار و قرآئن سے جانا اور چاہا کہ اسے کھودیں تو قوم قریش مانع آئی۔ اور ان کے بیوقوفوں نے اس بنیاد پر انہیں تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں۔ چاہِ زمزم کی جگہ پر دو بت نصب تھے جن کا نام اساف اور نائلہ تھا اور قریش نہیں چاہتے تھے کہ بتوں کے بیچ میں کنواں کھودا جائے۔ حضرت عبدالمطلب اپنے ایک فرزند حارث کے ساتھ چاہِ زمزم کھودنے میں مصروف ہو گئے ابھی تھوڑی سی زمین کھودی تھی کہ پتھر اور نشان برآمد ہو گئے اور وہ اسلحہ اور ڈوہرن کی مورتیاں بھی جنہیں یہاں چھپایا گیا تھا۔ نمودار ہو گئیں۔ تو کھودنا موقوف کر دیا اور پانی نکل آیا اس سبب سے حضرت عبدالمطلب کی عزت و منزلت دوبالا ہو گئی۔ اس وقت انہوں نے نذر مانی کہ جب حق تعالیٰ انہیں دس فرزند عطا فرما دے گا اور وہ بلوغ کی حد کو پہنچ کر ان کے مددگار بن جائیں گے تو ان میں سے ایک فرزند کی حق تعالےٰ کے حضور قربانی دیں گے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے انہیں دس فرزند عطا فرمائے اور وہ سب حد بلوغ کو پہنچ گئے۔ ایک رات حضرت عبدالمطلب خانۂ کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے انہیں خواب میں کسی کہنے والے نے کہا اے عبدالمطلب اپنی اس نذر کو جو رب کعبہ کے لیے مانی تھی پورا کرو۔ جب وہ بیدار ہوئے تو خوف سے لرز رہے تھے۔ چونکہ اس قضیہ میں انھیں تاخیر شاق معلوم ہوتی تھی فوراً ایک دنبہ کو ذبح کر کے کھانا تیار کر کے فقراء و مساکین کو کھلایا اس کے بعد جب سوئے تو کہنے والے نے کہا اس سے بڑھ کر قربانی دو۔ جب بیدار ہوئے تو اونٹ کی قربانی دی۔ اس کے بعد جب سوئے تو کہنے والے نے حکم دیا کہ اس سے بڑھ کر قربانی دو۔ حضرت

عبدالمطلب نے پوچھا اس سے بڑھ کر کونسی قربانی دوں؟ کہا گیا اپنے فرزندوں میں سے ایک فرزند کو ذبح کرنے کی نذر مانی تھی۔ اس پر وہ بہت غمگین ہوئے۔ انہوں نے اپنے تمام فرزندوں کو جمع کر کے سارا حال بیان کیا۔ تمام فرزندوں نے بیک زبان کہا آپ کو اختیار ہے اگر آپ ہم سب کی قربانی دینے پر راضی ہیں تو ہم سب تیار ہیں، حضرت عبدالمطلب کو اپنے فرزندوں کی یہ اطاعت وسعادت مندی بہت بھلی معلوم ہوئی فرمایا قرعہ ڈالو۔ جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا۔ حضرت عبداللہ، اپنے والد کے نزدیک بہت محبوب و پیارے تھے کیونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاباں تھا اور وہ صاحب حسن وجمال اور بڑے بہادر پہلوان اور تیر انداز تھے اس کے باوجود حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور چھری لے کر اساف ونائلہ کے قریب خانہ کعبہ کے متصل قربان گاہ میں لائے۔ جب قریش کو اس حال کا پتہ چلا تو وہ مانع آئے اور خصوصاً وہ لوگ جو کہ قریبی رشتہ دار تھے رکاوٹ بن گئے وہ انہیں لے کر اس کاہنہ عورت کے پاس آئے جو حجاز میں تمام کاہنوں سے زیادہ دانا اور عقلمند تھی۔ اس وقت تک جنات کا آسمان پر جانا آنا اور وہاں کی باتیں چوری چھپے سننا ممنوع نہ ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ کاہنوں کو آکر باتیں بتاتے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے قریش حضرت عبدالمطلب کو اس کاہنہ عورت کے پاس لائے اور اس کو تمام ماجرا سنایا اس عورت نے کہا آج تو جاؤ کل آنا تاکہ میں اپنے ہمزاد جن سے اس قضیہ کے بارے میں معلوم کر سکوں کہ وہ کیا اشارہ کرتا ہے۔ جب دوسرے دن اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا ایک آدمی کی دیت میں تمہارے نزدیک کتنے اونٹ ہیں لوگوں نے بتایا دس اونٹ ہیں۔ اس نے کہا ان دس اونٹوں کو لڑکے کے نام قرعہ نکلے تو اتنے ہی اونٹ اور بڑھا کر قرعہ ڈالو اسی طرح دس دس اونٹوں کی

تعداد بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے جب اونٹوں کے نام قرعہ نکلے تو اتنے ہی اونٹ اور بڑھا کر اور یہ اونٹ اس کا فدیہ بن گیا تمہارے لڑکے نے اس سے نجات پالی اس کے بعد عبدالمطلب اور تمام قریش مکہ واپس ہو گئے۔ اس کے بعد اساف و نائلہ کے قریب قربان گاہ میں حضرت عبداللہ کے مقابل اونٹوں کو لاتے اور قرعہ اندازی کی یہاں تک کہ نوبت سو اونٹوں تک پہنچ گئی اس وقت قرعہ اونٹوں پر نکل آیا۔ مگر حضرت عبدالمطلب کے دل کو اس وقت بھی اطمینان نہ ہوا یہاں تک کہ کئی مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلا تب حضرت عبدالمطلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ اور انہوں نے شکر الٰہی ادا کیا اور حضرت عبداللہ نے ذبح سے خلاصی پائی۔ اس کے بعد سو اونٹوں کو ذبح کر کے خاص و عام اور وحوش و طیور کو کھلایا گیا۔ پھر عرب میں ایک شخص کی دیت سو اونٹ مقرر ہوگئی۔ حالانکہ اس سے پہلے دس اونٹ مقرر تھی۔ اور جب دورِ اسلام آیا تو شارع علیہ السلام نے بھی یہی مقرر فرمایا۔ اس بنا پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے مراد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ صاحبِ مواہب فرماتے ہیں کہ زمخشری نے اسے کشاف میں بیان کیا۔ اور حاکم کی مستدرک میں حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی نے آکر قحط سالی کی شکایت کی اور کہا اے دو ذبیحوں کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو مالِ غنیمت دیا ہے اس میں سے مجھے بھی عطا فرمائیے۔ اس پر حضورؐ نے تبسم فرمایا اس کا انکار نہ فرمایا۔

فائدہ جمہور کے نزدیک قول مشہور یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نام ہے۔

طریقہ استدلال

اہلِ فہم سوچیں کہ بئیر زمزم کی گمشدگی کے بعد یہ نعمت ملی تو کس کا صدقہ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام قرعہ پڑنا اور اس نذر کو منجانب اللہ پورا کرانا۔ پھر دس بار اونٹوں کا تکرار کیوں اور اسی طرح نذر مان کر سیدنا ابراہیم واسمٰعیل کا طریقہ اختیار کرنا جیسے قصہ میں مذکور ہوا۔ اور اس کے علاوہ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نورِ مصطفےٰ کا چمکنا حضرت عبداللہ کے ولی اللہ ہونے کی دلیل ہے یا نہ۔

کرامت حضرت عبداللہ بعد وصال

اسی صدی رواں میں نجد یوں نے مسجد نبوی کی توسیع کے بہانے حضرت عبداللہ اور ساتھ چند صحابہ کے مزارات اڑا دیئے لیکن مزارات کھولنے کے بعد صحابہ کرام کی طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کا جسم اطہر بھی محفوظ و موجود تھا۔ جسے جملہ ممالک کے اخبارات میں شائع کیا گیا۔ ہم نے بھی پاکستان کی اخبارات میں پڑھا۔ فقیر نے تفصیل صدائے نوی شرح مثنوی اور ابوین مصطفےٰ" میں میں لکھ دی ہے۔

اس کے باوجود حضرت عبداللہ کو کوئی مومن اور ولی اللہ نہیں مانتا تو پھر اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

نُورٌ مِنْ نُورِ اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے ذاتی نور سے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اللہ تعالےٰ کا خاص جلوہ ہیں یہ مِنْ تبعیضیہ نہیں بلکہ شرافت پر دلالت کرتا ہے جیسے "نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُوحِي" یا عیسٰی علیہ السلام کے لیے

ہے۔ روح منہ،، مزید دلائل شرح حدائق میں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں اس کے دلائل ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قد جاءکم من اللہ — بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے
نورٌ و کتابٌ مبینٌ ۝ — تمہارے پاس نور آیا اور قرآن
(المائدہ پ۶ رکوع ۷) — جو بیان کرنے والا۔

ترجمہ: تفسیر وحیدی وحیدالزمان (غیر مقلد)

قِیْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَ بِالثَّانِیْ الْقُرْاٰن۔

یعنی پہلے لفظ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفاسیر روح البیان پ ۶ - ج ۲ ص ۳۲۹ طبع بیروت، تفسیر ابن جریر ج ۴ ص ۱۶۰ طبع بیروت تفسیر مظہری ج ۳ ص ۶۸، تفسیر موضع القرآن ص ۱۰۲ تفسیر ثنائی ج ۱ ص ۳۶۲۔

فائدہ اس آیت مبارکہ میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ کو نور کہا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ حدیث ذیل مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔ (اَوّل ما خلق اللہُ نوری)

انتباہ فی سلاسل اولیاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۹۲، فیوض الحرمین ص ۹۸/۲۹۶ بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند ص ۳۵، امداد السلوک ص ۱۵۷، شہاب ثاقب حسین احمد مدنی ص ۴۷، موضوعات کبیر ص ۱۴۹ عربی۔

فائدہ علامہ شہاب الدین خفاجی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور اوّل ہونے کے متعلق لکھا ہے۔

بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰے خَلَقَ نُوْرُہٗ قَبْلَ

ان یخلق آدم علیہ السلام ۔ باربعۃ عشر الف عام

(نسیم الریاض صـ۲۰۱ ج۲ طبع بیروت)

حدیث ۲ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ نے میرے نور کو آدم علیہ السّلام سے چودہ ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔

فائدہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے میں آدم علیہ السّلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالےٰ کے ہاں نور تھا۔

(سیرت حلبیہ صـ۴۹ ج ۱، روح البیان ج ۳ صـ۵۴۳، جواہر البحار صـ۳۱۹ ج۲)

حدیث ۳ جابرؓ بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، فرمائیے اللہ تعالےٰ نے ہر چیز سے پہلے کیا بنایا۔ فرمایا،

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ	اللہ تعالےٰ نے ہر چیز سے
قبل الاشیاء نُوْرَ نَبِیِّکَ	پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا
مِنْ نُوْرِہٖ۔	فرمایا اپنے نور سے۔

(حدیث مذکور کے حوالہ جات)

انوار محمدیہ صـ۱۳، مواہب الدنیا ج ۱ صـ۹۹، نشر الطیب صـ۶، امداد السلوک صـ۱۵۶ انتباہ فی سلاسل اولیاء صـ۹۲ شہاب لثاقب صـ۴۷ النعمۃ الکبریٰ صـ۳ میلاد النبی ابن جوزی صـ۱۲۴، فیوض الحرمین صـ۲۹۶۔ ان کے علاوہ بیشمار کتب احادیث میں یہ حدیث مذکور ہے اس حدیث کی تحقیق وتفصیل کے لیے فقیر کی تصنیف

فیض الغافر فی حدیث جابر دیکھئے۔

یاایہا المشتاقون بجمالہ

صاحب درود تاج (رحمۃ اللہ علیہ) درود تاج کا مضمون ختم کرکے آخر میں عاشقانِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیارت حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسخہ بتاتے ہیں۔ اور وہ نسخہ مجرب ہے۔ کثرت درود وسلام۔ جس کے متعلق فقیر کچھ آگے چل کر عرض کرے گا۔ لیکن منکرین صلوۃ وسلام اور مخالفین اولیائے کرام بجائے اس نسخہ کو آزمانے کے اعتراضات پر کمر بستہ ہیں۔ پھلواری نے درود تاج کے آخری جملہ تک اعتراض کرنے سے باز نہ آیا۔ لیکن غزالی زمان نے بھی اسے وہاں تک پہنچایا جس کا وہ مستحق تھا۔ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ نے لکھا کہ پھلواری صاحب فرماتے ہیں۔ کس مبتدی طالب علم کو یہ نہیں معلوم کہ مشتاق کا صلہ "الی" ہوتا ہے "ب" نہیں ہوتا؟ اتنی بھونڈی غلطیاں کوئی اہلِ علم نہیں کرسکتا۔

(جواب) یہ اعتراض پھلواروی صاحب کی لاعلمی پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ یہاں "اَلْمُشْتَاقُوْنَ"۔ "اَلْعَاشِقُوْنَ" کے معنیٰ کو متضمن ہے۔ اور "عشق" کا صلہ "ب" آتا ہے "الی" نہیں آتا۔ قاموس میں ہے عَشِقَ بہٖ (جلد ۳ ص ۲۶۵) نیز تاج العروس جلد ۷ ص ۱۳ اور اقرب الموارد جلد ۲ ص ۷۸۶ میں بھی عشق کا صلہ "ب" مذکورہ ہے۔ شاید پھلواروی صاحب اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب کوئی لفظ کسی دوسرے لفظ کے معنیٰ کو متضمن ہو تو اس کے صلہ میں وہی حرف آئے گا۔ جو اس دوسرے لفظ کے صلہ میں آتا ہے۔ قرآن وحدیث میں بھی اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ۔ الآیۃ (پ۲ البقرہ) کس مبتدی طالب علم کو معلوم نہیں کہ رَفَثَ کا صلہ "ب" آتا ہے "اِلٰی" نہیں آتا۔

لسان العرب میں ہے "وَقَدْ دَفَتْ بِهَا" (جلد ۲ صہ ۱۵۴) چونکہ آیت کریمہ میں لفظ رَفَثَ "اِفْضَاءٌ" کے معنے کو متضمن ہے جس کا صلہ اِلیٰ آتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔ اَفْضَيْتُ اِلَى الْمَرْأَةِ (جلد ۲ صہ ۱۵۴)۔ اس لیے آیت کریمہ میں لفظ رفث کا صلہ اِلیٰ وارد ہوا۔

حدیث شریف وارد ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ صَرِّفْ قَلْبِیْ عَلیٰ طَاعَتِكَ (ص ۲۱) کس مبتدی طالب علم کو معلوم نہیں کہ صَرِّفْ کا صلہ اِلیٰ آتا ہے۔ علیٰ نہیں آتا۔ مگر چونکہ یہ لفظ ثَبِّتْ کے معنے کو متضمن ہے جس کا صلہ علیٰ ہے۔ اس لیے حدیث پاک میں اِلیٰ کی بجائے علیٰ وارد ہوا۔

کیا پھلواروی صاحب قرآن و حدیث کے الفاظ کو بھی معاذ اللہ بھونڈی غلطیاں قرار دیں گے؟ اگر نہیں تو انہوں نے "مشتاقون" کے صلہ کو جو بھونڈی غلطی قرار دیا ہے۔ تسلیم کریں کہ درودِ تاج کی بجائے یہ ان کی اپنی بھونڈی غلطی ہے۔

آسان جواب

علامہ حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اور زیادہ آسان جواب لکھا فرماتے ہیں۔ کہ

عربی کے مبتدی طلبہ جانتے ہیں کہ اِشْتَاقَ اور اَوْلَعَ (۲) دو ایسے فعل ہیں جن کا معنٰی ایک ہے اور اَوْلَعَ کا صلہ "ب" سے کہا جاتا ہے اَوْلَعَ الْفَصِيْلُ بِاُمِّهٖ (بیضاوی صہ ۵)

بنا بریں مُشْتَاقُوْنَ کے صلہ میں لفظ "ب" کا ذکر بالکل درست ہے

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل اور آپ کے اصحاب پر درود بھیجو

اور آپ کے اصحاب پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلام عرض کرو کثرت صلوٰۃ و سلام ہر مشکل کا حل ہے بالخصوص زیارت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تو اکسیر ہے۔

حکایت سلطان محمود علیہ الرحمۃ کے عشق رسالت و تعظیم مصطفوی کے باعث بارگاہ رسالت میں بھی اس پر خصوصی عنایت تھی۔ چنانچہ ایک شخص دیدار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں مشرف ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ ہزار درہم مجھ پر قرض ہے۔ ادا کرنے کی توفیق نہیں۔ اور ڈرتا ہوں کہ قرض ادا کئے بغیر کہیں موت نہ آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محمود کے پاس جاؤ اور اس سے رقم لے کر اپنا قرض ادا کرو۔ عرض کیا یا سید البشر۔ شاید وہ میری بات کا اعتبار نہ کریں۔ اور نشانی طلب کریں۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ وہ تیس ہزار درود اوّل شب اور تیس ہزار درود آخر شب بیدار ہو کر پڑھتے ہیں۔ چنانچہ جب اس شخص نے محمود کے پاس حاضر ہو کر یہ مبارک خواب سُنا تو ان پر رقت طاری ہوئی۔ اور انہوں نے ہزار درہم قرض اتارنے کے علاوہ مزید ہزار درہم اس شخص کو دیا۔ اور حاضرین کے پوچھنے پر فرمایا کہ اس خواب سے علماء کے اس بیان کی تصدیق ہوگئی ہے کہ واقعی مذکورہ درود شریف ایک بار پڑھنا دس ہزار کے برابر ہے (حوالہ مذکورہ ملخصاً)
معلوم ہوا کہ درود شریف، بہت مبارک وظیفہ اور بارگاہِ رسالت میں قرب و نگاہِ عنایت کا ذریعہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیات حقیقی زندہ ہیں غلاموں کا درود و سلام سنتے ہیں۔ اور انہیں جانتے پہچانتے ہیں۔

آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی غلام اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

اگرچہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے لیکن نماز کے علاوہ اس درود

کے پڑھنے کی بات ہی نہیں بلکہ محبت و تعظیم کے ساتھ مختلف درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ جیسے حضرت سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ میں پڑھا وہ دراصل وہی درود ہزارہ ہے جو درود تاج شریف کی طرح مشہور ہے۔ اس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ا اَخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَ تَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَکَرَّا لْجَدِیْدَانِ وَ اسْتَقَلَّ الفرقدان وَبَلِّغْ روحہٗ وَارْواح اھل بیتہ منّا اَلْحَیَّۃَ والسلام و بارك وسلم علیہِ کثیراً۔

(روح البیان)

درود تاج کی طرح اب بھی (مشائخ کے بیان کردہ) موجود ہیں جن کا نقد تجربہ اس گئے گذرے زمانہ میں کیا جا سکتا ہے چند نمونے حاضر ہیں۔

مجرب درود شریف (۱)۔ شیخ محمد عبدالحق قدس سرہٗ العزیز جذب القلوب صہ ۲۴۷ میں فرماتے ہیں جس کا متن حسب ذیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِكَ بَاقِیَۃً بِبَقَآئِكَ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَكَ رِضًا وَلِحَقِّہٖ اَدَآءً صَلٰوۃً مَقْبُوْلَۃً لَدَیْكَ مَفْرُوْضَۃً عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

خاصیت حضرت شیخ مذکور نے فرمایا ہے کہ یہ صیغہ مشہور اور مسبعات عشر سے ہے اور وقت تابعین سے معمول حضرات مشائخ میں داخل ہے۔ حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنے بعض رسالوں میں اس درود شریف کی وصیت فرمائی ہے اور یہی درود فقیر کو حضرت شیخ عبدالوہاب

متقی رحمۃ اللہ علیہ نے وقت وداع کرنے کے جانب مدینہ منورہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کی اجازت دی اور حسنِ خاصیت اجازت اور نفوس متبرکہ مشائخ کے جو کچھ مجھ کو اس درود سے نور اور حضور اور خضوع اور خشوع حاصل ہوا ہے قطع نظر اس مبالغہ کے کیفیت وکمیت میں اور درودوں میں کمتر حاصل ہوتا ہے۔ جب تک یہ درود زبان تک نہ آوے دل کو تسکین نہیں ہوتی اور یہ خاص اسرار اجازت مشائخ سے ہے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کے فرمائے ہوئے درودوں میں بھی نہایت ہی برکات ولذات ومقبولیت طالبوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ مشائخ کرام وعلمائے عظام کا کشف والہام حق ہے۔ جیسے علم کلام (شرح عقائد- نبراس مواقف شرح مواقف وغیرہ میں تحقیق کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی سے ثابت کیا گیا ہے۔

۲- صلوٰۃ المجبوب[1] شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص زائرین مزار مبارک وسقیان حجرہ مقدسہ سے یہ درود ہمیشہ روضۂ مبارک معلّٰے پر پڑھا کرتا تھا۔ جب وہ آمادہ سفر ہوا حکم آیا کہ کچھ روز یہاں قیام کرو کہ مجھ کو یہ درود تیرا پسند آتا ہے۔ (متن درود)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَّهُوَ لَهَا اَهْلٌ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

---

[1] یہ نام فقیر اُویسی غفرلہٗ کا تجویز کردہ ہے۔

فائدہ | غور کرنا چاہئیے کہ مُصلّی مذکور کو اپنے ایجاد کردہ درود سے کس قدر قبولیت اور پسندگی حضور پرنُور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی۔

۳۔ صلوٰۃ الحاجر | محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسکین مؤلف عفرذنوبہ نے ایک درود مسمّٰی بروضۃ الاریضہ مشتمل بروضۃ الاریضہ مشتمل اور پر معجزات بینات جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب احادیث سے منتخب کر کے تالیف کیا ہے۔

فائدہ | غور فرمائیے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درود تیار کیا فقیر اویسی کا سوال ہے کہ شاہ صاحب کو اس ایجادہ بندہ سے بدعتی کہہ سکتے ہیں ظاہر ہے کہ نہیں کہہ سکتے تو پھر درود تاج کا کیا قصور۔ یہ درود جذب القلوب کے ص۲۵۲ میں یوں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ الَّذِيْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ وَعَلٰى اَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْضَلَ صَلَوَاتٍ وَّاَزْكٰى وَسَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِكَ وَزِنَةً مَا فِيْ عِلْمِكَ وَمِلْاَ مَا فِيْ عِلْمِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَمَبْلَغَ رِضَائِكَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْهُ كَذٰلِكَ كُلِّهِمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ

وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰٓى اٰلِ وَاَزْوَاجٍ وَاَصْحَابِ كُلٍّ مِنْهُمْ وَالتَّابِعِيْنَ وَعَلٰى سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْمَكِيْنِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فِي الْعٰلَمِيْنَ وَسَآئِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ وَمِلْأَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَارْحَمْنَا اِلٰهَنَا بِحُرْمَتِهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ وَاشْفَعْنَا وَعَافِنَا مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ وَّعَاهَةٍ وَاعْفُ عَنَّا وَعَامِلْنَا بِلُطْفِكَ الْجَمِيْلِ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ ۔

فائدہ | شیخ نے فرمایا ہے جو کوئی اس درود کو ہمیشہ پڑھا کرے گا۔ نجات دیوے گا اس کو اللہ تعالےٰ ہر ایک آفت نازلہ اور حادثہ سے اور مجھ کو اس درود پڑھنے کی اجازت بعض مشائخ محدثین نے عطا کی ہے۔

الصلوٰۃ المشیشیۃ | حضرت مولانا عبد السلام مشیش قدس سرہٗ کا ایجاد کردہ ہے

اس درود شریف کی نسبت بڑے بڑے اغواث اقطاب اوتاد نقباء صلحاء علماء محدثین کا اتفاق ہے۔ درود شریف کے اکثر سے افضل ہے اکثر اغواث زمانہ اور اقطاب وقت متعدد شرحیں لکھتے رہے ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی شرح فیوض الحرمین میں لکھی ہے۔

فضائل قطبِ وقت سیّد عبد الغنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجددِ وقت، مجددِ دین امام زبیدی کے پیر و مرشد ہیں، عارف باللہ احمد نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اس درود شریف کے پڑھنے سے وہ انوار و برکات حاصل ہوتے ہیں جن کی حقیقت سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی نہیں جانتا اور اس کے پڑھنے سے اللہ تعالےٰ کی مدد اور فتح ربانی حاصل ہوتی ہے اور صدق و اخلاص سے ہمیشہ پڑھنے والے کا سینہ کھل جاتا ہے، کاروبار میں کامیابی ہوتی ہے اور باطن اور ظاہر کی تمام آفتوں، بلاؤں اور باطنی و ظاہری بیماریوں سے اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے اور کاروبار میں اللہ تعالےٰ کی تائید سے توفیق دیا جاتا ہے، اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات اس کے شاملِ حال رہتی ہیں۔

وظیفہ اس درود شریف کا وظیفہ دو طرح پر ہے۔

۱۔ نمازِ فجر کے بعد ایک مرتبہ اور نمازِ مغرب کے بعد ایک مرتبہ پڑھا جائے۔

۲۔ بعد نمازِ فجر ۳ بار، بعد نماز مغرب ۳ بار، بعد نمازِ عشاء ۳ بار پڑھا جائے۔ (فضل ۱۱۱، ۱۱۲)

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ مِّنْہُ انْشَقَّتِ الْاَسْرَارُ وَانْفَلَقَتِ الْاَنْوَارُ وَ فِیْہِ ارْتَقَتِ الْحَقَآئِقُ وَ تَنَزَّلَتْ عُلُوْمُ اٰدَمَ فَاَعْجَزَ الْخَلَآئِقَ وَ لَہٗ تَضَآءَلَتِ الْفُھُوْمُ فَلَمْ یُدْرِکْہُ

مِنَّا سَابِقٌ وَّلَا لَاحِقٌ فَرِيَاضُ الْمَلَكُوْتِ بِزَهْرِ جَمَالِہٖ مُوْنِقَةٌ وَّحِيَاضُ الْجَبَرُوْتِ بِفَيْضِ اَنْوَارِہٖ مُتَدَفِّقَةٌ وَّلَا شَيْئَ اِلَّا وَهُوَ بِہٖ مَنُوْطٌ اِذْ لَوْلَا الْوَاسِطَةُ لَذَهَبَ كَمَا قِيْلَ الْمَوْسُوْطُ صَلٰوةً تَلِيْقُ بِكَ مِنْكَ اِلَيْہِ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ سِرُّكَ الْجَامِعُ الدَّالُّ عَلَيْكَ وَحِجَابُكَ الْاَعْظَمُ الْقَآئِمُ لَكَ بَيْنَ يَدَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِيْ بِنَسَبِہٖ وَحَقِّقْنِيْ بِحَسَبِہٖ وَعَرِّفْنِيْ اِيَّاهُ مَعْرِفَةً اَسْلَمُ بِهَا مِنْ مَّوَارِدِ الْجَهْلِ وَاَكْرَعُ بِهَا مِنْ مَّوَارِدِ الْفَضْلِ وَاحْمِلْنِيْ عَلٰى سَبِيْلِہٖ اِلٰى حَضْرَتِكَ حَمْلًا مَّحْفُوْفًا بِنُصْرَتِكَ وَاقْذِفْ بِيْ عَلَى الْبَاطِلِ فَاَدْمَغَهٗ وَزُجَّ بِيْ فِيْ بِحَارِ الْاَحَدِيَّةِ وَانْشُلْنِيْ مِنْ اَوْحَالِ التَّوْحِيْدِ وَاَغْرِقْنِيْ فِيْ عَيْنِ بَحْرِ الْوَحْدَةِ حَتّٰى لَا اَرٰى وَلَا اَسْمَعَ وَلَا اَجِدَ وَلَا اُحِسَّ اِلَّا بِهَا وَاجْعَلِ الْحِجَابَ الْاَعْظَمَ حَيٰوةَ رُوْحِيْ وَرُوْحَهٗ سِرَّ حَقِيْقَتِيْ وَحَقِيْقَتَهٗ جَامِعَ عَوَالِمِيْ بِتَحْقِيْقِ الْحَقِّ الْاَوَّلِ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ اِسْمَعْ نِدَآئِيْ بِمَا سَمِعْتَ بِہٖ نِدَآءَ عَبْدِكَ زَكَرِيَّا وَانْصُرْنِيْ بِكَ لَكَ وَاَيِّدْنِيْ بِكَ لَكَ وَاجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ وَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ غَيْرِكَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ط رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا - اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo

(ترجمہ) "یا اللہ! اس ذاتِ والا پر درود بھیج جس سے اسرار ظہور پذیر ہوئے اور انوار طلوع ہوئے اور وہ جس میں حقیقتیں ارتقاء و کمال کو پہنچیں اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم بھی آپ میں اترے کہ تمام مخلوق کو عاجز کر دیا اور اس کے سلسلے تمام عقول عاجز آ گئیں، اس کی حقیقت کو نہ ہم سے پہلے پا سکے اور نہ بعد والے پا سکیں گے، عالمِ ملکوت کے باغات اس کے جمال کی چمک سے مزین ہیں اور عالمِ جبروت کے حوض اس کے انوار کے فیضان سے چھلک رہے ہیں اور تمام کائنات میں کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اس سے مربوط نہ ہو جب کہ واسطہ نہ رہے تو موسوط بھی نہیں رہتا۔ یا اللہ! ایسا درود بھیج جو تیری عظمت کے لائق تیری جناب سے اس ذاتِ والا کی طرف اس شان و عظمت کے ساتھ ہو جس کی اہلیت و قابلیت اس ہستی مبارک میں ہے۔ اے اللہ بلا شک و شبہ وہ ذاتِ والا تیرا جامع ترین بھید ہے جو تیری ہستی پاک کی بے مثل دلیل ہے اور تیرے حضور میں تیرا سب سے بڑا حجاب قائم ہے۔ یا اللہ! مجھے اس کے نسب سے ملا دے اور اس کے حسب یعنی تقویٰ سے محقق کر دے اور اس کے واسطے سے مجھے ایسی معرفت عطا فرما کہ اس معرفت کے ذریعہ سے جہالت کے گڑھوں سے بچ جاؤں اور اس کے ذریعہ سے فضائل و کمالات کے گھاٹوں سے سیراب ہو جاؤں اور اس ذاتِ والا کے راستہ پر اپنی بارگاہ تک اپنی بھرپور مدد کے

ساتھ جیلائے جا اور مجھے باطل پر حملہ آور ہونے کی طاقت عطا فرما کہ میں اسے کچل کر رکھ دوں اور مجھے احدیت کے سمندر میں ڈال دے اور مجھے توحید کے شکوک وشبہات سے بچا لے اور مجھے بحرِ وحدت کے چشمے میں غرق فرما دے یہاں تک کہ میں نہ دیکھوں، نہ سنوں، اور نہ پاؤں اور نہ محسوس کروں مگر اسی سے اور حجابِ اعظم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو میری روح کی زندگی اور ان کی روحِ مبارک کو میری حقیقت کا بھید بنا دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو میرے تمام حالات اجزا و اعضائے ظاہری و باطنی سے متعلق فرما دے تاکہ آپ کے سوا اور کسی سے تعلق ہی نہ رہے بربنائے تحقیق حق یعنی روزِ میثاق کے عہد اور بلیٰ (کہ اتباعِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا) اے اول، اے آخر، اے ظاہر، اے باطن! میری پکار سن لے جس طرح اپنے بندے زکریا علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکار سن لی اپنی خاص اعانت سے خاص اپنی رضا کے لئے میری مدد فرما اور میرے اور اپنی جناب میں جمعیت فرما اور میرے اور اپنے غیر کے درمیان میں آجا یعنی کسی وقت بھی مجھے کسی حجاب میں نہ رکھیو، اللہ اللہ اللہ بے شک جس اللہ کریم نے آپ پہ قرآنِ مجید اتارا، معاد یعنی جہاں کا وعدہ کیا ہے وہاں لوٹائے گا، اے ہمارے رب اپنی جناب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے معاملے کی بھلائی مہیا کر، ضرور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود بھیجو اور سلام جیسا کہ سلام کا حق ہے۔"

۳- اَلصَّلٰوۃُ التَّفرِیجِیَّۃُ

فضائل خزینۃ الاسرار میں شیخ عارف محمد حقی نازلی امام قرطبی سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود شریف کو ہر روز ہمیشہ ۴۱ بار یا ۱۰۰ بار یا زیادہ پڑھتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کے غم اور فکر کو دور، اس کی تکلیف اور مشکل کو حل کر دے، اس کا کام آسان کر دے، اس کا سر نورانی کر دے۔ اس کی قدر بلند کر دے، اس کی حالت سنوار دے اور اس کا رزق وسیع کرے، بہت زیادہ بھلائیوں اور نیکیوں کے دروازے اس پر کھول دے، حکومت میں اس کی بات کا اثر ڈال دے، زمانے کے حادثوں سے اسے مامون کرے، بھوک اور محتاجی کی تکلیف سے اسے بچا لے، مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے اور اللہ کریم سے جو چیز مانگے اللہ تعالےٰ اس کو وہ چیز عطا کرے۔

مذکورہ فوائد اور اس کے علاوہ بے شمار برکات اس درود شریف کو ہمیشہ پڑھتے رہنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

وظیفہ اس درود شریف کا وظیفہ کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں:-

۱۔ ہر پنجگانہ نماز کے بعد گیارہ بار پڑھے۔
۲۔ نمازِ صبح کے بعد اکتالیس بار پڑھے۔
۳۔ ہر روز سو بار پڑھے۔
۴۔ ہر روز مرسلین (علیہم السلام) کی گنتی کے مطابق ۳۱۳ بار پڑھے۔
۵۔ ہر روز ایک ہزار بار ہمیشہ پڑھے۔

اس کو وہ کچھ ملے کہ صفت کرنے والے اس کی تعریف نہ کرسکیں کہ نہ اس کو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی انسان کے دل میں خیال گزرا۔

۶۔ کسی اہم معاملہ میں کامیابی چاہنے والا یا کسی بلا میں گرفتار شخص یہ درود شریف چار ہزار چار سو چوالیس بار پڑھے، اللہ تعالٰے اس کی مراد اور مطلب برآری نیت کے مطابق کردے گا۔ (فضص ۱۶۴ و ص ۱۶۵)

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْکُرَبُ وَتُقْضٰی بِهِ الْحَوَآئِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَآئِبُ وَ حُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَیُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

(ترجمہ) "یا اللہ درود بھیج کامل اور پورا اسلام بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اس کے وسیلہ سے مشکلات حل ہوجائیں اور اس کے ذریعہ سے پریشانیاں کھل جائیں اور اس کے وسیلہ سے حاجات پوری ہوجائیں اور اس کے توسل سے تمنائیں برآئیں اور انجام اچھے ہوں اور بادل آپ کے چہرہ مبارک کی برکت سے برستا ہے اور ان کی آل اور اصحاب پر بھی ہر لمحہ میں

ہر سانس میں اپنی تمام کی تمام معلومات کی تعداد کے مطابق (درود و سلام بھیج۔

۱۴- اَلصَّلٰوۃُ الْمُنْجِیَۃُ

فضائل ہر مہم اور مصیبت کے وقت ایک ہزار بار پڑھا جائے تو مشکل حل ہو جائے اور مراد پوری ہو جائے، یہ درود شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ صالح موسےٰ ضریر رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت سکھایا جب کہ وہ بحری جہاز میں سوار تھے، جہاز ڈوبنے لگا، تمام لوگ چلّانے لگے۔ شیخ مذکور پر خواب کا غلبہ ہوا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، فرمایا جہاز والوں سے کہو کہ یہ درود شریف ہزار بار پڑھیں، کہتے ہیں کہ میری آنکھ کھلی اور میں نے جہاز والوں سے بیان کیا تو جب ہم نے تین سو بار پڑھا تو جہاز چل پڑا اور جو کوئی پانسو بار پڑھے، ہر قسم کا فائدہ اور غنا حاصل کرے۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ درود شریف عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ آدھی رات کو جو کوئی کسی دنیوی یا اخروی حاجت کے لئے پڑھے، اللہ تعالےٰ پوری کر دے گا، واقعی قبولیتِ دعا کے لئے اُچک لیجانے والی بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار، اکسیرِ اعظم اور بہت بڑا تریاق ہے۔ (فض ۷۶ تا ۷۸)

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ

وَالْآفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا
بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَ
الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ
الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ۔

(ترجمہ) " یا اللہ! ہمارے سردار حضرتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے سردار حضرتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج، ایسا درود کہ اس کے وسیلہ سے تو ہمیں تمام خطرات اور آفات سے بچا، اور اس کے وسیلہ سے ہماری جملہ حاجتیں پوری کر دے اور اس کے وسیلہ سے تو ہمیں تمام گناہوں سے پاک کر دے اور اس کے ذریعہ سے اپنی جناب میں بلند درجات سے سرفراز فرما، اور اس کے سبب سے ہماری انتہائی خواہشاتِ زندگی اور موت کے بعد کی ہر قسم کی بھلائیوں تک پہنچا دے، اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔"

۵ اَلصَّلٰوۃُ الْفَاتِحَۃُ

جواہر المعانی مطبوعہ مصر میں اس درود شریف کے بہت زیادہ محیر العقول فضائل درج ہیں، عارفِ تیجانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت زیارت ارشاد فرماتے ہیں، جو اس درود شریف کو ایک بار پڑھے اس کو اتنا ثواب مل جائے گا جتنا کہ اس دن درود و وظائف پڑھنے والوں کو ملے گا۔

غوثِ زمانہ حضرتِ محمد البکری الکبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان اس درود شریف کو عمر بھر میں ایک بار پڑھ لے گا اگر بفرضِ محال وہ دوزخ میں داخل ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کے حضور میں میرا دامنگیر ہو جائے۔ (فضص صفحہ ۱۴۲)

درود شریف یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالنَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْهَادِيْ إِلٰى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ ط صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ حَقَّ قَدْرِهٖ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ

(ترجمہ) "یا اللہ! درود اور سلام اور برکت بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو کھولنے والے ہیں اس کے جو بند کیا گیا تھا اور جو گزر گیا اس کے بند کرنے والے ہیں اور جو دین حق کی حق کے ساتھ مدد کرنے والے ہیں اور تیری سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں، اللہ تعالےٰ ان پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر ان کی قدر و منزلت عظیمہ کے حق کے مطابق درود بھیج"

۶ - صَلٰوۃُ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ

السید ابی الحسن شاذلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مولف حزب البحر و امام طریقہ شاذلیہ علیہ۔

فضائل ۱- اس درود شریف کو ایک بار پڑھا جائے تو ایک لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

۲- اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آجائے تو یہ درود شریف پانسو بار پڑھا جائے اللہ کریم بحرمت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے اور مشکل حل فرما دیتا ہے۔

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

(ترجمہ) " یا اللہ! درود بھیج ہمارے سردار حضرتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو نورِ ذاتی ہیں، تمام اسماء و آثار و صفات میں سریان کئے ہوئے ہیں اور ان کی آل اور اصحاب پر اور سلام بھیج۔"

۷- صَلٰوۃُ السَّعَادَۃِ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس درود شریف کو ایک بار پڑھا جائے تو چھ لاکھ بار درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (فضص ۱۴۹)

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔

(ترجمہ) " یا اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اس تعداد کے مطابق جو اللہ کے علم میں ہے، ایسا درود جو اللہ تعالےٰ کے دائمی ملک کے ساتھ دوامی ہو۔"

۸- صَلٰوۃ غَوْثِیَّہ

یہ درود شریف اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیاض سے لیا گیا ہے۔

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(ترجمہ) "یا اللہ ہمارے سردار اور آقا کرم وسخا کی کان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود، برکت اور سلام بھیج"

۹- صلوٰۃ چشتیہ

از بیاض قبلہ الحاج پیر غوث محمد صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

(ترجمہ) "یا اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ذرہ کی گنتی کے مطابق (ایک لاکھ ضرب ایک ہزار یعنی) دس کروڑ بار درود بھیج"

۱۰- صلوٰۃ نقشبندیہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نِبْرَاسِ الْاَنْبِیَآءِ وَ نَیِّرِ الْاَوْلِیَآءِ وَ زِبْرِقَانِ الْاَصْفِیَآءِ وَیُوْحِ الثَّقَلَیْنِ وَضِیَآءِ الْخَافِقَیْنِ

(ترجمہ) "یا اللہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمارے سردار انبیاء کے چراغ، اولیاء کے آفتابِ تاباں، برگزیدہ بندوں کے ماہِ درخشاں، ثقلین کے سورج، مشرق و مغرب کی ضیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج"

۱۱- صلوٰۃِ خضریّہ

صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

(ترجمہ) "اللہ تعالےٰ اپنے حبیب حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر سلام اور درود بھیجے"

(اجازت عطا فرمودہ حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

۱۲- صلوٰۃ کمالیّہ

فضائل

۱- ایک بار پڑھنے سے ستّر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

۲- اگر کسی کو نسیان کی بیماری ہو تو وہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان بلا تعداد اس درود شریف کو پڑھا کرے انشاء اللہ یہ بیماری دور ہو جائے گی اور حافظہ بڑھ جائے گا۔

درود شریف یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْكَامِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ كَمَا لَانِهَايَةَ لِكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهٖ (فض ۱۹۱)

(ترجمہ) "یا اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی کامل پر اور آپ کی آل پر درود وسلام اور برکتیں بھیج ایسی جیسی تیرے کمال کی انتہا نہیں ہے اور اس نبی پاک کے کمال کا شمار نہیں ہے"۔

۱۳۔ صَلوٰةُ حَلِّ الْمُشْكِلَاتِ

مفتی دمشق حامد آفندی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ سخت مشکلات میں گرفتار ہو گئے، وہاں کا وزیر اُن کا سخت دشمن ہو گیا، وہ رات کو نہایت درجہ کرب وبلا میں تھے کہ آنکھ لگ گئی، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تسلی دی اور یہ درود شریف سکھایا کہ جب تو اس کو پڑھے گا، اللہ کریم تیری مشکل حل کر دے گا۔ آنکھ کھل گئی، یہ درود شریف پڑھا تو مشکل حل ہو گئی۔

اکابرینِ ملت نے اکثر مشکلات میں اس کو پڑھا ہے، فتاوٰی شامی کے مؤلف علامہ سید ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ثبت میں اس کی باضابطہ سند موجود ہے (نفض صـ ۱۵۴)

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے، پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الکٰفرون اور دوسری رکعت میں بعد الحمد سورۂ اخلاص پڑھے، فارغ ہونے پر قبلہ رُو ایسی جگہ بیٹھے جہاں سو جانا ہو اور صدقِ دل سے توبہ کرتے ہوئے ایک ہزار بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ پڑھے، اس کے بعد دو زانو مؤدبانہ بیٹھ کر یہ تصور باندھ لے کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں اور عرض کر رہا ہوں، سو بار دو سو بار، تین سو بار غرضیکہ پڑھتا جائے، جب نیند کا غلبہ ہو تو اسی جگہ دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے سو جائے۔ جب پچھلی رات جاگے تو پھر اسی جگہ مؤدبانہ

بیٹھ کر صبح کی نماز تک درود شریف پڑھتا رہے، پڑھتے وقت اپنی حاجت یا حل مشکلات کا تصور رکھے، انشاء اللہ تعالےٰ ایک رات میں یا تین راتوں میں مراد بر آئے گی، آخری رات جمعہ کی ہو تو بہتر ہے۔

درود شریف یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِيْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(ترجمہ) "یا اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود سلام اور برکتیں بھیج، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دستگیری کیجئے۔ میرا حیلہ اور کوشش تنگ آچکے ہیں۔"

۱۴۔ صلوٰۃ قطب الاقطاب سیّد احمد بدوی رضی اللہ عنہ

فضائل

۱۔ انوارِ کثیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

۲۔ بہت سے اسرار منکشف ہوجاتے ہیں۔

۳۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب اور بیداری میں ہوجاتی ہے۔

۴۔ قطب کے درجے تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

۵۔ باطنی اور ظاہری رزق بسہولت میسر آتا ہے۔

۶۔ نفس، شیطان اور تمام دشمنوں پر اللہ تعالےٰ کی مدد سے غالب آجاتا ہے۔

۷۔ اس کے خواص بے شمار اور ان گنت ہیں۔

۸۔ اسے تین مرتبہ پڑھیں تو دلائل الخیرات کے ختم کا ثواب ملتا ہے۔

شرائطِ ورد
۱۔ وضو کامل ہو۔
۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کی حضوری کا تصور ہو۔

وظیفہ
۱۔ نمازِ فجر اور مغرب کے بعد ۳۔۳ بار پڑھے، عجیب و غریب اسرار نظر آئیں۔
۲۔ ہر نماز کے بعد سات بار پڑھے۔

۳۔ ایک سو بار پڑھے تو ۳۳ بار دلائل الخیرات کے پڑھنے کا ثواب ملے۔

۴۔ چالیس روز ۱۰۰ بار روزانہ استقامت کے ساتھ پڑھے تو ایسے انوار اور بھلائیاں دیکھے کہ ان کی قدر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

(افض ص۵۶، ص۵۷)

درود شریف یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ شَجَرَةِ الْاَصْلِ النُّوْرَانِيَّةِ وَلَمْعَةِ الْقَبْضَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَاَفْضَلِ الْخَلِيْقَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَاَشْرَفِ الصُّوْرَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَمَعْدِنِ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَخَزَائِنِ الْعُلُوْمِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ صَاحِبِ الْقَبْضَةِ الْاَصْلِيَّةِ وَالْبَهْجَةِ السَّنِيَّةِ وَالرُّتْبَةِ الْعَلِيَّةِ مَنِ انْدَرَجَتِ النَّبِيُّوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ فَهُمْ مِّنْهُ وَاِلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ

وَبَارِكْ عَلَيْهِ، عَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ وَرَزَقْتَ وَاَمَتَّ وَاَحْيَيْتَ اِلٰى يَوْمِ تَبْعَثُ مَنْ اَفْنَيْتَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(ترجمہ) "یا اللہ درود، سلام، برکت بھیج ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نورانی اصل کے شجر اور رحمانی ظہور کی چمک اور انسانی تخلیق کے افضل اور جسمانی صورت کے اشرف اور ربانی بھیدوں کی کان اور برگزیدہ علوم کے خزانے، اصلی ظہور والے اور روشن طلعت اور بلند مرتبہ پر وہ جس کے جھنڈے کے نیچے تمام انبیائے کرام علیہم السلام ہوں گے، وہ سب نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرنیوالے اور منتسب ہیں، اور صلوٰۃ وسلام اور برکت ہو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اس تعداد کے مطابق جو آپ نے مخلوق پیدا کی اور رزق دیا اور موت دی، زندگی بخشی، اس دن تک کہ تو زندہ کرے گا جس کو مردہ کیا اور خوب سلام بھیج اور بالواسطہ، بلا واسطہ تمام تحمیدات اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔"

۱۶- درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَذِقْنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ لَذَّۃَ وِصَالِہٖ۔

ترجمہ: " یا اللہ درود، سلام، برکات بھیج ہمارے سردار حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اور درود کے وسیلہ سے آپ کے وصال کی لذت چکھا دے۔"

(جواہر البحار، ج ۳، ص ۳۵۰)

خاصیت: برکاتِ زیارت۔

۱۶- درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِھَا وَعَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَ ضِیَآئِھَا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

(ترجمہ) " یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دلوں کے طبیب اور ان کی دوا ہیں اور جسم کی عافیت اور ان کی شفا ہیں اور آنکھوں کا نور اور ان کی چمک ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب پر درود اور سلام بھیج۔"

(جواہر البحار، ج ۳، ص ۴)

خاصیت: جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفاء۔

۱۷۔ درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

(ترجمہ) "یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، حبیب ہیں، عالی قدر، بڑے مرتبے والے ہیں اور ان کی آل اور اصحاب پر بھی درود و سلام ہو۔"

(جواہر البحار، ج ۳، صفحہ ۴۶)

خاصیت: ہر شبِ جمعہ کو خواہ ایک بار پڑھے (زیارت ہوگی) سرکار کی تشریف آوری لحد میں بھی ہوگی۔

نوٹ: صرف چند نمونے عرض کئے خلوص و عقیدت سے ان میں کسی کو آزما کر دیکھئے لیکن عقیدہ اہلسنّت شرط ہے۔ عقیدے کی گندگی الٹا ان سے نقصان ہوگا۔

اہلسنّت ہوشیار | خوارج زمانہ نہ صرف درود تاج کے دشمن ہیں بلکہ انہیں اہلسنّت کے جملہ معمولات سے بغض و عداوت ہے آزما کر دیکھئے کر دلائل الخیرات شریف

ایک مجرب و مسلّم وظیفہ (مجموعہ صلوات) ہے لیکن انہیں ان سے ایسے بغض و عداوت ہے جیسے منکرین اسلام کو قرآن مجید سے۔

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعم الرحی اردو شرح

شرح جامی

از تصنیف

جامع معقول ومنقول شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب دامت برکاتہم

باہتمام: عطاء الرسول اویسی رضوی

مکتبہ اویسیہ رضویہ جامع مسجد سیرانی بہاولپور

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

تفسیر فیوض الرحمٰن	تفسیر اویسی	تاریخ محبوب مدینہ
شہد سے میٹھا نام محمد	علمِ رسول	شرح حدائق بخشش
چہلم کا ثبوت	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	دعا بعد جنازہ
خلاصۃ المیراث	پڑھا لکھا اُمّی	آمین آہستہ کہنا
شیعہ کا مُتعہ	آئینہ شیعہ نما	امیر معاویہ
ندائے یارسول اللہ	حق مذہب اہلسنت	امام حرم اور ہم
آئینہ دیوبند	بُڑھیا کا بیڑا	شرح جامی
ذکرِ اُویس	ذکرِ سیرانی	خطباتِ اویسیہ

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور